بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

اِسلامیات

(لازمی)

برائے جماعت نہم

یکساں قومی نصاب 2022ء کے مطابق

Web version of PCTB Textbook

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بُک بورڈ، لاہور

اس کتاب کو پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور نے یکساں قومی نصاب 2022ء کے مطابق Align کیا ہے۔ جملہ حقوق بحق پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور محفوظ ہیں۔
اس کتاب کا کوئی حصہ نقل یا ترجمہ نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اسے ٹیسٹ پیپرز، گائیڈ بکس، خلاصہ جات، نوٹس یا امدادی کتب کی تیاری میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

منظور شدہ: متحدہ علما بورڈ، پنجاب، لاہور، بمطابق مراسلہ نمبر: ایم یو بی (پی سی ٹی بی/6/درسی کتب) 250/2024 مورخہ 24-09-02

تمام مکاتبِ فکر کے علما کرام پر مشتمل، اتحاد تنظیماتِ مدارس پاکستان (ITMP) کی مجوزہ کمیٹی کو وزارتِ وفاقی تعلیم و پیشہ ورانہ تربیت (MoFE&PT)، اسلام آباد نے مورخہ 20 اپریل 2017ء کو بمطابق مراسلہ نمبر E-III/2015/(8)3 نوٹی فائی کیا۔ اس کمیٹی نے "دی علم فاؤنڈیشن، کراچی" کے مرتب کردہ قرآنِ مجید کے ترجمے پر مکمل اتفاق کیا، جسے اس درسی کتاب میں استعمال کیا گیا ہے۔

مصنّفین

- ڈاکٹر فخر الزمان
- ڈاکٹر شاہ عبد الرؤف
- محمد صفدر جاوید پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

ریویو کمیٹی

- **علامہ ڈاکٹر راغب حسین نعیمی** — چیئرمین، اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان و متحدہ علما بورڈ، پنجاب/ مہتمم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ، لاہور
- **مفتی شاہد عبید** — استاذ الحدیث، جامعہ اشرفیہ، فیروز پور روڈ، لاہور
- **ڈاکٹر حافظ حسن مدنی** — ایسوسی ایٹ پروفیسر، انسٹیٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
- **علامہ ڈاکٹر محمد رشید ترابی** — ڈائریکٹر، جامعۃ الواعظین، لاہور
- **ڈاکٹر حارث مبین** — ڈائریکٹر، ڈیپارٹمنٹ آف قرآن وسنہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
- **ڈاکٹر محمد اکرم ورک** — پروفیسر آف اسلامک سٹڈیز، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، سیٹلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ
- **ڈاکٹر محمد اویس سرور** — صدر شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ، گورنمنٹ اسلامیہ کالج فار بوائز، لاہور کینٹ
- **ڈاکٹر سلطان سکندر** — اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ اسلامیہ گریجوایٹ کالج، ریلوے روڈ، لاہور
- **ڈاکٹر عبد الغفور** — سینئر سکول ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول، مندر روڈ، چنیوٹ
- **ڈاکٹر آصف جاوید** — گورنمنٹ ایسوسی ایٹ کالج فار بوائز، اوکانوالہ بنگلہ، چیچہ وطنی، ساہیوال
- **ڈاکٹر محمد منشا طیب** — گورنمنٹ ایسوسی ایٹ کالج، پھول نگر، قصور
- **ڈاکٹر شاہد فریاد** — ماہر مضمون، پنجاب ایگزامینیشن کمیشن (PEC)، لاہور
- **فتح محمد** — ایجوکیشن آفیسر، قائد اعظم اکیڈمی فار ایجوکیشنل ڈویلپمنٹ، میانوالی
- **منظور احمد** — سینئر سکول ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول، کوٹ حسین خان، ننکانہ صاحب
- **رضیہ سلطانہ** — ماہر مضمون، قائدِ اعظم اکیڈمی فار ایجوکیشنل ڈویلپمنٹ، شرقپور
- **ڈاکٹر شاہ عبد الرؤف** — سینئر ماہر مضمون، پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

ماہر زبان

- **پروفیسر طارق حبیب** شعبہ اُردو، سرگودھا یونیورسٹی، سرگودھا
- **ڈاکٹر جمیل الرّحمان** سینئر ماہر مضمون (اُردو)، پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

نگران طباعت

- ڈاکٹر فخر الزمان
- ڈاکٹر شاہ عبد الرؤف
- محمد صفدر جاوید

ڈائریکٹر (مسوّدات) محترمہ ریحانہ فرحت — **ڈپٹی ڈائریکٹر مسوّدات** مہر صفدر ولید — **ڈپٹی ڈائریکٹر (گرافکس)** عائشہ صادق
کوآرڈینیٹر محترمہ فریدہ صادق — **کمپوزنگ** عرفان شاہد، محمد اظہر — **لے آؤٹ اینڈ ڈیزائننگ** حافظ انعام الحق

Web version of PCTB Textbook

فہرست

باب اوّل: قرآنِ مجید وحدیثِ نبوی خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّم

(الف) قرآنِ مجید کی تدوین اور اس کی حفاظت 1
(ب) حفاظت وتدوینِ حدیث (دورِ اوّل) 4
(ج) احادیثِ نبوی (خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّم) 7

باب دوم: ایمانیات وعبادات

(الف) ایمانیات:
(1) عقیدہ توحید 12
(2) عقیدہ رسالت 16
(3) ملائکہ (فرشتے) 19
(4) کُتُبِ ساویہ (آسمانی کتابیں) 21
(5) عقیدۂ آخرت 25

(ب) عبادات:
(1) نماز 29
(2) روزہ 32
(3) زکوٰۃ 35
(4) حج اور قربانی 38

باب سوم: سیرت نبوی خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّم

(الف) عہدِ نبوی (خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّم) کے ماہ وسال (مدنی دور)
(1) فتح مکہ 41
(2) غزوۂ حنین 44
(3) عامُ الوُفُود (9 ہجری) 47
(4) غزوۂ تبوک 50
(5) حجۃ الوداع 54
(6) وصالِ نبوی (خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّم) 57

(ب) اُسوۂ رسول (خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّم) اور ہماری زندگی
(1) حضرت محمد مصطفیٰ خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کا بچپن اور جوانی 60
(2) حضرت محمد مصطفیٰ خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کا ذوقِ عبادت 64
(3) حضرت محمد مصطفیٰ خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کی سخاوت وایثار 67
(4) صلہ رحمی 70
(5) خواتین کے ساتھ حسن سلوک 73
(6) اندازِ تربیت 76

Web version of PCTB Textbook

باب چہارم: اَخلاق و آداب

(1) شکر و قناعت 79
(2) امانت و دیانت 80
(3) اخلاص و تقویٰ 81
(4) پردہ پوشی 83

بُری عادات سے اجتناب

(1) تکبّر 85
(2) حسد 86
(3) جھوٹ 87
(4) غیبت اور بہتان 88
(5) جادُو، فال اور توہم پرستی 90

باب پنجم: حسنِ معاملات و معاشرت

(1) قسم کے احکام و مسائل 94
(2) گواہی کے احکام و مسائل 97
(3) حُقُوقُ الْعِبَاد (ہمسایوں کے حقوق) 100
(4) سُود کی حرمت 103
(5) اسلامی ریاست 106
(6) جہاد فی سبیل اللہ 109

باب ششم: ہدایت کے سرچشمے اور مشاہیرِ اسلام

اہلِ بیتِ اطہار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ

(1) حضرت امام زین العابدین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ 112
(2) حضرت امام زید بن علی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ 116

صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ

(1) حضرت ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ 119
(2) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا 122
(3) حضرت عَمْرو بن اُمَیّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ 124
(4) حضرت عَمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ 126
(5) حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ 129
(6) حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ 132

صحابیات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ 135
صُوفیہ کرام رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ 141
علما و مفکرین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ 147

باب ہفتم: اسلامی تعلیمات اور عصرِ حاضر کے تقاضے

(1) خود اعتمادی و خود انحصاری 152
(2) جسمانی و ذہنی صحت اور جسمانی ریاضت 154
(3) اسلام میں مستقبل کی منصوبہ بندی کی اہمیّت 157
(4) اسلامی تہذیب کے امتیازات 160

امتحانی پرچہ اسلامیات لازمی برائے جماعت نہم کی تیاری 163
ماڈل پرچہ اسلامیات (لازمی) برائے جماعت نہم 164

Web version of PCTB Textbook

1

باب اوّل

قرآنِ مجید و حدیثِ نبوی (خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم)

(الف) تعارفِ قرآنِ مجید

قرآنِ مجید کی تدوین اور اس کی حفاظت

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- قرآنِ مجید کی حفاظت کے بارے میں جان سکیں۔
- قرآنِ مجید کی جمع و تدوین کے مراحل کے بارے میں جان سکیں۔
- قرآنِ مجید کو ہدایت کا سرچشمہ مانتے ہوئے اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکیں۔
- قرآنِ مجید کی عالم گیریت کو سمجھ سکیں۔
- نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم کے دور میں قرآنِ مجید کی تدوین کے طریقہ کار کا جائزہ لے سکیں۔

لفظ قرآن "قِرَاءَةٌ" سے ہے جس کے معنٰی پڑھنے کے ہیں، چوں کہ قرآنِ مجید ایسی واحد کتاب ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے، اس لیے اسے قرآن کہا جاتا ہے۔ قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے، جو اس نے اپنے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم پر نازل فرمائی۔ قرآن مجید دنیا کی وہ واحد کتاب ہے جو آج تک اسی طرح محفوظ ہے جس طرح نازل ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿٩﴾ (سُوْرَةُ الحجر: 9)

ترجمہ: بے شک ہم ہی نے (اس) ذکر (قرآن) کو نازل فرمایا ہے اور بے شک ہم ہی اِس کی ضرور حفاظت فرمانے والے ہیں۔

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی آخری اور عالم گیر کتاب ہے، جس طرح نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور آپ کی رسالت تمام جہانوں کے لیے ہے، اسی طرح آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم پر نازل ہونے والی کتاب بھی تمام بنی نوعِ انسان کے لیے رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ قرآنِ مجید کسی خاص قوم یا وقت کے لیے نہیں بلکہ قیامت تک کے تمام انسانوں کے لیے راہ نمائی کا ذریعہ ہے۔

جمع و تدوینِ قرآنِ مجید

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم کی حیاتِ طیّبہ ہی میں اکثر صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُم کو قرآن مجید زبانی یاد تھا۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم قرآن مجید کے نزول کے فوراً بعد قرآنی آیات کو لکھوانے کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم کی حیاتِ طیّبہ ہی میں مکمل قرآنِ مجید لکھا جا چکا تھا۔ عہدِ رسالت ہی میں قرآنِ مجید عموماً پتھر کی سِلوں، چمڑے، کھجور کی چھال اور اونٹ کے شانے کی ایسی

Web version of PCTB Textbook

ہڈیوں پر لکھا جاتا تھا جو خاص اسی مقصد کے لیے تیار کی جاتی تھیں۔ یوں قرآنِ مجید عہدِ نبوی ہی میں مکمل حفظ ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف جگہوں پر لکھا ہوا موجود تھا۔

قرآنِ مجید کو سرکاری سرپرستی میں جمع کرنے کی ضرورت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں اس وقت محسوس ہوئی جب جنگِ یمامہ میں قرآنِ مجید کے سیکڑوں حُفّاظِ کرام شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے مسلمانوں کو اس جنگ میں فتح نصیب ہوئی، تاہم اس وقت یہ محسوس کیا گیا کہ اگر مستقبل میں اسی طرح حُفّاظِ کرام شہید ہوتے رہے تو کہیں قرآنِ مجید کا کوئی حصہ ضائع نہ ہو جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مشورے سے قرآنِ مجید کی جمع و تدوین کا آغاز کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مشورے سے مشہور قاریِ قرآن حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس عظیم کام کی تکمیل کے لیے منتخب کیا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ عہدِ رسالت میں وحی کی کتابت کا فریضہ انجام دیا کرتے تھے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سربراہی میں قائم کمیٹی نے مسلسل اور انتہائی محنت سے قرآنِ مجید کو ایک مصحف کی صورت میں جمع کیا۔ قرآن مجید کا یہ نسخہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس موجود رہا جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتقل ہوا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تحویل میں آ گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں جب مختلف قراءتوں اور لہجوں میں قرآنِ مجید کی تلاوت پر اختلاف پیدا ہوا تو انھوں نے اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نسخے کی مختلف نقلیں تیار کر کے مختلف صوبوں کو بھجوا دیں اور سب مسلمانوں کو ایک قراءت پر متحد کر دیا۔

Web version of PCTB Textbook

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) لفظ قرآن کا معنی ہے:

(الف) کثرت سے پڑھی جانے والی کتاب
(ب) صبح کے وقت پڑھی جانے والی کتاب
(ج) محفوظ کتاب
(د) آخری کتاب

(ii) تمام مسلمانوں کو ایک قراءت اور لہجے پر متفق کرنے والی شخصیت ہیں:

(الف) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(ب) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(ج) حضرت علی کرم اللہ وجہہ
(د) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(iii) قرآن مجید کے حفاظ کرام کثیر تعداد میں شہید ہوئے:

(الف) جنگِ یمامہ میں
(ب) جنگِ یرموک میں
(ج) جنگِ قادسیہ میں
(د) جنگِ جمل میں

(iv) حکومتی سرپرستی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے قرآنِ مجید کی جمع و تدوین کے لیے سربراہ مقرر کیے گئے:

(الف) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ب) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

(v) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جمع کیا جانے والا قرآنِ مجید کا نسخہ کن کے پاس موجود تھا؟

(الف) حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ب) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(ج) حضرت اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (د) حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

2- مختصر جواب دیں۔

(i) قرآنِ مجید کا مختصر تعارف قلم بند کریں۔

(ii) قرآنِ مجید ایک عالم گیر کتاب ہے۔ وضاحت کریں۔

(iii) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب مسلمانوں کو ایک قراءت پر کس طرح متحد کیا؟

3- تفصیلی جواب دیں۔

(i) جمع و تدوینِ قرآنِ مجید کی تفصیل بیان کریں۔

سرگرمیاں

- جمع و تدوین قرآنِ مجید کے مختلف مراحل کو چارٹ پر لکھ کر کمرا جماعت میں آویزاں کریں۔
- کمرا جماعت میں قرآن مجید کی جمع و تدوین کے مختلف مراحل کے بنیادی نکات کے بارے میں گروپ کی صورت میں کام کروائیں۔

Web version of PCTB Textbook

(ب) حفاظت وتدوینِ حدیث: دورِ اوّل

(عہدِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ، عہدِ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ)

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- تدوین حدیث شریف کی اہمیت کے بارے میں جان سکیں۔
- عہدِ رسالت میں تدوین حدیث شریف کے بارے میں آگاہی حاصل کر سکیں۔
- قرونِ اُولیٰ میں حدیث شریف کی جمع وتدوین کے لیے صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ ، تابعین وتبع تابعین کی خدمات کی اہمیت جان سکیں۔
- نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے دور میں حدیث شریف کی جمع وتدوین کے طریق کار کا جائزہ لے سکیں۔
- حدیث شریف کی تدوین اور حفاظت کے بارے میں جان کر یہ ایمان پختہ کریں کہ قرآن مجید کے بعد حدیث شریف ہدایت اور راہ نمائی کا اوّلین ذریعہ ہے۔
- حدیث شریف اور سنت کی اہمیت وحجیت کو جان کر ان پر ایمان مضبوط کر سکیں اور فتنہ انکار حدیث سے محفوظ رہ سکیں۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہا جاتا ہے، آپ کے فرمان کو حدیثِ قولی اور عمل کو حدیثِ فعلی کہتے ہیں۔ آپ کے سامنے کسی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عمل کیا ہو اور آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے خاموشی اختیار فرمائی ہو تو اس کو حدیثِ تقریری کہتے ہیں۔ جس حدیث میں مفہوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور الفاظ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے ہوں تو اس کو حدیثِ قدسی کہا جاتا ہے۔

احادیثِ مبارکہ قرآن مجید کی تفسیر اور تشریح ہیں۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت اور اتباع کا اللہ تعالیٰ نے خود حکم ارشاد فرمایا ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ معلم انسانیت بن کر تشریف لائے ہیں اور معاملاتِ زندگی میں احادیثِ مبارکہ کے بغیر ایک مسلمان کا گزارا ممکن نہیں ہے۔ احادیثِ مبارکہ عبادات، معاملات اور احکامات میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں اور قیامت تک ان سے راہ نمائی لی جاتی رہے گی۔ اسی لیے دورِ رسالت اور دورِ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ میں ان کی حفاظت پر بھرپور زور دیا گیا اور احادیثِ مبارکہ کو با قاعدہ مدوّن کر دیا گیا۔ تدوین حدیث سے مراد احادیثِ مبارکہ کو جمع کرنا اور انھیں کتابی شکل دینا ہے۔ تدوینِ حدیث کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی احادیثِ مبارکہ کی جمع وتدوین کا آغاز عہدِ رسالت ہی میں ہو گیا تھا۔ حدیث کی جمع وتدوین میں خود نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی سرپرستی اور رضامندی شامل رہی ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ خود اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ آپ کی بات کو سنا جائے، ذہن نشین کیا جائے اور محفوظ کر لیا جائے، اسی وجہ سے آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے تا کہ سامنے والا اسے اچھی طرح سمجھ لے اور یاد کر لے۔ بعض اوقات آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تین مرتبہ اپنی بات دہراتے تا کہ مخاطب

Web version of PCTB Textbook

کے ذہن میں بیٹھ جائے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم حدیث کی حفاظت کرنے والوں کو ان الفاظ میں دعا بھی دیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس انسان کو خوش و خرم رکھے جس نے میری بات سنی، یاد کی اور اسے لوگوں تک پہنچایا۔ (سنن ابی داؤد: 3660)

دورِ رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے احادیثِ مبارکہ کو تین بڑے ذرائع سے محفوظ کیا۔ جن میں انھوں نے احادیثِ مبارکہ کو حفظ کیا، لکھ لیا اور اس کے مطابق عمل کر کے احادیث کو محفوظ کیا۔

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حوصلہ افزائی فرمائی کہ وہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے فرامین کو یاد رکھنے کے ساتھ ساتھ تحریری صورت میں بھی محفوظ کریں۔ چناں چہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی زندگی ہی میں احادیثِ نبویہ کو کتابی شکل میں محفوظ کرنے کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بڑی تعداد نے اس عمل کو اپنی زندگی کا مشن بنایا۔

عہدِ رسالت میں احادیث مبارکہ کی کتابت کی کثیر شہادتیں موجود ہیں۔

دورِ رسالت میں جو دعوت نامے اور خطوط خود نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے مصر، شام اور ایران کے فرماں رواؤں کو لکھے ان خطوط میں بعض تحریری شکل میں آج بھی مختلف مقامات پر محفوظ ہیں۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا والی بنا کر بھیجا تو انھیں صدقہ اور وراثت کے متعلق احکام لکھوا کر دیے۔ اسی طرح نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے مختلف علاقوں سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے جن لوگوں کو روانہ فرمایا تھا ان کی راہ نمائی کے لیے زکوٰۃ کے تفصیلی احکام لکھوا کر دیے تھے۔ یہ احکام باقاعدہ تحریری شکل میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس موجود تھے۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس احادیثِ نبویہ کے ذاتی نسخے بھی موجود تھے۔ صحیفہ صادقہ دورِ رسالت ہی کا مجموعہ احادیث تھا، جو حضرت عبداللہ بن عَمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتّب کردہ تھا۔ اس کے علاوہ حضرت ابو ہریرہ، حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس بھی احادیثِ مبارکہ کے تحریری نسخے موجود تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد تابعین کے دور میں احادیثِ مبارکہ کی جمع و تدوین نے ایک منظم تحریک کی شکل اختیار کر لی۔ تابعین نے اس دور میں کئی کتبِ احادیث مُرتّب کیں جو بعد کے ادوار میں باقاعدہ مآخذ اور مصادر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ احادیثِ نبویہ کی جمع و تدوین کے حوالے سے یہ تمام کوششیں ذاتی نوعیت کی تھیں۔ سرکاری سطح پر جمع و تدوین کا سلسلہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں شروع ہوا۔ جمع و تدوینِ حدیث کی تحریک کو اوجِ کمال تک پہنچانے کا اعزاز امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور صحاحِ ستّہ کے مؤلفین کے سر ہے۔ مؤطا امام مالک، صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داود، سنن نسائی اور سنن ابنِ ماجہ اسی دور کی یادگار ہیں یہ احادیثِ مبارکہ کے مستند مجموعے ہیں۔

حدیثِ نبوی کی جمع و تدوین کے ذرائع میں حفظ اور کتابت کے بعد تیسرا ذریعہ اُمّت میں سنّتِ نبویہ کا عملی طور پر جاری رہنا ہے جس کا حکم قرآنِ مجید میں موجود ہے۔ پوری امّت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآنِ مجید کے بعد احادیثِ مبارکہ ہی ہدایت اور راہ نمائی کا ذریعہ ہیں۔

Web version of PCTB Textbook

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم فرمایا ہے: **وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ** (سورۃ الحشر: 7)

ترجمہ: اور جو کچھ رسول (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم) تمھیں عطا فرمائیں تو اُسے لے لو اور جس سے تمھیں منع فرمائیں تو (اُس سے) رُک جاؤ۔

جمع و تدوینِ حدیث کی پوری تاریخ پر نظر ڈالنے سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کے ساتھ حدیثِ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی حفاظت کے بھی خصوصی اسباب مہیا فرمائے ہیں تا کہ قیامت تک اہلِ ایمان اس پر عمل پیرا ہو کر دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کر سکیں۔

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے عمل کو کہا جاتا ہے:

(الف) حدیثِ فعلی (ب) حدیثِ قولی (ج) حدیثِ تقریری (د) حدیثِ قدسی

(ii) حدیث کو جمع کرنا اور کتابی شکل دینا کہلاتا ہے:

(الف) تدوینِ حدیث (ب) فضیلتِ حدیث (ج) روایتِ حدیث (د) درایتِ حدیث

(iii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو والی بنا کر بھیجا:

(الف) یمن کا (ب) مصر کا (ج) شام کا (د) حبشہ کا

(iv) صحاح ستہ میں شامل ہیں:

(الف) دو کتابیں (ب) چار کتابیں (ج) چھے کتابیں (د) آٹھ کتابیں

(v) حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے سرکاری سطح پر انتظام فرمایا:

(الف) احادیث پر عمل کرنے کا (ب) احادیث کی جمع و تدوین کا

(ج) احادیث کی شرح کا (د) احادیث کو حفظ کرنے کا

2۔ مختصر جواب دیں۔

(i) حدیث کے معنیٰ و مفہوم بیان کریں۔

(ii) دورِ نبوی میں حفاظتِ حدیث کے کوئی سے دو ذرائع لکھیں۔

(iii) صحاح ستہ میں سے دو کتابوں کے نام لکھیں۔

3۔ تفصیلی جواب دیں۔ (i) جمع و تدوینِ حدیث پر تفصیل سے روشنی ڈالیں۔

سرگرمیاں

- صحاح ستہ کے علاوہ احادیثِ نبویہ پر مشتمل دیگر کتب کی فہرست مرتب کریں۔
- اساتذہ کرام طلبہ سے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، تابعین اور تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے ادوار میں حدیث کی جمع و تدوین کے طریق کار پر اظہارِ خیال کروائیں۔

Web version of PCTB Textbook

(ج) احادیثِ نبویہ (خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ)

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- حدیثِ نبوی کی تعریف اور اہمیت بیان کر سکیں۔
- حدیثِ نبوی کا مفہوم اور فضیلت سمجھ سکیں۔
- نصاب میں شامل احادیثِ نبویہ کا ترجمہ سمجھ سکیں۔
- احادیثِ نبویہ میں بیان کی گئی تعلیمات کو سمجھ سکیں۔
- احادیثِ نبویہ میں موجود موضوعات کو سمجھ کر اپنی روزمرہ زندگی میں ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

حدیث کے لفظی معنی بات اور گفت گو کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اقوال، افعال اور تقریر (یعنی کوئی ایسا کام جو آپ خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی موجودگی میں کیا گیا اور آپ خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی ہو) کا مجموعہ حدیثِ نبوی کہلاتا ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی احادیثِ مبارکہ، دین کی تعلیمات کا سرچشمہ اور رشد و ہدایت کا ذریعہ ہیں۔ رسولُ اللہ خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی بعثت کے مقاصد میں سے اہم ترین مقصد قرآنِ مجید کی تشریح و تفسیر اور اس کا عملی نمونہ فراہم کرنا ہے۔ قرآنِ مجید کی تعلیمات کو سمجھنے کے لیے حدیثِ نبوی اہم ذریعہ ہے۔ بطور مسلمان ہمارے لیے لازم ہے کہ ہم نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی احادیث کو اپنی زندگی کے لیے عملی نمونہ بنائیں۔ ہماری زندگی نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اقوال و افعال کے مطابق ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسی بات کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ۝۳۳ (سُوْرَةُ محمد: 33)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسولُ اللہ (خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع مت کرو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (سُوْرَةُ الحشر: 7)

ترجمہ: اور جو کچھ رسول (خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) تمھیں عطا فرمائیں تو اُسے لے لو اور جس سے تمھیں منع فرمائیں تو (اُس سے) رُک جاؤ۔

ان آیات سے ہمیں یہ راہ نمائی ملتی ہے کہ ہمارے لیے زندگی گزارنے کا معیار حضورِ اقدس خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ذات گرامی اور آپ خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اقوال و افعال اور تقاریر ہیں، لہٰذا ہمیں اپنی زندگیوں کو آپ خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

منتخب احادیثِ مبارکہ

1. أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِيَارُهُمْ خِيَارُهُمْ لِنِسَائِهِمْ۔ (مسند احمد:9153)

ترجمہ: مومنوں میں سے کامل ترین ایمان والا وہ ہے جو اپنے اخلاق میں بہترین ہے، اور ان میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے لیے بہتر ہیں۔

2. مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيْرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا۔ (سنن ابی داود:4943)

ترجمہ: جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا، اور ہمارے بڑوں کا حق نہیں پہچانتا وہ ہم میں سے نہیں۔

3. أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰهَ وَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ، فَإِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَوْفِيَ رِزْقَهَا وَإِنْ أَبْطَأَ عَنْهَا، فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ، خُذُوْا مَا حَلَّ، وَدَعُوْا مَا حَرُمَ (سنن ابنِ ماجہ:2144)

ترجمہ: اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے (اعتدال کے ساتھ) روزی طلب کرو، کیوں کہ کوئی انسان اپنا رزق پورا کیے بغیر نہیں مرے گا اگر چہ اس (رزق کے حصول) میں دیر ہو جائے، چناں چہ اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے روزی طلب کرو۔ جو حلال ہے، وہ لے لو اور جو حرام ہے، وہ چھوڑ دو۔

4. مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ فِيْ رِزْقِهٖ وَيُنْسَأَ لَهٗ فِيْ أَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ (صحیح مسلم:6524)

ترجمہ: جو چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت کی جائے اور اس کی عمر لمبی ہو تو وہ صلہ رحمی (اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک) کرے۔

5. عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَبَائِرِ، قَالَ: ''اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَقَوْلُ الزُّوْرِ'' (صحیح مسلم:88)

ترجمہ: رسولُ اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے کبیرہ گناہوں کے بارے میں فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، قتل کرنا اور جھوٹ بولنا۔

6. إِنَّ إِخْوَانَكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيْكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهٖ، فَلْيُطْعِمْهُ، مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَأَعِيْنُوْهُمْ (صحیح بخاری:2545)

ترجمہ: تمھارے غلام تمھارے بھائی ہیں، انھیں اللہ تعالیٰ نے تمھارے ماتحت رکھا ہے، چناں چہ جس شخص کا بھائی اس کے ماتحت ہو، اسے چاہیے کہ اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور اسے وہی لباس پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور ان سے وہ کام نہ لو جو ان کی طاقت سے زیادہ ہو اور اگر ایسے کام کی انھیں زحمت دو تو خود بھی ان کا ہاتھ بٹاؤ۔

7. مَنْ أُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهٗ عَلٰى مَنْ أَفْتَاهُ، وَمَنْ أَشَارَ عَلٰى أَخِيْهِ بِأَمْرٍ يَعْلَمُ أَنَّ الرُّشْدَ فِيْ غَيْرِهٖ فَقَدْ خَانَهٗ (سنن ابی داود:3657)

Web version of PCTB Textbook

ترجمہ: جس شخص کو کسی نے علم کے بغیر فتویٰ دیا تو عمل کرنے والے کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا اور جس نے اپنے بھائی کو کوئی ایسا مشورہ دیا جب کہ اسے علم تھا کہ بھلائی اس کے علاوہ ہے تو اس نے اس سے خیانت کی۔

8. اَلْحَیَاءُ لَا یَأْتِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ (صحیح مسلم:37)

ترجمہ: حیا سے ہمیشہ بھلائی پیدا ہوتی ہے۔

9. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا، وَرِزْقًا طَیِّبًا، وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا۔ (سنن ابن ماجہ:925)

ترجمہ: اے اللہ! بے شک میں تجھ سے فائدہ دینے والا علم، حلال روزی اور قبولیت والا عمل مانگتا ہوں۔

10. كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهٗ، وَمَالُهٗ، وَعِرْضُهٗ۔ (صحیح مسلم:2564)

ترجمہ: ہر مسلمان پر (دوسرے) مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔

11. نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے طاعون کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

بَقِیَّةُ رِجْزٍ، اَوْ عَذَابٍ اُرْسِلَ عَلٰى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ فَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا مِنْهَا وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَلَسْتُمْ بِهَا فَلَا تَهْبِطُوْا عَلَیْهَا۔ (جامع ترمذی:1025)

ترجمہ: یہ اس عذاب کا بچا ہوا حصہ ہے، جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا جب کسی زمین (ملک یا شہر) میں طاعون ہو جہاں پر تم رہ رہے ہو تو وہاں سے نہ نکلو اور جب وہ کسی ایسی سرزمین میں پھیلا ہو جہاں تم نہ رہتے ہو تو وہاں نہ جاؤ۔

12. فَیَرْضٰى لَكُمْ اَنْ تَعْبُدُوْهُ، وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا، وَاَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَیَكْرَهُ لَكُمْ: قِیْلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَاِضَاعَةِ الْمَالِ۔ (صحیح مسلم:1715)

ترجمہ: وہ (اللہ) تمھارے لیے پسند کرتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقوں میں نہ بٹو۔ اور وہ تمھارے لیے قیل وقال (فضول باتوں)، کثرتِ سوال اور مال ضائع کرنے کو ناپسند کرتا ہے۔

13. مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَغْرِسُ غَرْسًا اَوْ یَزْرَعُ زَرْعًا فَیَاْكُلُ مِنْهُ طَیْرٌ اَوْ اِنْسَانٌ اَوْ بَهِیْمَةٌ اِلَّا كَانَ لَهٗ بِهٖ صَدَقَةٌ۔ (صحیح بخاری:2320)

ترجمہ: کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے یا کھیتی میں بیج بوئے، پھر اس میں سے پرندہ یا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

14. مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یُؤْذِ جَارَهٗ، وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُكْرِمْ ضَیْفَهٗ، وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ۔ (صحیح بخاری:6018)

ترجمہ: جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات زبان سے نکالے ورنہ خاموش رہے۔

Web version of PCTB Textbook

(15) اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يَخْذُلُهٗ، وَلَا يَحْقِرُهٗ (صحیح مسلم:2564)

ترجمہ: مسلمان (دوسرے) مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے اور نہ اس کی تحقیر کرتا ہے۔

(16) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِيْفَيْنِ الْيَتِيْمِ وَالْمَرْاَةِ (سنن ابن ماجہ:3678)

ترجمہ: اے اللہ! میں (لوگوں کو) دو کمزوروں یتیم اور عورت، کی حق تلفی کرنا (تاکید کے ساتھ) حرام ٹھہراتا ہوں۔

(17) مَا اَمَرْتُكُمْ بِهٖ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ (سنن ابن ماجہ:1)

ترجمہ: جس کام کا میں تمھیں حکم دوں، اس پر عمل کرو اور جس سے منع کروں، اس سے باز رہو۔

(18) اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ (صحیح مسلم:2563)

ترجمہ: بدگمانی سے دور رہو کیوں کہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔

(19) لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ (سنن ابن ماجہ:2313)

ترجمہ: رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔

(20) اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ (صحیح مسلم:817)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآنِ مجید) کے ذریعے سے بہت سے لوگوں کو اونچا کرتا ہے اور بہتوں کو اس کے ذریعے سے نیچے گراتا ہے۔

اَلْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى

(1) اَلْحَيُّ	ہمیشہ زندہ رہنے والا	(2) اَلْقَيُّوْمُ	سب کو اپنی تدبیر سے قائم رکھنے والا
(3) اَلْوَاجِدُ	وجود عطا فرمانے والا	(4) اَلْمَاجِدُ	عظمت اور بزرگی والا
(5) اَلْوَاحِدُ	یکتا	(6) اَلصَّمَدُ	بے نیاز، سب کا مرکزِ نیاز
(7) اَلْقَادِرُ	قدرت و طاقت والا	(8) اَلْمُقْتَدِرُ	قدرت کاملہ کا مالک
(9) اَلْمُقَدِّمُ	آگے کرنے والا/ بڑھانے والا	(10) اَلْمُؤَخِّرُ	پیچھے رکھنے والا
(11) اَلْاَوَّلُ	سب مخلوقات اور موجودات سے پہلے	(12) اَلْاٰخِرُ	سب موجودات کے فنا ہونے کے بعد بھی باقی رہنے والا
(13) اَلظَّاهِرُ	اپنی قدرت کے اعتبار سے ظاہر	(14) اَلْبَاطِنُ	اپنی ذات کے اعتبار سے پوشیدہ
(15) اَلْوَالِيْ	تصرف اور اختیار کا مالک	(16) اَلْمُتَعَالِيْ	بلند و برتر
(17) اَلْبَرُّ	اچھائی اور بھلائی فرمانے والا	(18) اَلتَّوَّابُ	زیادہ توبہ قبول کرنے والا
(19) اَلْمُنْتَقِمُ	بدلہ لینے والا	(20) اَلْعَفُوُّ	معاف فرمانے والا

Web version of PCTB Textbook

21 اَلرَّءُوْفُ نہایت مہربان	22 مَالِكُ الْمُلْكِ سب سلطنت اور حکمرانی کا مالک
23 ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ عظمت اور بزرگی والا	24 اَلْمُقْسِطُ عدل و انصاف کرنے والا
25 اَلْجَامِعُ جمع کرنے والا	26 اَلْغَنِيُّ بے پرواہ و بے نیاز
27 اَلْمُغْنِيْ بے نیاز کر دینے والا	28 اَلْمَانِعُ روکنے والا
29 اَلضَّآرُّ نقصان کا مالک	30 اَلنَّافِعُ نفع کا مالک، نفع عطا فرمانے والا
31 اَلنُّوْرُ نور	32 اَلْهَادِیْ ہدایت دینے والا
33 اَلْبَدِيْعُ بے مثال موجد، عدم سے وجود میں لانے والا	34 اَلْبَاقِیْ ہمیشہ رہنے والا
35 اَلْوَارِثُ وارث و مالک	36 اَلرَّشِيْدُ نیکی اور راستی کرنے والا
37 اَلصَّبُوْرُ بہت زیادہ مہلت دینے والا	38 اَلسَّمِيْعُ بہت زیادہ سننے والا
39 اَلْبَصِيْرُ سب کچھ دیکھنے والا	40 اَلْحَكِيْمُ حکمت و تدبر والا

نور

Web version of PCTB Textbook

سرگرمیاں

- طلبہ اپنا جائزہ لیں کہ وہ مذکورہ احادیث مبارکہ کی تعلیمات میں سے کن کن ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔
- اساتذہ کرام طلبہ کے درمیان احادیثِ مبارکہ اور اسمائے حسنٰی کا ترجمہ سننے کی مشق اور مسابقہ کروائیں جس میں صحّت تلفّظ کا اہتمام ہو۔

باب دوم — ایمانیات وعبادات

(الف) ایمانیات

(1) عقیدۂ توحید

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- توحید کا معنٰی و مفہوم، فرضیت و اہمیت بیان کر سکیں۔
- قرآن و سنّت کی روشنی میں توحید کی اقسام جان سکیں۔
- شرک کا معنٰی و مفہوم جان سکیں۔
- شرک کی بنیادی اقسام کے بارے میں آگاہی حاصل کر سکیں۔
- عقیدۂ توحید سے واقفیت حاصل کر کے صرف اللہ پر اپنا ایمان مضبوط کر سکیں۔
- عملی زندگی میں توحید کے اثرات اور شرک کے نقصانات کا ادراک کر سکیں۔
- اللہ تعالیٰ کو ایک رب جانتے اور مانتے ہوئے تمام معاملات میں اُسی سے رُجوع کر سکیں۔
- شرک کی وعید سے آگاہ ہو کر اس سے دُور رہنے کی شعوری کوشش کر سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

توحید کے لغوی معنٰی ایک ماننا اور یکتا جاننا کے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات وصفات اور جملہ اوصاف و کمالات میں یکتا اور بے مثل ماننا اور اس کے تقاضوں کے مطابق عمل کرنا توحید کہلاتا ہے۔ تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور اسی کے حکم کے مطابق چل رہی ہے۔ کائنات میں اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ تمام عیبوں سے پاک اور تمام کمالات کا مالک ہے۔ وہ اکیلا ہی عبادت کے لائق ہے۔ وہ اپنی ذات وصفات اور افعال میں وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ہے۔

اسلامی عقائد میں سب سے پہلے عقیدۂ توحید ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تک اس دنیا میں جتنے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام تشریف لائے، انھوں نے اللہ تعالیٰ کے واحد و یکتا ہونے کی تبلیغ کی۔ کوئی شخص عقیدۂ توحید اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیے بغیر دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔

قرآنِ مجید میں عقیدۂ توحید پر بہت زور دیا گیا ہے۔ قرآنِ مجید کی ایک سورت کا نام الاخلاص اور التوحید ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ سورت درج ذیل ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝۳ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴ (سُوْرَۃُ الْاِخْلَاص 1 تا 4)

ترجمہ: (اے نبی خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) آپ فرما دیجیے وہ اللہ ایک (ہی) ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے۔ اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔ اور نہ کوئی اُس کے برابر ہے۔

عقیدۂ توحید کو تمام اُمورِ دین پر اہمیت اور اوّلیت حاصل ہے۔ عقیدۂ توحید کے بغیر کوئی عبادت اور عمل قبول نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر اہم ترین حق اس کی وحدانیت پر ایمان رکھنا ہے۔ جو شخص عقیدۂ توحید اختیار کر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ سے نجات عطا

فرمائیں گے۔عقیدۂ توحید کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ربوبیّت، اُلوہیّت، اسما اور صفات میں اکیلا اور یکتا تسلیم کیا جائے۔

عقیدۂ توحید کی اقسام

(1) توحیدِ ربوبیّت

توحیدِ ربوبیت یہ ہے کہ انسان اس بات پر ایمان لائے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق و مالک اور رازق ہے۔اس میں کوئی اور اس کا شریک نہیں ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اللہ ہی ہے جس نے تمھیں پیدا فرمایا پھر اس نے تمھیں رزق عطا فرمایا پھر وہ تمھیں موت دیتا ہے پھر وہی تمھیں زندہ فرمائے گا، کیا تمھارے شریکوں میں (بھی) کوئی ایسا ہے؟ جو ان میں سے کوئی (بھی) کام کر سکتا ہو، وہ (اللہ) پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے، جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔ (سُوْرَۃُ الرّوم :40)

Web version of PCTB Textbook

(2) توحیدِ اُلوہیّت

توحیدِ اُلوہیّت سے مراد یہ ہے کہ اس بات پر ایمان لایا جائے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور اس کی عبادت میں کوئی اس کا شریک نہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کرنا قطعاً جائز نہیں اور پھر پوری زندگی اس کے احکام کے تحت گزارنا توحیدِ اُلوہیّت ہے۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

ترجمہ: تو جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی اُمید رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ (سُوْرَۃُ الکہف :110)

(3) توحیدِ اسما و صفات

اللہ تعالیٰ کو اس کے اسما اور صفات میں یکتا اور تنہا ماننا توحید اسما و صفات ہے، یعنی اعتقاد رکھنا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے اعتبار سے واحد، اکیلا اور یکتا ہے، اسی طرح وہ اپنے اسما و صفات اور افعال میں بھی واحد اور یکتا ہے۔

شرک اور اس کی اقسام

جو شخص عقیدۂ توحید پر ایمان نہیں رکھتا، وہ شرک کا ارتکاب کرتا ہے۔عقیدۂ توحید کا انکار شرک ہے۔شرک کا لفظی معنٰی حصہ دار اور ساجھی ٹھہرانا ہے۔شریعت کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، اُلوہیّت اور اسما و صفات میں کسی کو اس کا شریک اور حصہ دار بنانا شرک کہلاتا ہے۔

(1) ذات میں شرک

اس سے یہ مراد ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر اور برابر سمجھنا یا اللہ تعالیٰ کو کسی کی اولاد سمجھنا یا کسی کو اللہ تعالیٰ کی اولاد سمجھنا، یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی اور کو ماننا یا کسی کو اللہ تعالیٰ کی بیٹی یا بیٹا ماننا، اللہ تعالیٰ کی ذات میں شرک کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ﴿٣﴾ (سُوْرَۃُ الاخلاص: 3)

ترجمہ: نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔

(2) اُلوہیّت میں شرک

اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی اور کو عبادت کے لائق سمجھنا یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو عبادت میں شریک کرنا اُلوہیّت میں شرک کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ (سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْل: 23) ترجمہ: کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

(3) صفات میں شرک

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی ذات اور شخصیت میں اللہ تعالیٰ جیسی صفات ماننا اور اعتقاد رکھنا صفات میں شرک کہلاتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ جیسی صفات، اس جیسا علم اور قدرت کسی دوسرے کے لیے سمجھنا اللہ تعالیٰ کی صفات میں شرک ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ (سُوْرَةُ الشُّوْرٰی: 11) ترجمہ: اس (اللہ) جیسی کوئی شے نہیں

تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے اور اس میں جو صفات پائی جاتی ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ذاتی ہیں، وہ کسی کی عطا کردہ نہیں ہیں۔

Web version of PCTB Textbook

عقیدۂ توحید کے اثرات

- عقیدۂ توحید کو ماننے والا شخص غیرت مند اور بہادر ہوتا ہے، کیوں کہ اسے یقین ہوتا ہے کہ تمام قوتوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، وہ صرف اور صرف اسی کے سامنے جھکتا ہے اور صرف اسی سے ڈرتا ہے۔
- عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے سے انسان میں عجز و انکسار پیدا ہوتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کے پاس جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے، لہٰذا بندے کے لیے تکبر و غرور کی کوئی گنجائش نہیں۔
- عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے والا شخص تنگ نظر نہیں ہوتا۔ اس کا اس بات پر ایمان ہوتا ہے کہ تمام کائنات کا خالق اور سب کو پالنے والا اللہ تعالیٰ ہے، اسی وجہ سے وہ ساری مخلوق کی بھلائی اور بہتری چاہتا ہے۔
- عقیدۂ توحید انسان میں صبر و قناعت، بلند ہمتی اور توکّل جیسی صفات پیدا کرتا ہے، جس کی وجہ سے انسان مشکل سے مشکل کام اور بڑی سے بڑی تکلیف سے پریشان نہیں ہوتا۔ عقیدۂ توحید انسانوں کے درمیان مساوات اور برابری پیدا کرتا ہے اور ذات پات اور دیگر معاشرتی تقسیم سے آزاد کر دیتا ہے۔
- عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے والا انسان پُرامید ہوتا ہے اور وہ پُرسکون اور اطمینان بخش زندگی گزارتا ہے۔

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) توحید کا لغوی معنیٰ ہے:

(الف) ایک ماننا (ب) اطاعت کرنا (ج) حصّہ دار ٹھہرانا (د) برابری کرنا

(ii) اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا خالق، مالک اور رازق ماننا کہلاتا ہے:

(الف) توحیدِ ربوبیّت (ب) توحیدِ اُلوہیّت (ج) توحیدِ اسماء (د) توحیدِ صفات

(iii) قرآنِ مجید کی کون سی سورت میں عقیدۂ توحید بیان کیا گیا ہے؟

(الف) اَلْکَوْثَرْ (ب) اَلْاِخْلَاص (ج) اَلْفَلَق (د) اَلنَّاس

(iv) شرک کا لغوی معنیٰ ہے:

(الف) حصہ دار بنانا (ب) ایک ماننا (ج) مالک سمجھنا (د) بھلائی کرنا

(v) لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ میں نفی کی گئی ہے:

(الف) ذات میں شرک کی (ب) صفات میں شرک کی

(ج) اُلوہیت میں شرک کی (د) اسما میں شرک کی

2۔ مختصر جواب دیں۔

(i) شرک کا مفہوم بیان کریں۔

(ii) شرک کی کوئی سی دو اقسام بیان کریں۔

(iii) عقیدۂ توحید کے کوئی سے دو اثرات لکھیں۔

3۔ تفصیلی جواب دیں۔

(i) عقیدۂ توحید پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

سرگرمیاں

- طلبہ عقیدۂ توحید سے متعلق قرآن و حدیث کے حوالوں کے ساتھ تحقیقی نوٹ تیار کریں۔
- اساتذہ کرام نظامِ کائنات کے متعلق سائنسی ویڈیو دکھا کر طلبہ کے مابین خالقِ کائنات کی قدرت پر مذاکرہ کروائیں۔

Web version of PCTB Textbook

(2) عقیدۂ رسالت

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- عقیدۂ رسالت کے مفہوم، اہمیت اور ضرورت کو سمجھ سکیں۔
- عقیدۂ رسالت کے متعلق معلومات حاصل کر سکیں۔
- انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ اور نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی رسالت کی نمایاں خصوصیات اور عظمت کا فہم حاصل کر سکیں۔
- عقیدۂ ختمِ نبوت کے متعلق آگاہی حاصل کر سکیں۔
- عقیدۂ رسالت کی روح کو سمجھتے ہوئے عملی زندگی میں تمام انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ کی عزت و تکریم کر سکیں۔
- نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی رسالت کی نمایاں خصوصیات، عظمت اور عقیدۂ ختمِ نبوت کو ایمان کا لازمی حصہ سمجھ سکیں۔
- عقیدۂ رسالت کی روشنی میں اپنے اعمال کا جائزہ لے سکیں اور اپنی زندگیوں میں عقیدۂ ختمِ نبوت کے اثرات کو جان سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

رسالت کے لغوی معنٰی پیغام رسانی یا پیغام پہنچانا کے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کا کسی برگزیدہ اور منتخب کیے ہوئے بندے کو انسانوں تک اپنا پیغام پہنچانے کے لیے بھیجنا رسالت کہلاتا ہے، جس ہستی کو اللہ تعالیٰ اپنے پیغام کی تبلیغ کے لیے اپنی مخلوق کی طرف بھیجتا ہے، اسے رسول کہتے ہیں۔

اسلام کے عقائد میں توحید کے بعد عقیدۂ رسالت کا درجہ ہے۔ انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ، اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان سفیر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ابتدا ہی سے انسانوں کی ہدایت اور راہ نمائی کا انتظام فرمایا۔ یہ ہدایت اور راہ نمائی اللہ تعالیٰ کے انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ کے ذریعے سے مہیا کی گئی۔ انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ اپنے معاشرے کے پاک اور بے حد نیک انسان ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر وحی کے ذریعے سے اپنے احکام نازل فرماتا ہے۔ نبوّت اور رسالت کا یہ سلسلہ حضرت آدم عَلَیۡہِ السَّلَامُ سے شروع ہوا اور حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر آ کر ختم ہوا۔ تمام انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ کی بعثت کا مقصد انسانوں کے اخلاق کی اصلاح اور انھیں اللہ تعالیٰ کی بندگی کے طریقے سکھانا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جتنی اقوام پیدا فرمائیں، ان سب کے لیے نبی اور رسول مبعوث فرمائے، تاکہ وہ ان اقوام تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کا پیغام پہنچا سکیں اور ان کی راہ نمائی کر سکیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ (خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ) کو حق کے ساتھ بھیجا ہے خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا (رسول) بنا کر اور کوئی اُمّت ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی ڈرانے والا نہ گزرا ہو۔ (سُوۡرَۃُ الفاطر :24)

اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ کو بہت سی خصوصیات عطا فرمائیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی صورت میں علم و حکمت سے نوازا جاتا ہے اور عام انسانوں میں ان کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ نبی اور رسول اگرچہ انسان ہوتے ہیں، لیکن اپنے مرتبے اور عقل و فہم کے اعتبار سے تمام مخلوق سے بلند ترین مقام پر فائز ہوتے ہیں۔

انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام معصوم ہوتے ہیں اوران سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا۔ انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام کی نبوت اور رسالت وہبی ہوتی ہے، یعنی منصبِ نبوت کسی خاص عمل یا کوشش کے ذریعے سے حاصل نہیں کیا جا سکتا، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص انعام ہے جو اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ملتا ہے۔

انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام کی اطاعت واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے ساتھ اپنے رسولوں کی اطاعت کا بھی حکم دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّم) کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع مت کرو۔ (سُوۡرَۃُ مُحَمَّد: 33)

انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام کے اس سلسلے میں نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّم کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام کو جو امتیازات الگ الگ عطا فرمائے تھے، وہ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّم کی ذاتِ گرامی میں جمع کر دیے گئے ہیں۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّم کو بہت سے ایسے خصائص سے بھی نوازا گیا جو آپ سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئے تھے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّم کے اہم ترین خصائص درج ذیل ہیں:

(1) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّم سے پہلے آنے والے تمام انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام کسی خاص قوم یا قبیلے کی طرف مبعوث کیے گئے، لیکن آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّم کا امتیاز یہ ہے کہ آپ کو قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔

(2) آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّم کو یہ امتیاز اور خصوصیت عطا کی گئی کہ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّم کی بعثت سے تمام انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام کی شریعتیں منسوخ ہو گئیں۔ اب صرف شریعتِ محمدی ہی واجبُ الاطاعت ہے۔

(3) آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّم پر اللہ تعالیٰ کے دین کی تکمیل کر دی گئی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام بطورِ دین پسند کر لیا۔ (سُوۡرَۃُ الۡمَآئِدَۃ: 3)

(4) سابقہ انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام پر جو کتابیں اور صحائف نازل ہوئے اب ان کی تعلیمات بالکل مٹ چکی ہیں یا اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں ہیں، لیکن نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّم پر نازل ہونے والی کتاب قرآنِ مجید آج بھی اپنی اصلی شکل میں موجود ہے۔

ختمِ نبوّت

قرآنِ کریم کی حفاظت اس لیے بھی ضروری تھی کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّم پر نبوت اور رسالت کے اس سلسلے کو ختم فرما دیا۔ اب قیامت تک کوئی اور نبی یا رسول نہیں آئے گا، لہٰذا اب قیامت تک قرآنِ کریم اور سنّتِ نبوی کی پیروی کرنا ہی لازم اور ضروری ہے۔ ختمِ نبوت کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَلٰـكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ (سُوۡرَۃُ الۡاَحۡزَاب: 40)

ترجمہ: نہیں ہیں (حضرت) محمد (خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّم) تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول اور خَاتَمُ النَّبِیّٖن ہیں۔

Web version of PCTB Textbook

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم نے متعدد احادیث مبارکہ میں اپنے خَاتَمُ النَّبِیّٖن ہونے کا اعلان فرمایا اور امت کو یہ بتایا کہ اب میرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے: ''میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔'' (جامع ترمذی: 2219)

آیات و احادیث کی روشنی میں صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم اور ان کے بعد اُمّتِ مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ اب قیامت تک حضورِ اکرم (خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم) کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آ سکتا۔ ختمِ نبوّت پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کے بعد جو شخص نبوّت کا دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اسی لیے حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دور میں جن لوگوں نے نبوّت کا دعویٰ کیا تھا، ان کو ''کذّاب'' قرار دیا گیا اور ان کے خلاف جہاد کیا گیا۔

مشق

Web version of PCTB Textbook

-1 درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) رسالت کا لغوی معنیٰ ہے:

(الف) پیغام پہنچانا (ب) پیروی کرنا (ج) مشہور کرنا (د) سیدھا راستہ دکھانا

(ii) سورۃ الاحزاب کی کس آیت میں نبی کریم (خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم) کی ختمِ نبوّت کا واضح اعلان ہے ؟

(الف) بیس (ب) تیس (ج) چالیس (د) پچاس

(iii) جس نبی پر دین کی تکمیل ہوئی، وہ ہیں:

(الف) حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام (ب) حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام

(ج) حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام (د) حضرت محمد مصطفیٰ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم

(iv) تمام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام میں امتیازات کے اعتبار سے فائق اور افضل ہستی ہیں:

(الف) حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام (ب) حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام

(ج) حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام (د) حضرت محمد مصطفیٰ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم

(v) رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کی وہ خصوصیت جو صرف آپ ہی کی انفرادیت ہے:

(الف) صاحبِ کتاب (ب) معصومیت (ج) ختمِ نبوّت (د) واجب الاطاعت

-2 مختصر جواب دیں۔

(i) ختم نبوت کے بارے میں قرآن مجید کی ایک آیت کا ترجمہ تحریر کریں۔

(ii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کی رسالت کی کوئی سی دو خصوصیات تحریر کریں۔

(iii) انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی کوئی سی دو خصوصیات تحریر کریں۔

-3 تفصیلی جواب دیں۔ (i) عقیدۂ رسالت کی وضاحت کرتے ہوئے ختمِ نبوّت پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

سرگرمیاں

- عقیدۂ رسالت و ختمِ نبوت کے متعلق آیاتِ قرآنیہ پر مشتمل چارٹ بنوا کر کمرا جماعت میں آویزاں کریں۔ طلبہ کو عقیدۂ رسالت کے عملی تقاضوں سے آگاہ کریں۔

(3) ملائکہ (فرشتے)

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- فرشتوں کی صفات سے آگاہ ہو سکیں۔
- فرشتوں کے تصوّر اور اُن کی تخلیق کے مقصد سے آگاہ ہو سکیں۔
- حدیثِ جبریل علیہ السّلام کے تناظر میں تعلیم و تعلّم کے آداب کا جائزہ لے سکیں۔
- فرشتوں کی ذمے داریوں سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- اس پر ایمان پختہ کر سکیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اپنے احکام کی انجام دہی کے لیے فرشتوں سمیت کسی بھی مخلوق کی محتاج نہیں ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق فرشتوں پر ایمان پختہ کرتے ہوئے اپنی عملی زندگی میں ان کے ادب و احترام کو ملحوظ خاطر رکھ سکیں اور اُن کے متعلق بات کرتے ہوئے تعظیمی رویہ اختیار کر سکیں۔
- حدیثِ جبریل علیہ السّلام سے سبق حاصل کرتے ہوئے تعلیم و تعلّم کے آداب کا عملی مظاہرہ کر سکیں۔

ملائکہ جمع ہے مَلَكٌ کی، جس کا معنی ہے فرشتہ۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق ہیں۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں اور بشری صفات جیسے کھانا، پینا، سونا، جاگنا اور ہر طرح کی غلطی اور خطا وغیرہ سے پاک ہیں۔ فرشتے مختلف شکلیں اختیار کر سکتے ہیں۔ فرشتوں کی تخلیق کا مقصد عبادت و اطاعتِ الٰہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يُسَبِّحُونَ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۝ (سورۃ الانبیاء:20) ترجمہ: وہ دن اور رات تسبیح بیان کرتے ہیں، وہ سُستی نہیں کرتے۔

فرشتوں کی تخلیق نُور سے کی گئی ہے جس طرح جنّات کی تخلیق آگ سے اور انسان کی تخلیق مٹی سے کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السّلام سے پہلے پیدا فرمایا۔ فرشتوں پر ایمان لانا اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے تخلیقِ آدم کے فیصلے سے فرشتوں کو آگاہ کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کائنات کے مختلف اُمور انجام دیتے ہیں۔

فرشتوں کی ذمے داریاں

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مختلف ذمے داریاں سونپ رکھی ہیں۔ مشہور فرشتوں میں ''کراماً کاتبین'' ہیں جو انسان کے ساتھ ہر وقت موجود رہتے ہیں اور انسان کا نامہ اعمال لکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرتے ہیں۔ جو فرشتے قبر میں سوال کریں گے ان کو ''مُنکر نکیر'' کہا جاتا ہے۔ انبیائے کرام علیہم السّلام پر وحی لانے کی ذمہ داری حضرت جبریل علیہ السّلام، مخلوق کے لیے رزق کی ذمے داری حضرت میکائیل علیہ السّلام، روح قبض کرنے کی ذمہ داری حضرت عزرائیل علیہ السّلام (مَلَكُ الْمَوْت) اور قیامت کے لیے صُور پھونکنے کی ذمے داری حضرت اسرافیل علیہ السّلام کی ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی خدمت میں حضرت جبریل علیہ السّلام مختلف شکلوں میں حاضر ہوتے تھے۔ بعض اوقات ایک صحابی حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں حاضر ہوتے۔ حضرت جبریل علیہ السّلام کے انسانی شکل میں حاضر ہونے کا ایک واقعہ حدیث میں مذکور ہے۔ اس حدیث کو حدیثِ جبریل کہتے ہیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک صاحب ہمارے سامنے نمودار ہوئے۔ جن کے کپڑے بہت سفید اور بال خوب سیاہ تھے۔ اُن پر سفر کے کوئی آثار نہ تھے اور ہم میں سے کوئی اُنھیں پہچانتا بھی نہ تھا۔ یہاں تک کہ وہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے پاس بیٹھے اور اپنے گھٹنے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے گھٹنوں سے ملا دیے

Web version of PCTB Textbook

اور ہاتھ اپنے زانو پر رکھے اور چار سوال کیے کہ ایمان، اسلام، احسان اور علاماتِ قیامت کیا ہیں؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ ایمان سے مراد اللہ تعالیٰ، فرشتوں، آسمانی کتابوں، رسولوں، قیامت کے دن اور اچھی اور بُری تقدیر پر ایمان لانا ہے۔ اور اسلام کلمہ شہادت، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج ادا کرنا ہے۔ احسان سے مراد اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرنا ہے کہ گویا بندہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے یا کم از کم یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے اور پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے قیامت کی علامات کے حوالے سے کچھ بیان فرمایا۔ جب وہ شخص چلا گیا تو حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ وہ جبریل علیہ السلام تھے جو تمھیں تمھارا دین سکھا رہے تھے۔

حدیثِ جبریل سے تعلیم و تعلّم کے درج ذیل آداب واضح ہوتے ہیں:

- استاد کی خدمت میں صاف ستھرا لباس پہن کر حاضر ہونا۔
- کمرا جماعت میں استاد کے قریب بیٹھنے کی کوشش کرنا۔
- استاد کے سامنے ادب سے بیٹھنا۔
- واضح اور مختصر سوال کرنا۔
- استاد کی وضاحت کے بعد اگلا سوال کرنا۔
- ایسا سوال کرنا جس سے تمام طلبہ کو فائدہ ہو۔
- تعلیم و تعلّم میں دنیا کے ساتھ آخرت کو بھی پیشِ نظر رکھنا۔
- سوال کرنے پر استاد کا طالب علم کی حوصلہ افزائی کرنا۔
- واضح اور جامع جواب دینا۔
- غیر ضروری سوالات اور استاد کا وقت ضائع کرنے سے اجتناب کرنا۔

ہمیں چاہیے کہ فرشتوں کے بارے میں اپنے دل میں عظمت کا احساس رکھیں اور اس بات کا یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ امور کائنات میں فرشتوں کا محتاج نہیں ہے۔ فرشتوں کو ان ذمہ داریوں پر مامور کرنا خود فرشتوں کے لیے اعزاز اور اطاعت خداوندی کے حصول کا ذریعہ ہے۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) فرشتوں کی تخلیق کا اولین مقصد ہے:

(الف) عبادت و اطاعتِ الٰہی (ب) روح قبض کرنا (ج) بارش برسانا (د) رزق کی فراہمی

(ii) کِراماً کاتبین کی ذمے داری ہے:

(الف) انسانی اعمال لکھنا (ب) روح قبض کرنا (ج) بارش برسانا (د) وحی لانا

(iii) اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو تخلیق کیا ہے:

(الف) مٹی سے (ب) نور سے (ج) آگ سے (د) پانی سے

(iv) منکر اور نکیر انسان کے پاس آتے ہیں:

(الف) پیدائش کے وقت (ب) موت کے وقت (ج) قبر میں (د) حشر میں

(v) حضرت اسرافیل علیہ السلام کی ذمے داری ہے:

(الف) صُور پھونکنا (ب) روح قبض کرنا (ج) اعمال لکھنا (د) رزق پہنچانا

2- مختصر جواب دیں۔ (i) ملائکہ کا تعارف بیان کریں۔ (ii) حدیثِ جبریل کی روشنی میں تعلیم و تعلّم کے کوئی سے دو آداب لکھیں۔ (iii) فرشتوں کی دو ذمّے داریاں لکھیں۔

3- تفصیلی جواب دیں۔ (i) ملائکہ پر ایمان کے حوالے سے ایک جامع نوٹ تحریر کریں۔

سرگرمیاں

- قرآن و سنت میں مذکور چند فرشتوں کے نام لکھیں اور ان کی ذِمّے داریوں سے متعلق فہرست تیار کریں۔
- اساتذہ کرام طلبہ کے مابین تعلیم و تعلّم کے آداب پر خاکہ تیار کروائیں۔

Web version of PCTB Textbook

(4) کُتُبِ سماویہ (آسمانی کتابیں)

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- انسانوں کی ہدایت کے لیے آسمانی کتب کے نازل ہونے کی اہمیت اور ان کا مقصد جان سکیں۔
- صاحبِ کتاب انبیائے کرام علیہم السلام کا تعارف جان سکیں۔
- آسمانی کتب کی مختصر تاریخ جان سکیں۔
- آسمانی کتب کی مشترکہ تعلیمات جان سکیں۔
- مشرکین اور اہلِ کتاب میں فرق جان کر اہلِ کتاب کے بارے میں مختصر احکام جان سکیں۔
- آسمانی کتب پر ایمان پختہ کرتے ہوئے ان کے ادب و احترام کو ملحوظِ خاطر رکھ سکیں۔
- آسمانی کتب کی مشترکہ تعلیمات کو جان کر اعمالِ خیر میں عالمی اشتراک اور تعاون کی روح پیدا کر سکیں۔
- اہلِ کتاب کے بارے میں شرعی ہدایات کو ملحوظ رکھ سکیں۔
- قرآن مجید کو آخری و ابدی اور ہر قسم کی تحریف سے پاک آسمانی کتاب مانتے ہوئے اس پر عمل کرنے والے بن سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کو دنیا میں مبعوث فرمایا۔ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السّلام اور سب سے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ہیں۔ انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے، صرف اسی کی عبادت کرنے، اچھے کام کرنے اور برے کاموں سے باز رہنے کی دعوت دی۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے بہت سے انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ پر آسمانی کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے۔ چار مشہور کتابوں کے علاوہ جو چھوٹی چھوٹی کتابیں نازل فرمائی گئیں، انھیں صحیفے یا صحائف کہتے ہیں۔ قرآنِ مجید میں حضرت ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَامُ اور حضرت موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ پر نازل ہونے والے صحیفوں کا خاص طور پر ذکر آیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۸﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿۱۹﴾ (سُوْرَةُ الْاَعْلٰى: 18-19)

ترجمہ: یقیناً یہ (تعلیم) پہلے صحیفوں میں (بھی) ہے۔ (یعنی) ابراہیم (عَلَيْهِ السَّلَامُ) اور موسیٰ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) کے صحیفوں میں۔

اسی طرح حضرت شیث عَلَيْهِ السَّلَامُ اور حضرت ادریس عَلَيْهِ السَّلَامُ پر بھی آسمانی صحیفے نازل کیے جانے کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام ایک عظیم نبی ہیں۔ آپ عَلَيْهِ السَّلَامُ کو خلیل اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کا دوست بھی کہا جاتا ہے۔ آپ عراق میں پیدا ہوئے۔ آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ حضرت ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَامُ کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَامُ کا ذکر قرآن مجید میں کئی بار آیا ہے۔ حضرت ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَامُ کے بعد جتنے بھی انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ تشریف لائے وہ سب حضرت ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَامُ کی اولاد میں سے تھے۔ اسی وجہ سے آپ کو ابو الانبیاء (یعنی انبیاء کا باپ) کہا جاتا ہے۔ تینوں آسمانی مذاہب یہودیت، مسیحیت اور اسلام میں حضرت ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَامُ کو انتہائی قابلِ احترام اور قابلِ تعظیم سمجھا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ مشرکینِ مکّہ بھی خود کو ابراہیمی کہتے تھے۔ حضرت ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَامُ کے پوتے حضرت یعقوب عَلَيْهِ السَّلَامُ کا لقب اسرائیل ہے اس لیے ان کی اولاد کو بنی اسرائیل کہتے ہیں۔

جن انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ پر آسمانی کتابیں نازل ہوئیں، ان میں سے چار انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اور ان پر نازل ہونے والی آسمانی کتابوں کے نام یہ ہیں:

☆ تورات

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب کا نام تورات ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے بعد قرآن مجید میں سب سے زیادہ جس نبی کا ذکر آیا ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے سامنے انتہائی جرأت سے حق کا پیغام پہنچایا اور اپنی قوم بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلا کر آزادی عطا کی۔

☆ زبور

حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب کا نام زبور ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوّت کے ساتھ بہت بڑی بادشاہت بھی عطا فرمائی۔ آپ نے ایک زبردست اور وسیع سلطنت قائم کی۔ حضرت داؤد علیہ السلام سے پہلے بنی اسرائیل میں نبوّت اور حکومت کا سلسلہ الگ الگ خاندانوں میں تھا، آپ بنی اسرائیل کے پہلے شخص تھے جنھیں نبوّت کے ساتھ حکومت بھی عطا کی گئی۔

☆ انجیل

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب کا نام انجیل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں بھیجے گئے آخری نبی تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے درمیان کوئی دوسرا نبی نہیں آیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام حضرت مریم بنت عمران ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب مسیح، عبداللہ اور روح اللہ ہے اور آپ کی کنیت ابن مریم ہے۔ آپ علیہ السلام کا ایک لقب کلمۃ اللہ بھی ہے۔

☆ قرآنِ مجید

حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب کا نام قرآن مجید ہے۔ یہ آخری آسمانی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم پر دینِ اسلام کی تعلیمات کو مکمل کر دیا ہے۔ اس لیے انسانوں کی کامیابی اور نجات کا واحد راستہ قرآنِ مجید پر عمل اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت ہے، کیوں کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی آمد سے انبیائے کرام علیہم السلام کی پچھلی تمام تر شریعتیں منسوخ ہو گئیں، اب نجات کا واحد راستہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی اتباع اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی شریعت پر عمل کرنا ہے۔

تمام آسمانی کتابوں میں یہ تین عقائد موجود رہے ہیں: عقیدۂ توحید، عقیدۂ رسالت اور عقیدۂ آخرت۔ سابقہ آسمانی کتابوں نے مذکورہ تینوں عقائد پر بہت زور دیا، لیکن بعد میں آنے والوں نے جب ان کتابوں میں تحریف کی تو ان تعلیمات کو بھی بدل کر رکھ دیا اور لوگوں کی کثیر تعداد شرک میں مبتلا ہو گئی۔ ان عقائد کے ساتھ ساتھ عبادات میں سے نماز، روزے اور زکوٰۃ کا ذکر بھی سابقہ آسمانی کتابوں میں موجود رہا ہے، البتہ ان کے طریقِ کار میں فرق کسی نہ کسی طور پر موجود رہا ہے۔ مزید یہ کہ تمام اعلیٰ اقدار اور اخلاقِ حسنہ کی تعلیم کا ذکر سابقہ آسمانی کتابوں میں بھی موجود تھا۔

وہ لوگ جو کسی ایسے مذہب کے پیروکار ہیں جس کی دعوت کسی نبی نے دی اور ان کی ہدایت کے لیے کتاب بھی بھیجی گئی تو ایسے لوگوں کو اہلِ کتاب کہا جاتا ہے، جیسے یہودی اور مسیحی۔ البتہ وہ لوگ جو کسی نبی کی تعلیمات پر ایمان نہیں لاتے اور نہ ہی ان کے پاس کوئی آسمانی کتاب ہے، اور وہ لوگ مظاہرِ فطرت یا بتوں کی پوجا کرتے ہیں تو اس طرح کے لوگوں کو مشرکین کہا جاتا ہے۔

Web version of PCTB Textbook

ایک مسلمان کے لیے تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے، آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کتابیں بھی اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لیے انبیائے کرام علیہم السّلام پر نازل فرمائیں، وہ کتابیں برحق تھیں، البتہ بعد میں ان میں لوگوں نے تحریف کردی اور وہ اپنی اصل حالت پر باقی نہ رہیں۔ ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ آسمانی کتابوں کا احترام کرے۔

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آخری کتاب ہے۔ قرآنِ مجید کے نازل ہونے کے بعد پچھلی تمام آسمانی کتابیں اور ان کے احکام منسوخ ہوگئے اور ان کتابوں کی تعلیمات کو قرآنِ مجید میں جمع کر دیا گیا۔ اس کتاب کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے نازل فرمایا ہے۔ قرآنِ مجید کی حفاظت کا ذمّہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔

ایک مسلمان کے لیے تمام آسمانی کتابوں کو ماننا ضروری ہے، اب تمام آسمانی کتابوں میں سے قیامت تک کے لیے ہدایت اور راہ نمائی کے لیے قرآنِ مجید ہی کافی ہے۔ انسان کی کامیابی اسی میں ہے کہ وہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے پہلے نازل ہونے والی کتابوں پر بھی ایمان لائے اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب یعنی قرآنِ مجید پر بھی ایمان لائے۔

اگر ایک شخص قرآنِ مجید پر عمل کر لے تو گویا اس نے تمام آسمانی کتابوں پر عمل کر لیا۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ قرآنِ مجید کی تلاوت کریں اور اس کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اس پر عمل کریں اور اس کے پیغام کو دوسروں تک پہنچائیں۔

ہمیں اپنے دین پر مضبوطی سے عمل کرتے ہوئے ساری دنیا کے انسانوں کے ساتھ امن وسلامتی اور باہمی تعاون کی فضا قائم کرنی چاہیے۔ یاد رہے ہمارا دین ہمیں غیر مسلموں کے ساتھ اچھے معاشرتی تعلقات اور کاروبار سے منع نہیں کرتا بلکہ ہمیں اپنے دین پر قائم رہتے ہوئے اعتدال کے ساتھ ان سے تعلقات رکھنے کی اجازت دیتا ہے۔

Web version of PCTB Textbook

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا لقب ہے:

(الف) خلیفۃ اللہ (ب) ابوالانبیاء (ج) روح اللہ (د) کلیم اللہ

(ii) بنی اسرائیل کے وہ پہلے نبی جنھیں نبوّت کے ساتھ حکومت بھی عطا کی گئی:

(الف) حضرت داؤد علیہ السّلام (ب) حضرت اسحاق علیہ السّلام

(ج) حضرت یعقوب علیہ السّلام (د) حضرت اسماعیل علیہ السّلام

(iii) وہ عبادت جو سابقہ آسمانی کتابوں میں بھی مذکور رہی ہے:

(الف) روزہ (ب) حج (ج) عمرہ (د) طواف

(iv) مسیح لقب ہے:

(الف) حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا (ب) حضرت اسماعیل علیہ السّلام کا

(ج) حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا (د) حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا

(v) تمام انبیائے کرام علیہم السّلام کی تعلیمات کی جامع کتاب کا نام ہے:

(الف) تورات (ب) زبور (ج) انجیل (د) قرآن مجید

2۔ مختصر جواب دیں۔

(i) آسمانی صحیفوں سے کیا مراد ہے؟

(ii) کون سے بنیادی عقائد تمام آسمانی کتابوں میں موجود رہے؟

(iii) مشرکین اور اہلِ کتاب میں کیا فرق ہے؟

3۔ تفصیلی جواب دیں۔

(i) کُتُبِ سماویہ (آسمانی کتابیں) پر جامع نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں

- طلبہ ایک ایسا چارٹ بنائیں جس پر ترتیبِ زمانی کے اعتبار سے آسمانی کتب اور ان انبیائے کرام علیہم السّلام کے نام تحریر کریں جن پر یہ کتب نازل ہوئیں۔
- اساتذہ کرام طلبہ کو حفاظتِ قرآن کے ظاہری اور باطنی انتظام کے طریق کار سے آگاہ کریں۔

Web version of PCTB Textbook

(5) عقیدۂ آخرت

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- عقیدۂ آخرت اور اس سے متعلق نقلی و عقلی دلائل جان سکیں۔
- برزخ، حشر و نشر، مقامِ محمود، حوضِ کوثر، میزان، شفاعت، جنت اور جہنم کے بارے میں جان سکیں۔
- جنت اور جہنم میں لے جانے والے اعمال کا جائزہ لے سکیں۔
- عقیدۂ آخرت پر ایمان پختہ کر کے جنت کا شوق اور جہنم کا خوف قلوب میں پیدا کر سکیں۔
- آخرت کی تیاری کر کے حقیقی کامیابی پانے والے بن سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

اسلام ایک کامل اور جامع دین ہے جو انسان کو دنیا و آخرت کے حوالے سے مکمل راہ نمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو نہ صرف اس عارضی دنیا کے احکامات سکھائے ہیں بلکہ مرنے کے بعد جتنی منازل انسان نے طے کرنی ہیں ان سب کے حوالے سے بھی راہ نمائی فرمائی ہے۔

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو مرنے کے بعد ایک نئی زندگی کا تصور اور عقیدہ دیا ہے اور اس کو آخرت کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ آخرت پر یقین رکھنے والوں کو حقیقی معنوں میں مومنین اور پرہیز گار کہا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝

ترجمہ: اور آخرت پر وہ یقین رکھتے ہیں۔ (سورۃ البقرۃ:4)

قرآن مجید میں عقیدۂ آخرت کے مختلف اجزا کو بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے جن عقائد کی تعلیم کو اپنے ماننے والوں تک پہنچایا، ان میں عقیدہ توحید اور رسالت کے ساتھ عقیدہ آخرت بنیادی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ قرآن مجید میں منکرین آخرت کے شبہات کا انتہائی احسن انداز میں جواب دیا گیا ہے۔ عقیدہ آخرت کا انکار کرنے والوں کا مؤقف تھا کہ کیا زمین میں نیست و نابود ہونے کے بعد ہم دوبارہ زندہ کیے جائیں گے؟ ہمارے لیے تو صرف یہی دنیا کی زندگی ہے۔ ہم نے دوبارہ زندہ نہیں ہونا اور ہڈیوں کے بوسیدہ ہونے کے بعد دوبارہ کون زندہ کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے شبہات کا رد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ (سورۃ الروم:27)

ترجمہ: اور وہی ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا فرماتا ہے پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس پر بہت آسان ہے۔

انسانی عقل اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ کسی بھی چیز کا دوسری مرتبہ بنانا یا پیدا کرنا پہلی بار پیدا کرنے سے زیادہ آسان ہے۔ اس لیے انسانی عقل عقیدہ آخرت پر ایمان لانے کا تقاضا کرتی ہے۔ ہر شخص اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ اچھے اعمال کا صلہ اور برے اعمال کا بدلہ

ملتا ہے۔غور وفکر کرنے کی بات ہے کہ کیا مجرموں کو ان کے جرائم کی سزا نہیں ملے گی؟ کیا پرہیز گاروں کو ان کے نیک اعمال کا بدلہ نہیں ملے گا۔ کیا اشرف المخلوقات انسان کو اللہ تعالیٰ نے بے کار پیدا کیا ہے اور کیا اس کے اعمال کی کوئی حیثیت نہیں؟ جب عقل انسانی اس پر غور وفکر کرتی ہے تو یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ آخرت کی زندگی برحق ہے جس میں سب لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا و سزا ملے گی۔

موت کے بعد کی زندگی میں انسان جن مراحل سے گزرتا ہے ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

عالم برزخ

موت کے بعد اور دوبارہ اٹھائے جانے سے پہلے کے درمیانی دور کو عالمِ برزخ کہتے ہیں۔ برزخ کے معنٰی دو چیزوں کے درمیان حائل ہونے والی چیز کے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمِنْ وَّرَآىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ۝ (سورۃ المومنون: 100)

ترجمہ: اور ان کے آگے ایک پردہ ہے اس دن تک کے لیے جب لوگ اٹھائے جائیں گے۔

عالم برزخ کے احوال انسانی اعمال کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک قبر جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنّم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (جامع ترمذی: 2460)

حشر و نشر

نشر کا معنٰی موت کے بعد زندہ کرنا جب کہ حشر کا معنٰی حساب کے میدان اور پھر جنّت و دوزخ کی طرف لے جانا ہے۔ سب سے پہلے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اپنی قبرِ اَنور سے باہر تشریف لائیں گے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے دائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بائیں طرف حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔ پھر مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے قبرستانوں کے مسلمان حشر میں جمع کیے جائیں گے۔ حشر میں لوگوں کے مراتب جدا جدا ہوں گے، انبیائے کرام علیہم السلام کا مقام اعلیٰ ترین ہوگا۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اس دن اعلیٰ ترین مقام پر ہوں گے، اس دن کافر سخت آزمائش میں ہوں گے اور منہ کے بل چل رہے ہوں گے۔

مقامِ محمود اور شفاعت

شفاعت کا معنٰی سفارش ہے۔ شفاعت کی دو قسمیں ہیں: پہلی شفاعتِ کبریٰ ہے جو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ اس شفاعت کا فائدہ پوری انسانیت کو ہوگا کیوں کہ حساب کے انتظار کی سختی ختم ہو جائے گی اور حساب شروع ہو جائے گا۔ اسی شفاعت کو مقامِ محمود کہتے ہیں۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے پوچھا گیا مقامِ محمود کیا ہے؟ تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا مقامِ محمود شفاعت ہی ہے۔

دوسری شفاعتِ صغریٰ ہے قیامت کے دن نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام وملائکہ، علما و شہداء، صالحین، قرآن مجید اور روزے وغیرہ اللہ تعالیٰ کے حضور انسانوں کی شفاعت کریں گے۔

شفاعت میں زور اور زبردستی نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ پر کسی کا زور نہیں چلے گا، اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا شفاعت کا اذن عطا فرمائے گا۔

Web version of PCTB Textbook

عقیدہ آخرت پر ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم زندگی میں آخرت کی فکر کریں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کریں اور گناہوں سے بچیں، حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال کریں، دوسروں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئیں تا کہ ہم جنّت کے مستحق بن سکیں۔

حوضِ کوثر

''کوثر'' جنّت کے اس حوض کا نام ہے جو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو روزِ قیامت عطا کیا جائے گا اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی امّت اس سے سیراب ہوگی۔ قیامت کے دن جو اس حوض سے پانی پی لیں گے وہ خوش بخت ہوں گے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور مومنین کو حوضِ کوثر سے سیراب ہونے کی نوید سنایا کرتے تھے۔ حوضِ کوثر کی صفات بیان کرتے ہوئے رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کوثر جنّت میں ایک نہر ہے۔ اس کے کنارے سونے کے ہیں۔ یہ موتیوں اور یاقوت کی نالیوں میں بہتی ہے، اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا، دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری کی خوش بُو سے زیادہ مہک والا ہے۔ (مسند احمد: 23451)

میزان

میزان ترازو کو کہتے ہیں اور اعمال کے وزن کے لیے قیامت کے دن جو میزان نصب کی جائے گی اس کا ہر پلڑا اتنی وسعت رکھے گا جیسی مشرق و مغرب کے درمیان ہے۔ یہ میزان حق ہے اور قیامت کے دن سب لوگوں کے اعمال کا وزن کیا جائے گا جن کے نیک اعمال وزنی ہوں گے۔ وہ کامیاب ہوں گے اور جن کے اعمال کا وزن ہلکا ہوگا وہ خسارے میں رہیں گے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور قیامت کے دن ہم انصاف کے ترازو رکھیں گے تو کسی پر کچھ ظلم نہ کیا جائے گا۔ (سُوْرَۃُ الْاَنْبِیَآء: 47)

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اچھے اخلاق سے زیادہ بھاری میزان میں کوئی چیز نہیں۔ (سنن ابی داؤد: 4799)

جنّت اور جہنّم

حساب کے بعد جنّت اور جہنّم کے مستحق اپنے اپنے ٹھکانوں پر چلے جائیں گے۔ جنت اللہ تعالیٰ کی شانِ رحیمی اور جہنم اللہ تعالیٰ کے قہار و جبار ہونے کا مظہر ہے۔ جنت بے انتہا خوب صورت مقام ہے جہاں انسان کو وہ سب کچھ ملے گا جس کی وہ خواہش کرے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾ (سورۃ حم السجدۃ: 31)

ترجمہ: اور اس میں تمھارے لیے ہر وہ چیز ہے جو تم مانگو گے۔

یہ جنّت دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ جنّت کی خوب صورتی کے بارے حدیثِ قدسی ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال تک گزرا ہے۔ (صحیح بخاری: 3244)

اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کا آخرت میں ٹھکانا دوزخ ہوگا۔ جہاں عذاب کی مختلف کیفیات ہوں گی۔ انسانوں کو ان کے اعمال کی بنیاد پر سزائیں دی جائیں گی۔ مجرموں کو زنجیروں میں جکڑا جائے گا، آگ میں جلا دیا جائے گا، لوہے کے کوڑے برسائے جائیں گے، ان کا کھانا پینا بھی اذیت ناک اور ناقابلِ برداشت ہوگا۔ اس عذاب کے ڈر سے وہ موت کی خواہش کریں گے لیکن ان کو موت نہیں آئے گی۔ انسان

Web version of PCTB Textbook

سوچے گا کہ کاش موت ہی آجائے لیکن دوزخیوں کے سامنے موت کو ذبح کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا اے جنّتیو! تمھیں موت نہیں آئے گی اور اے جہنّمیو! اب تمھیں بھی موت نہیں ہے۔ (صحیح بخاری: 6548)

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) مرنے کے بعد انسان کی سب سے پہلی منزل ہے:

(الف) عالم برزخ (ب) عالم ارواح (ج) حشر (د) نشر

(ii) عقیدہ توحید و رسالت کے ساتھ بنیادی اہمیت کا حامل عقیدہ ہے:

(الف) فرشتوں پر ایمان (ب) آخرت پر ایمان (ج) تقدیر پر ایمان (د) آسمانی کتابوں پر ایمان

(iii) نشر کا معنٰی ہے:

(الف) موت کے بعد زندہ کرنا (ب) حساب لینا (ج) شفاعت کرنا (د) روح قبض کرنا

(iv) حشر کے دن کافر چل کر آئیں گے:

(الف) منہ کے بل (ب) قدموں کے بل (ج) گھٹنوں کے بل (د) ہاتھوں کے بل

(v) جب نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم قبر انور سے باہر تشریف لائیں گے تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے دائیں طرف ہوں گے:

(الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ب) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

2۔ مختصر جواب دیں۔

(i) مقامِ محمود سے کیا مراد ہے؟ (ii) حوضِ کوثر کے بارے میں مختصراً بیان کریں۔

(iii) آخرت میں اللہ تعالیٰ کے فرماں برداروں اور نافرمانوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟

3۔ تفصیلی جواب دیں۔

(i) عقیدۂ آخرت پر جامع نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں

- طلبہ چند آیاتِ قرآنی کی فہرست (سورت کا نام اور آیت نمبر) بنائیں جن میں عقیدۂ آخرت، جنت اور جہنم کا ذکر ہو۔
- اساتذہ کرام طلبہ کا عقیدۂ آخرت پر ایمان پختہ کروائیں تاکہ ان کے دلوں میں جنّت کا شوق اور جہنّم کا خوف پیدا ہو سکے۔
- اساتذہ کرام طلبہ کو آخرت کی تیاری کی ترغیب دیں تاکہ وہ حقیقی طور پر کامیاب ہونے والے مسلمان بن سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

(ب) عبادات

(1) نماز

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- قرآن و سنّت کی روشنی میں نماز کی فرضیت جان سکیں۔
- نماز بالخصوص با جماعت نماز کی فضیلت و اہمیت کو سمجھ سکیں۔
- نماز کے بنیادی فلسفے کا فہم حاصل کر سکیں۔
- نماز کی حکمت اور اس کے معاشرتی، روحانی اور جسمانی فوائد سمجھ سکیں۔
- نماز کی پابندی کرنے کے ظاہری و باطنی اثرات (طہارت و پاکیزگی، نظم وضبط، پابندیِ وقت، تزکیہ نفس) کا عملی زندگی میں جائزہ لے سکیں۔
- نماز کی فرضیت اور فوائد کو سمجھتے ہوئے اپنی عملی زندگی میں با جماعت نماز کی پابندی کرنے والے بن سکیں۔
- نماز کے احکام و مسائل، گھر/مسجد سے سیکھ کر ان پر عمل کر سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

نماز دین کا ستون ہے۔ نماز جنّت کی کنجی ہے۔ نماز مومن کی معراج ہے۔ نماز مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ نماز قربِ الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے۔ نماز پریشانیوں اور بیماریوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔ نماز بے حیائی اور بُرائی سے روکتی ہے۔ نماز مومن اور کافر میں فرق کرتی ہے۔

فرض نماز کے لیے مقررہ وقت شرط ہے۔ نماز انسان کو وقت کی پابندی اور نظم وضبط کا درس دیتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿١٠٣﴾ (سُوْرَةُ النِّسَاء :103)

ترجمہ: بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقت پر فرض ہے۔

نماز ادا کرنا اللہ ربّ العزت کی خوشنودی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ نماز کی وجہ سے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

پانچ نمازوں کی مثال نہر کی طرح ہے۔ جس کا پانی صاف ستھرا اور گہرا ہو، جو تم میں سے کسی کے گھر کے سامنے سے گزرتی ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو۔ کیا تم خیال کرو گے کہ اس کے جسم پر کوئی میل باقی رہے گی؟ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُمْ نے عرض کی: نہیں۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

پانچ نمازیں گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتی ہیں جیسے پانی میل کو ختم کر دیتا ہے۔ (صحیح مسلم:668)

نماز کے لیے درج ذیل بنیادی شرائط ہیں:

- جسم کا پاک ہونا
- جگہ کا پاک ہونا
- لباس کا پاک ہونا
- ستر (جسم) کا ڈھانپنا
- قبلہ رُو ہونا
- نماز کا وقت ہونا
- نیّت کرنا

جب انسان نماز کا آغاز کر کے تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے نماز میں داخل ہوتا ہے تو قیام، قراءت، رکوع و سجود، قعدہ و جلسہ اور سلام ترتیب

کے ساتھ لازم ہیں۔ ارکانِ نماز کی یہ ترتیب اور اس کی پابندی ہمیں نظم وضبط کا درس دیتی ہے۔

انفرادی نماز کے ساتھ ساتھ باجماعت نماز ادا کرنے کی بہت فضیلت ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

باجماعت نماز اکیلے نماز سے ستائیس (27) درجے افضل ہے۔ (صحیح بخاری:645)

ایک اور مقام پر آپ خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی تو گویا اس نے آدھی رات کا قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز (بھی) جماعت کے ساتھ پڑھی تو گویا اُس نے ساری رات نماز پڑھی۔ (صحیح مسلم:1491)

گویا نماز ایک امانت ہے۔ اس امانت کو بروقت ادا کرنا ہی مطلوب ہے۔ مسجد میں جا کر نماز ادا کرنا اس لیے بھی باعث اعزاز ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ اس عظیم گھر سے نسبت نمازی کو عظیم بنا دیتی ہے۔ حدیث مبارک میں ہے کہ اگر تم منافقوں کی طرح بلا عذر مسجدوں کو چھوڑ کر اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو تو اپنے نبی کی سنّت کو چھوڑ بیٹھو گے اور اگر اپنے نبی کی سنّت چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ (صحیح مسلم:654)

فوائد وثمرات

- گھر سے مسجد کی طرف چل کر جانا اور مسجد میں نماز کو اس کی شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے ادا کرنا، انسان کو جسمانی اور رُوحانی طور پر مضبوط رکھتا ہے۔ فجر کی نماز کے لیے صبح کو بروقت اٹھنا، چہل قدمی کرتے ہوئے مسجد جانا بذاتِ خود ورزش کا درجہ رکھتا ہے جس سے انسان کو روحانی اور جسمانی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔
- مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے سے انسان محلے داروں اور دیگر نمازیوں سے ملاقات کی وجہ سے ان کے حالات سے باخبر، دکھ درد سے آگاہ اور خوشی وغم کا احساس کر کے ان کے ساتھ شریک ہوتا ہے۔ انھی امور کا خیال رکھنے سے انسانی معاشرہ ترقی پاتا ہے۔
- نماز ہمدردی، ایثار، اخوّت ومحبّت اور رواداری جیسے جذبات پیدا کرتی ہے۔ خشوع وخضوع والی نماز اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت پسندیدہ ہے۔
- نماز بے حیائی اور بُرائی سے روکتی ہے اور تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم مکمل طہارت کا خیال کرتے ہوئے خشوع وخضوع کے ساتھ باجماعت نماز ادا کریں، تاکہ ہم نماز کے روحانی، جسمانی اور معاشرتی اثرات سے فائدہ حاصل کر سکیں اور دین کی حقیقی روح کے مطابق دنیا وآخرت میں سرخرو ہو سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حدیثِ مبارک میں نماز کو قرار دیا گیا ہے:

(الف) جنّت کی کنجی (ب) جنّت کا دروازہ (ج) جنّت کا حُسن (د) جنّت کا ستون

(ii) پانچ نمازیں گناہوں کا ایسے خاتمہ کرتی ہیں جیسے پانی:

(الف) میل کا (ب) زنگ کا (ج) لوہے کا (د) لکڑی کا

(iii) باجماعت نماز ادا کرنا تنہا نماز ادا کرنے سے افضل ہے:

(الف) تیئس درجے (ب) پچیس درجے (ج) ستائیس درجے (د) انتیس درجے

(iv) عشا اور فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کا ثواب ہے:

(الف) ایک مکمل رات کی عبادت کے برابر (ب) آدھی رات کی عبادت کے برابر

(ج) ایک تہائی رات کی عبادت کے برابر (د) ستائیس نمازوں کے ثواب کے برابر

(v) باجماعت نماز ادا کرنے سے انسان میں صفت پیدا ہوتی ہے:

(الف) صلہ رحمی کی (ب) سخاوت کی (ج) نظم وضبط کی (د) کفایت شعاری کی

2- مختصر جواب دیں۔

(i) وقت پر نماز کی اہمیت کے بارے میں ایک آیت کا ترجمہ تحریر کریں۔

(ii) نماز کی کوئی سی دو شرائط تحریر کریں۔

(iii) مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کے دو معاشرتی اثرات بیان کریں۔

3- تفصیلی جواب دیں۔

(i) نماز پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

سرگرمیاں

- فرض نمازوں کے علاوہ مختلف مواقع پر پڑھی جانے والی نمازوں کے چارٹ بنائیں، جن میں نمازوں کے نام، رکعتیں، اوقات، مقام، حیثیت (فرض، واجب، سنّت، نفل) شامل ہوں۔
- اساتذہ کرام طلبہ کو طہارت و پاکیزگی کے واضح تصوّر کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرنے کی ترغیب دیں۔
- اساتذہ کرام نماز کی پابندی کرنے کے ظاہری و باطنی اثرات پر جماعتی مباحثہ کروائیں۔

Web version of PCTB Textbook

(2) روزہ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- قرآن وسنّت کی روشنی میں روزے کے مقصد اور فلسفے سے واقف ہو سکیں۔
- روزے کی اہمیت وفضیلت کو سمجھ سکیں۔
- روزے کے روحانی وجسمانی اور معاشرتی فوائد سمجھ سکیں۔
- ماہِ رمضان میں بدنی ومالی عبادات بالخصوص تلاوتِ قرآن مجید، قیام اللیل، تراویح، شبِ قدر، اعتکاف، سحری، افطار اور صدقہ وخیرات کی فضیلت کو سمجھ سکیں۔
- روزے کے ظاہری وباطنی اثرات (تقویٰ، طہارت وپاکیزگی، نظم وضبط، پابندیِ وقت، تزکیہ نفس، ایثار) کا عملی زندگی میں جائزہ لے سکیں۔
- مکمل آداب کے ساتھ روزہ رکھنے والے اور عملی زندگی میں تقویٰ اختیار کرنے والے بن سکیں۔
- ماہِ رمضان میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم، اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے معمولات سے واقفیت حاصل کر کے انھیں عملی زندگی کا حصہ بنا سکیں۔
- ماہِ رمضان میں بدنی عبادات، صدقات وخیرات، ایثار وغم خواری کا عملی مظاہرہ کر سکیں۔

ارکانِ اسلام میں روزے کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ روزے کے لیے قرآن وحدیث میں لفظ 'صوم' یا 'صیام' استعمال ہوا ہے جس کے لغوی معنیٰ رُک جانے یا بچ جانے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں وہ عبادت جس میں ایک مسلمان طلوعِ فجر سے غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور اپنی جائز نفسانی خواہشات سے رُک جاتا ہے، اُسے ''صوم'' یعنی روزہ کہا جاتا ہے۔ روزہ 2 ہجری میں فرض ہوا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۸۳﴾ (سورۃ البقرۃ: 183)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا، تاکہ تم (نافرمانی سے) بچ سکو۔

مذکورہ بالا آیتِ مبارکہ میں روزے کے فرض ہونے کے ذکر کے ساتھ ساتھ روزے کے اوّلین مقصد تقویٰ اور پرہیزگاری کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ سفر اور مرض کے علاوہ روزہ ہر عاقل، بالغ مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔ روزے کا مقصد چوں کہ پرہیزگاری کا حصول ہے اس لیے کھانے پینے سے رکنا ہی روزے کا تقاضا نہیں بلکہ جسم کے تمام اعضا کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے روکنا بھی روزہ ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا فرمان ہے:

''جو شخص جھوٹ اور بے ہودہ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے کھانے پینے کو چھوڑ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔''

(سنن ابی داؤد: 2362)

طلوعِ فجر سے سحری کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور مغرب کا وقت شروع ہونے پر افطار کا وقت ہو جاتا ہے۔

Web version of PCTB Textbook

خودسحری وافطاری کرنے یا کسی دوسرے مسلمان کو کروانے کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سحری کرو کیوں کہ سحری کرنے میں برکت ہے۔ (صحیح مسلم:2549)

کسی مسلمان کو افطار کروانے کے لیے صرف کھجور، پانی یا حسبِ توفیق دسترخوان بچھانے پر بھی اجر و ثواب کی نوید سنائی گئی ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی روزے دار کا روزہ افطار کرایا تو اسے بھی اس کے برابر ثواب ملے گا اور روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ (سنن ابن ماجہ: 1746)

نزولِ قرآنِ مجید چوں کہ لیلۃ القدر میں ہوا تھا، اس لیے اس مہینے میں ہر عمل میں خیر و برکت بڑھ جاتی ہے۔ اس رات کو اللہ ربّ العزت نے ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے اسے رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں عبادت کر کے تلاش کرنے کا حکم دیا ہے۔ رمضان المبارک میں مسلمان تلاوتِ کلامِ مجید کی برکات حاصل کرتے ہیں۔ نمازِ تراویح ادا کرتے ہوئے پورا مہینا قرآنِ مجید کی تلاوت ماہر قاری اور حفاظ صاحبان کی امامت میں سنتے ہیں۔

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں خواتین و حضرات اعتکاف کی سنّت ادا کرتے ہیں۔ رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی عبادت پر کمربستہ ہو جاتے تھے۔ ازواجِ مطہرات نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ روزے رکھتیں اور اعتکاف بھی کیا کرتیں تھیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم ہر سال رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف فرماتے تھے۔ (سنن ابن ماجہ: 1769)

فوائد و ثمرات

- روزے رکھنے سے جہاں اطمینانِ قلب اور صبر و شکر جیسے روحانی فوائد حاصل ہوتے ہیں، وہاں کم کھانے کی وجہ سے معدے کو پورا مہینا آرام ملتا ہے۔ جس کی وجہ سے انسان مختلف قسم کی بیماریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔
- روزے کی برکات حاصل کرنے کے لیے لوگ زکوٰۃ و صدقات ادا کرتے ہیں، جس سے غربا، مساکین اور دیگر ضرورت مندوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔
- مقررہ وقت پر سحری اور افطار انسان کو نظم و ضبط کی پابندی کا درس دیتی ہے۔
- روزے سے مسلمانوں میں تقویٰ و پرہیزگاری، جسمانی و روحانی طہارت اور ایثار و ہمدردی جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ روزے کی حالت میں دوسروں کی بھوک پیاس کا اندازہ ہوتا ہے اور ان کے ساتھ ہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔
- روزے کی وجہ سے نیکی اور تقویٰ کی فضا پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں عبادت کا شوق بڑھ جاتا ہے اور روحانی تسکین حاصل ہوتی ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم رمضان المبارک میں کثرت سے صدقات و خیرات کا اہتمام کریں تاکہ معاشرے کے نادار اور غریب افراد کی مدد ہو سکے اور وہ بھی عید الفطر کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔ رمضان المبارک میں کثرت سے عبادت کرنی چاہیے تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کر کے اپنی بخشش کروا سکیں اور دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کر سکیں۔ ہمیں رمضان المبارک کے معمولات کو سال بھر جاری رکھنا چاہیے۔

Web version of PCTB Textbook

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) قرآنِ مجید کے مطابق روزے کا سب سے اہم مقصد ہے:

(الف) تقویٰ کا حصول (ب) دوسروں سے ہمدردی
(ج) صدقات وخیرات کی کثرت (د) غربا ومساکین کی امداد

(ii) وہ روزہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نہیں:

(الف) جس میں جھوٹ اور فحش گوئی شامل ہو (ب) جس میں سحری نہ کی جائے
(ج) جس میں صدقہ وخیرات نہ کیا جائے (د) جس میں پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا جائے

(iii) رمضان المبارک میں بھوکا پیاسا رہنے سے انسان کے اندر جذبات پیدا ہوتے ہیں:

(الف) ہمدردی کے (ب) رواداری کے (ج) عفو ودرگزر کے (د) کفایت شعاری کے

(iv) مقررہ وقت پر سحر وافطار کرنے سے انسان میں صفت پیدا ہوتی ہے:

(الف) صبر وتحمل کی (ب) استقامت کی (ج) نظم وضبط کی (د) صلہ رحمی کی

(v) رمضان المبارک میں بھوکا پیاسا رہنے سے انسان کو دوسروں کے بارے میں احساس ہوتا ہے:

(الف) بھوک پیاس کا (ب) مالی پریشانی کا (ج) جسمانی مشقت کا (د) عزّتِ نفس کا

2۔ مختصر جواب دیں۔

(i) صوم کا معنیٰ ومفہوم تحریر کریں۔
(ii) رمضان المبارک کے دو مسنون اعمال تحریر کریں۔
(iii) روزے کے کوئی سے دو معاشرتی فوائد تحریر کریں۔

3۔ تفصیلی جواب دیں۔

(i) روزے پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

سرگرمیاں

- طلبہ اپنے رشتہ داروں اور محلے کے غریب ونادار لوگوں کی فہرست بنائیں اور ان میں خود فطرانہ اور صدقات وخیرات تقسیم کریں۔
- اساتذہ کرام طلبہ سے رمضان المبارک کے فوائد وثمرات کا چارٹ بنوا کر کمرا جماعت میں آویزاں کریں۔
- اساتذہ کرام، رمضان المبارک میں کیے جانے والے مسنون کاموں کی فہرست بنوائیں۔
- حدیث مبارک کی روشنی میں طلبہ کو سحر وافطار اور شب قدر کی دُعائیں یاد کروائیں۔
- رمضان المبارک کی برکات وثمرات حاصل ہونے یا نہ ہونے کی وجوہات واثرات پر مذاکرہ کروائیں۔

Web version of PCTB Textbook

(3) زکوٰۃ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- زکوٰۃ وعشر میں فرق جان سکیں۔
- زکوٰۃ وعشر کی اہمیت سے آگاہ ہوسکیں۔
- زکوٰۃ وعشر کے دلائل جان سکیں۔
- زکوٰۃ وعشر کی فرضیت کی حکمت سے آگاہ ہوسکیں۔
- اسلام کے معاشی نظام میں معاشی انصاف کے لیے زکوٰۃ وعشر کی اہمیت کا جائزہ لے سکیں۔
- زکوٰۃ وعشر کی اہمیت سے آگاہ ہو کر اپنے قلوب میں سخاوت کا جذبہ پیدا کر سکیں۔
- اسلامی معاشی مساوات سے آگاہ ہو کر معاشی اعتبار سے کمزور طبقے کے مددگار بن سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

زکوٰۃ کا لغوی معنٰی پاک ہونا ہے۔ زکوٰۃ سے مراد وہ مخصوص مال ہے جو سال گزرنے کے بعد نصاب زکوٰۃ میں سے مخصوص شرح کے ساتھ زکوٰۃ کے مصارف پر خرچ کیا جاتا ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے انسان کے پاس باقی رہ جانے والا مال پاک ہو جاتا ہے اور اس کی برکت سے انسان باطنی بیماریوں مثلاً بخل اور حرص وغیرہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ زکوٰۃ کے لازم ہونے کے لیے ضروری ہے کہ انسان عاقل، بالغ، مسلمان اور آزاد ہو اور پورے سال ایسے مال کا مالک رہا جو قرض اور ضروریات زندگی مثلاً گھر کے سامان، کھانے، پینے اور پہننے سے زائد ہو۔

ساڑھے باون تولے چاندی اور ساڑھے سات تولے سونا، چاندی اور سونے کا نصاب ہے جس پر اڑھائی فی صد زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے۔ جانوروں پر زکوٰۃ کا ابتدائی نصاب: پانچ اونٹ، 30 گائے اور بھینسیں اور 40 بکریاں ہیں جن پر سال گزرنے کے بعد مقررہ شرح کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے۔ اس کے علاوہ نقدی اور مالِ تجارت پر بھی اڑھائی فی صد کی شرح سے سال کے بعد زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے۔

زکوٰۃ کی حیثیت نفلی صدقہ کی نہیں ہے بلکہ یہ ایک فرض ہے جس کو ادا کرنا ہر صورت لازم ہے۔ زکوٰۃ پچھلی امتوں پر بھی فرض تھی۔ اسلام میں زکوٰۃ 2 ہجری میں روزوں سے پہلے فرض ہوئی، زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول (خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (سورۃ النّور: 56)

اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر زکوٰۃ کی فرضیت کی حکمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا (سُوْرَةُ التَّوْبَة: 103)

ترجمہ: آپ (خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) ان کے مال میں سے صدقہ لیجیے تاکہ آپ انھیں پاک کریں اور اس کے ذریعے سے ان کا تزکیہ کریں۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک (حضرت) محمد (خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) اللہ کے سچّے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (صحیح بخاری:8)

خلفائے راشدین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم نے اپنے عہد حکومت میں دیگر احکامِ اسلامی کے ساتھ نظامِ زکوٰۃ کا نفاذ بھی فرمایا اور جب سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دور مبارک میں کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان سے جہاد کا اعلان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اللہ کی قسم! میں ضرور اس کے ساتھ جنگ کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا، اللہ کی قسم! اگر انھوں نے مجھ سے بکری کا ایک بچہ بھی روک لیا جسے وہ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو ادا کیا کرتے تھے تو میں اس کے نہ دینے پر ضرور ان سے جہاد کروں گا۔ (صحیح بخاری:1400)

رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''جب لوگ زکوٰۃ ادا کرنا ترک کر دیتے ہیں تو آسمان سے بارش روک لی جاتی ہے اور اگر جانور نہ ہوں تو کبھی بارش نہ ہو۔'' (سنن ابنِ ماجہ:4019)

عشر

عُشر کا لغوی معنٰی ''دسواں حصہ'' ہے۔ دینی اصطلاح میں یہ زمینی پیداوار کی زکوٰۃ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ (سورۃ الانعام:141) ترجمہ: اور اس کی کٹائی کے دن اس کا حق ادا کرو۔

جو زمین بارش یا چشموں سے سیراب ہو اس پر عشر یعنی پیداوار کا دسواں (10 فی صد) حصہ ہے۔ اور جس زمین کو کنوئیں کے پانی یا مصنوعی طریقے سے سیراب کیا جائے اس پر نصف عشر یعنی پیداوار کا بیسواں (5 فی صد) حصہ ہے۔

سرکاری ٹیکس وغیرہ ادا کرنے سے عشر ادا نہیں ہوتا۔ عشر بھی زکوٰۃ کی طرح ہی ہے فرق صرف یہ ہے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے اور عُشر زمینی پیداوار کا۔ زکوٰۃ کی ادائی کے لیے مال یا سامان وغیرہ پر سال کا گزرنا ضروری ہے جب کہ عشر میں سال گزرنا ضروری نہیں بلکہ اگر دو مرتبہ فصل ہوتی ہے تو ہر مرتبہ عشر ادا کرنا ضروری ہے۔

اسلام کے معاشی نظام میں زکوٰۃ کی اہمیت

اسلام کے معاشی نظام میں زکوٰۃ کو وہی حیثیت حاصل ہے جو انسانی جسم میں روح کو حاصل ہے۔ زکوٰۃ سے غربت اور بے روزگاری کا خاتمہ ہوتا ہے اور فلاحی معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ دولت گردش میں رہتی ہے جس کی وجہ سے دولت کی تقسیم منصفانہ ہوتی ہے۔ اس کے نتیجے میں جرائم اور ظلم کے خاتمے میں مدد ملتی ہے۔ گداگری رک جاتی ہے۔ دولت صرف چند ہاتھوں میں محدود نہیں رہتی۔ زکوٰۃ ادا ہونے سے طبقاتی تقسیم آہستہ آہستہ ختم ہو جاتی ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے انسان کے دل سے دولت کی محبت ختم ہو جاتی ہے۔ سخاوت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جو روحانی سکون کا باعث بنتا ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے معاشرتی انصاف کو فروغ ملتا ہے جس سے دلوں میں محبت اور ہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

Web version of PCTB Textbook

پاکستان کو ایک اسلامی فلاحی مملکت بنانے کے لیے نظامِ زکوٰۃ کو مؤثر بنانا ضروری ہے تا کہ معاشی عدل قائم ہو اور اس نظام کی برکات بھی حاصل ہوں۔

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) دینِ اسلام میں زکوٰۃ کی حیثیت ہے:

(الف) اختیاری نیکی کی (ب) نفلی صدقے کی (ج) خیرات کی (د) فرض کی

(ii) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کن لوگوں کے خلاف اعلانِ جنگ فرمایا؟

(الف) زکوٰۃ کا انکار کرنے والوں سے (ب) فضول خرچی کرنے والوں سے

(ج) حج کا انکار کرنے والوں سے (د) نماز کا انکار کرنے والوں سے

(iii) حدیثِ نبوی کے مطابق اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش کو روک دیتا ہے:

(الف) زکوٰۃ نہ دینے سے (ب) صلہ رحمی نہ کرنے سے

(ج) دوسروں کا خیال نہ رکھنے سے (د) علم حاصل نہ کرنے سے

(iv) زمینی پیداوار کی زکوٰۃ ہے:

(الف) عشر (ب) صدقہ (ج) فدیہ (د) ٹیکس

(v) زکوٰۃ کا نظام رائج ہونے سے خاتمہ ہو جاتا ہے:

(الف) تجارت کا (ب) محنت کا (ج) گداگری کا (د) ملازمت کا

2۔ مختصر جواب دیں۔

(i) زکوٰۃ و عشر میں فرق لکھیں۔

(ii) زکوٰۃ و عشر کی فرضیت کی حکمت بیان کریں۔

(iii) اسلام کے معاشی نظام کے حوالے سے زکوٰۃ و عشر کی اہمیت واضح کریں۔

3۔ تفصیلی جواب دیں۔ (i) زکوٰۃ و عشر پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں

- طلبہ چند آیاتِ قرآنی کی فہرست (سورت کا نام اور آیت نمبر) بنائیں جن میں زکوٰۃ کا ذکر ہو۔
- کمرا جماعت میں اسلامی نظامِ معیشت اور اس کے مصالح نیز غیر اسلامی نظامِ معیشت اور اس کے مفاسد کے بارے میں مذاکرہ کریں۔
- اساتذہ کرام طلبہ کو مصارفِ زکوٰۃ سے آگاہ کریں۔
- اساتذہ کرام طلبہ سے زکوٰۃ و عشر کے جدید مسائل کا مذاکرہ، اور نصابِ زکوٰۃ کی مختلف مدات کا جامع چارٹ بنوا کر کمرا جماعت میں آویزاں کریں۔

Web version of PCTB Textbook

(4) حج اور قربانی

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- حج اور قربانی کی اہمیت سے آگاہ ہو سکیں۔
- حج اور قربانی کے دلائل جان سکیں۔
- حج اور عمرہ کے فضائل اور مناسک سے آگاہ ہو سکیں۔
- حج اور قربانی کے فلسفہ اور حکمتوں سے آگاہ ہو سکیں۔
- حرمین شریفین، بیت اللہ، روضہ رسول خاتم النبیین ﷺ، آثار نبویہ اور مقامات مقدسہ کی اہمیت و برکت سے آگاہ ہو سکیں۔
- امتِ مسلمہ کی آفاقیت اور اجتماعیت کے سلسلے میں حج کی اہمیت کا جائزہ لے سکیں۔
- حج اور عمرہ کی اہمیت سے آگاہ ہو کر صاحبِ استطاعت ہونے کی صورت میں حج اور عمرہ کرنے والے بن سکیں۔
- قربانی کی اہمیت سے آگاہ ہو کر صاحبِ استطاعت ہونے کی صورت میں جذبہ اخلاص کے ساتھ قربانی کرنے والے بن سکیں۔
- حرمین شریفین، بیت اللہ، روضہ رسول خاتم النبیین ﷺ، آثار نبویہ اور مقامات مقدسہ کے انوار و فیوض سے مستفید ہونے والے بن سکیں۔
- ملت اسلامیہ کی آفاقیت اور اجتماعیت کے تصور سے آگاہ ہو کر عالمی اخوت و یگانگت کی روح پیدا کر سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

حج ارکانِ اسلام میں ایک اہم رکن ہے جو ہر صاحبِ استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک بار فرض ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (سورۃ آل عمران:97)

ترجمہ: اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر (بیت اللہ) کا حج کرنا (فرض) ہے جو کوئی بھی اس کی طرف جانے کی استطاعت رکھتا ہو۔

حج اس اعتبار سے ایک جامع عبادت ہے کہ یہ بیک وقت روحانی، بدنی اور مالی عبادت ہے اور یہ خصوصیت کسی دوسری عبادت کو حاصل نہیں، حج کے مناسک میں احرام باندھنا، منیٰ جانا، وقوفِ عرفات، مزدلفہ میں قیام، جمرات کو کنکریاں مارنا، قربانی کرنا، حلق کرنا یعنی سر منڈوانا، طواف کرنا اور سعی کرنا شامل ہے۔

حج اور عمرہ کی فضیلت

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ایک حج اور چار عمرے ادا فرمائے۔ عمرہ واجب نہیں بلکہ عمرہ کرنا افضل (سنت اور مستحب عمل) ہے۔ (جامع ترمذی:931)

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا فرمان ہے کہ ایک عمرے کے بعد دوسرا عمرہ کرنا دونوں عمروں کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور (مقبول حج) کی جزا جنت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ (صحیح بخاری:1773)

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے تین لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا مہمان قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا، حج کرنے والا اور عمرہ کرنے والا اللہ کا مہمان ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو بلایا تو اُنھوں نے حاضری دی، اور انھوں نے اللہ تعالیٰ سے مانگا تو اس نے انھیں عطا کیا۔ (سنن ابن ماجہ:2893)

حج کرنے کا مختصر طریقہ

حج کرنے والا آٹھ ذوالحجہ کو فجر کی نماز کی بعد احرام باندھے، دو رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا کرے کہ اے اللہ! میں حج کا ارادہ کرتا

ہوں تو اس کو میرے لیے آسان کر دے اور قبول فرما اور تلبیہ کے درج ذیل الفاظ بلند آواز میں ادا کرے:

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ

ترجمہ: حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، تیرے ہی لیے تعریفیں ہیں، نعمتیں اور بادشاہت تیری ہی ہے، تیرا ان میں کوئی شریک نہیں۔

فجر کی نماز کے بعد مکہ مکرمہ سے منٰی کے لیے روانہ ہو جائے۔ ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نماز منٰی میں پڑھے۔

نو ذوالحجہ کو نمازِ فجر کے بعد منٰی سے عرفات کے لیے روانہ ہو۔ مغرب تک عرفات میں قیام کرے اور دعا مانگے۔ غروبِ آفتاب کے بعد میدانِ عرفات سے مزدلفہ کے لیے روانہ ہو۔ پیدل جانا مستحب ہے، مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں اکٹھی پڑھے۔ رات مزدلفہ میں گزارے۔ رمی کے لیے کنکریاں چنے اور صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد منٰی کی طرف روانہ ہو۔

جب خوب روشنی پھیل جائے تو جمرہ عقبہ کو رمی کرے اور رمی کے بعد قربانی کرے، پھر سر کے بال منڈوا لے یا کٹوا لے، سر منڈوانے کے بعد وہ احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو گیا پھر قربانی کے دنوں میں سے کسی ایک دن مکہ مکرمہ جا کر ''طوافِ زیارت'' کر لے، وقوفِ عرفات اور طوافِ زیارت کرنے کے بعد حج کے فرائض ادا ہو گئے، وقوف عرفہ حج کا رکنِ اعظم ہے، وقوفِ مزدلفہ، حج کی سعی اور رمی جمرات جیسے مناسک کی ادائیگی واجب ہے، آخر میں الوداعی طواف کرے، شیڈول کے مطابق مدینہ منورہ حاضر ہو اور وہاں آٹھ یا نو دن کے قیام میں کوشش کرے کہ مسجدِ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم میں متواتر چالیس نمازیں پڑھے۔

قربانی

قربانی سے مراد اللہ تعالٰی کے قرب کے حصول کے لیے عید الاضحٰی کے دنوں میں مخصوص جانور کو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے جدِّ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنّت کے مطابق ذبح کرنا ہے۔ عید الاضحٰی کے دن قربانی سے زیادہ فضیلت والا کوئی عمل نہیں ہے۔ یہ دن سال کا افضل ترین دن شمار ہوتا ہے۔ قربانی نہ کرنے پر سخت وعید آئی ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا فرمان ہے:

جس شخص کو قربانی کی وسعت ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔ (سنن ابنِ ماجہ: 3123)

عید کی نماز سے پہلے قربانی نہیں کی جا سکتی۔ اپنے ہاتھ سے قربانی کرنا افضل ہے۔ اگر خود جانور ذبح نہ کر سکتا ہو تو کوئی دوسرا مسلمان اس کی جگہ جانور ذبح کر سکتا ہے، مگر اجازت ضروری ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالٰی عنھن کی طرف سے بھی گائے کی قربانی فرمائی تھی۔

اجتماعی قربانی میں ایک گائے میں سات افراد اور اونٹ میں بھی سات افراد شریک ہو سکتے ہیں البتہ کم از کم کی کوئی تعداد متعین نہیں، دو یا تین لوگ بھی برابر گوشت تقسیم کر کے قربانی کر سکتے ہیں۔

قربانی کا فلسفہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کی رضا کے حصول کے لیے اپنی خواہشات کو قربان کر دیا جائے اور اس بات کا عہد کیا جائے کہ اگر ہمیں اللہ تعالٰی کی راہ میں اپنی جان بھی قربان کرنا پڑے تو ہم دریغ نہیں کریں گے۔

حج ملتِ اسلامیہ کے اتحاد اور اجتماعیت کا مظہر ہے۔ حجاج کرام جب حج کے لیے جمع ہوتے ہیں تو ان کا لباس، اعمال یہاں تک کہ زبان پر بھی ایک جیسے کلمات جاری ہوتے ہیں۔ ان سب کے مناسک بھی یکساں ہوتے ہیں اور وہ مل کر ایک ہی کعبہ کے گرد طواف کرتے ہیں۔ حج کے موقع پر لڑائی جھگڑے اور فساد سے سختی سے منع فرمایا گیا ہے جس سے ایک دوسرے کے لیے ہمدردی کے جذبات

Web version of PCTB Textbook

پیدا ہوتے ہیں۔

حاجی جب حج کرنے کے لیے مکہ مکرمہ کی طرف سفر کرتا ہے تو وہ صرف حج کا عظیم الشان فریضہ ہی انجام نہیں دیتا بلکہ اسے حرمین شریفین یعنی حرمِ مکی اور حرمِ مدنی کی زیارت بھی نصیب ہوتی ہے۔ وہ خانہ کعبہ کی زیارت کرتا ہے اور اس سے لپٹ کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتا ہے۔ مسجدِ نبوی (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ) کی زیارت کا شرف پاتا ہے اور روضہ رسول (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ) پر حاضر ہو کر درود و سلام پیش کرتا ہے۔

حجاج کرام کو مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور طائف میں ایسے بہت سے مقامات کی زیارت کا موقع ملتا ہے جن کا سیرت طیبہ سے گہرا تعلق ہے گویا حج کا یہ سفر صرف مناسکِ حج ادا کرنے کا سفر ہی نہیں بلکہ بہت سے اسلامی مقامات کی زیارت کا سفر بھی ہے جس سے انسان کی روحانیت اور اسلامی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) عمرہ ادا کرنا ہے:

(الف) سنت (ب) واجب (ج) فرض (د) نفل

(ii) حج کا رکنِ اعظم ہے:

(الف) احرام باندھنا (ب) طوافِ زیارت (ج) وقوفِ عرفہ (د) قربانی کرنا

(iii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے فریضۂ حج ادا کیا:

(الف) ایک مرتبہ (ب) دو مرتبہ (ج) تین مرتبہ (د) چار مرتبہ

(iv) عید الاضحیٰ کے دن سب سے زیادہ فضیلت والا عمل ہے:

(الف) صدقہ (ب) قربانی (ج) تلاوت (د) کھانا کھلانا

(v) آٹھ ذوالحجہ کو حاجی احرام باندھتے ہیں:

(الف) فجر کی نماز کے بعد (ب) ظہر کی نماز کے بعد (ج) عصر کی نماز کے بعد (د) مغرب کی نماز کے بعد

2۔ مختصر جواب دیں۔

(i) قربانی کے کوئی سے دو احکام تحریر کریں۔

(ii) حج اور عمرہ کے موقع پر حجاج کرام کن مقدّس مقامات کے انوار و فیوض سے مستفید ہوتے ہیں؟ وضاحت کریں۔

(iii) اُمّتِ مسلمہ کے اتّحاد کے لیے حج کس طرح مددگار ثابت ہو سکتا ہے؟ وضاحت کریں۔

3۔ تفصیلی جواب دیں۔ (i) حج اور قربانی کے بارے میں ایک جامع مضمون تحریر کریں۔

سرگرمیاں

- طلبہ چند آیاتِ قرآنی کی فہرست (سورت کا نام اور آیت نمبر) بنائیں جن میں حج اور قربانی کا ذکر ہو۔
- کمرا جماعت میں حج اور قربانی کی حکمتوں کے بارے میں مذاکرہ کروائیں اور مناسکِ حج کے متعلق مستند ویڈیو دکھائیں۔

Web version of PCTB Textbook

باب سوم

سیرتِ نبوی (خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ)

عہدِ نبوی کے ماہ و سال (مَدَنی دور)

(1) فتح مکہ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- فتحِ مکّہ کے پس منظر، اسباب اور وجوہات کو جان سکیں۔
- اسلام کے فروغ کے سلسلے میں فتحِ مکّہ کی اہمیت سے آگاہ ہو سکیں۔
- فتحِ مکّہ کے واقعات و معجزات سے واقف ہو سکیں۔
- قدرت و اختیار ملنے پر معاف کرنے کی فضیلت سے آگاہ ہو سکیں۔
- فتحِ مکّہ کے تناظر میں عفو و درگزر کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔
- فتحِ مکّہ کے نتائج کا جائزہ لے سکیں۔
- فتحِ مکّہ کے بعد تطہیرِ کعبہ، بتوں کو گرانا اور کلیدِ کعبہ کی سپردگی کے حوالے سے علم حاصل کر سکیں۔
- فتحِ مکّہ میں نصرتِ الٰہیہ کے ظہور کو سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے سچا ہونے پر یقین رکھ سکیں۔
- فتحِ مکّہ کے نتائج کو مدِنظر رکھتے ہوئے روزمرّہ زندگی میں لوگوں کو کھلے دل سے معاف کرنے والے بن سکیں۔

6 ہجری میں صُلح حدیبیہ کے موقعے پر عرب قبائل میں سے بنوخُزاعہ مسلمانوں کے حلیف بنے، بنوبکر نے قریشِ مکّہ کا ساتھ دینے کا اعلان کیا اور یہ معاہدہ ہوا کہ فریقین دس سال تک ایک دوسرے سے جنگ نہیں کریں گے، لیکن اٹھارہ (18) ماہ بعد بنوبکر نے اچانک صلح کا معاہدہ توڑتے ہوئے بنوخزاعہ پر حملہ کر دیا اور حرمِ کعبہ میں بھی بنوخُزاعہ پر لڑائی مسلط کی۔ بنوخزاعہ نے مسلمانوں سے مدد مانگی، نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے قریشِ مکّہ کو تین شرائط پر صلح کا پیغام بھیجا کہ یا تو بنوخزاعہ کے مقتولوں کی دیت ادا کریں یا بنوبکر کی مدد کرنے سے دست بردار ہو جائیں یا معاہدہ حدیبیہ ختم کر کے جنگ کا اعلان کریں۔ قریشِ مکّہ نے جنگ کرنا قبول کیا۔ آخر 8 ہجری 10 رمضان المبارک کو مسلمان تقریباً دس ہزار کے لشکر کے ساتھ مکّہ مکرّمہ کے نواح میں جا پہنچے۔ مرّالظّہران کے مقام پر نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو میمنہ (لشکر کا دایاں حصّہ)، حضرت زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو میسرہ (لشکر کا بایاں حصّہ) اور حضرت ابوعبیدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو پیدل لشکر کا امیر مقرر فرمایا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا پرچم حضرت زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس تھا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ فرما رہے تھے، آج اللہ تعالیٰ کعبہ مقدّسہ کو خصوصی عظمت بخشے گا اور آج کعبہ کو نیا غلاف پہنایا جائے گا۔ مختصر جھڑپ کے بعد اسلامی لشکر، شہرِ مکّہ میں داخل ہو گیا۔

Web version of PCTB Textbook

قریشِ مکّہ میں سے ابوسفیان، بُدَیل بن ورقا اور حکیم بن حزام جیسے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے دس ہزار کے لشکر کی موجودگی کے باوجود صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ کو ہدایات جاری فرمائیں کہ جو شخص پناہ طلب کرے اسے پناہ دی جائے، عورتوں اور بچوں پر تلوار نہ اُٹھائی جائے، جو شخص حضرت ابوسفیان رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ کے گھر پناہ لے، اس کو بھی کچھ نہ کہا جائے، جو لوگ ہتھیار ڈال دیں یا اپنے گھر کا دروازہ بند کر دیں ان سب کے لیے امان ہے۔

فتح مکّہ کے موقعے پر حضورِ اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر انتہائی عجز و انکسار کے جذبات غالب تھے، آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اپنی اونٹنی قصوا پر سوار تھے اور آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا سرِ انور اونٹنی کی کوہان کو چھو رہا تھا، زبان پر سُوْرَةُ الْفَتْحِ اور سُوْرَةُ النَّصْرِ کی آیات جاری تھیں، نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے عام معافی کا اعلان فرماتے ہوئے قریشِ مکہ سے فرمایا کہ آج میں تمھارے ساتھ اسی سلوک کا اعلان کرتا ہوں جو میرے بھائی حضرت یوسف عَلَيْهِ السَّلَامُ نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے تمام اہلِ مکّہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ آج تم سب آزاد ہو، آج تم سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔ اہلِ مکّہ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اس حسنِ سلوک اور عفو و درگزر سے انتہائی متاثر ہوئے اور جوق در جوق مسلمان ہونے لگے۔ فتح مکّہ کے موقع پر رسولُ الله خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا اپنے بدترین دشمنوں کو معاف کر دینا عفو و درگزر کی شان دار مثال ہے۔ پھر نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اور حضرت علی المرتضٰی کرم الله وجھہ نے خانہ کعبہ کو تین سو ساٹھ بتوں سے پاک فرمایا، آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ہاتھ میں ایک لاٹھی تھی جس سے بتوں کو گراتے جاتے تھے اور اس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے:

جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝٨١ (سُوْرَةُ بنی اسرائیل :81)

ترجمہ: حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل مٹنے ہی والا ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے بیت الله کے اندر دو رکعت نماز پڑھی اور باہر نکل کر خانہ کعبہ کی چابی حضرت عثمان بن طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ کے سپرد فرمائی، حجرِ اسود کو بوسہ دیا، حضرت بلال رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ نے خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دی، آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے دستِ مبارک پر مردوں اور عورتوں کی بھاری تعداد نے اسلام قبول کیا۔

فتح مکّہ کے نتیجے میں قریش کے تمام قبائل نے قبولِ اسلام میں پہل کی، حتیٰ کہ صرف دس روز میں دو ہزار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے، دینِ اسلام کو غلبہ حاصل ہوا، اسلام اور اہلِ اسلام کو عظمت و شان حاصل ہوئی، دشمنانِ اسلام کی سازشیں دم توڑ گئیں، آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی قائدانہ صلاحیتیں رنگ لے آئیں، آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ چند دن مکّہ مکرّمہ میں ہی قیام پذیر رہے اور حضرت عتاب بن اُسید رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ کو مکّہ مکرّمہ کا امیر مقرر فرمایا اور مکّہ مکرّمہ کے گرد و نواح میں جو بڑے بڑے بُت خانے تھے، اُن کو ختم کرنے کے لیے مجاہدین کے دستے روانہ فرمائے۔

Web version of PCTB Textbook

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) فتحِ مکّہ کے اسباب میں سے ہے:

(الف) مدینہ منورہ کی چراگاہ پر حملہ (ب) بدر کے مقتولین کا انتقام

(ج) بنوخزاعہ پر حملہ (د) قریش کے معاشی مفادات کا تحفظ

(ii) فتحِ مکّہ کے موقع پر دارالامن قرار دیا گیا:

(الف) حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر (ب) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر

(ج) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر (د) حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر

(iii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اونٹنی کا نام ہے:

(الف) قصوا (ب) براق (ج) ناقۃ (د) ذوالفقار

(iv) قدرت و اختیار رکھنے کے باوجود نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا اپنے بدترین دشمنوں کو معاف کر دینا شان دار مثال ہے:

(الف) امانت داری کی (ب) عفوودرگزر کی (ج) سخاوت کی (د) ایثاروقربانی کی

(v) فتحِ مکّہ کے موقعے پر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے خانہ کعبہ کی چابی سپرد کی:

(الف) حضرت طلحہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے (ب) حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

(ج) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے (د) حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

2- مختصر جواب دیں۔

(i) فتحِ مکّہ کے موقع پر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے عام معافی کا اعلان کرتے ہوئے کیا ارشاد فرمایا؟

(ii) فتحِ مکّہ کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا سعادت نصیب ہوئی؟

(iii) فروغِ اسلام کے حوالے سے فتحِ مکّہ کی اہمیّت مختصراً بیان کریں۔

3- تفصیلی جواب دیں۔

(i) فتحِ مکّہ پر تفصیلی نوٹ تحریر کریں۔

سرگرمیاں

- طلبہ نقشے، گلوب یا گوگل میپ وغیرہ کی مدد سے مدینہ منورہ سے مکّہ مکرّمہ کی مسافت کا جائزہ لیں۔
- اساتذہ کرام طلبہ سے فتحِ مکّہ کے متعلق ایک فہرست تیار کروائیں، جس میں لشکر کی تعداد، جھنڈوں کی تعداد اور علم برداروں کے نام وغیرہ شامل ہوں۔

Web version of PCTB Textbook

(2) غزوۂ حُنَین

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- غزوۂ حنین کے پس منظر اور اسباب کو جان سکیں۔
- غزوۂ حُنین کے واقعات و معجزات سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- غزوۂ حنین کے نتائج کو سمجھ سکیں۔
- اپنی قوت و کثرت پر فخر کرنے کے بجائے نصرتِ الٰہیہ پر بھروسا کر سکیں۔
- غزوۂ حنین میں رسولُ اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی بے مثال شجاعت، استقامت اور ثابت قدمی سے سبق حاصل کر سکیں۔
- مشکل حالات میں ثابت قدم رہتے ہوئے اپنے حواس کو متزلزل ہونے سے بچا سکیں۔
- عملی زندگی میں غزوۂ حنین کے واقعات سے راہ نمائی حاصل کر سکیں۔

مکّہ مکرّمہ سے چالیس (40) کلومیٹر کے فاصلے پر واقع وادیِ حنین میں بنو ہوازن اور بنو ثقیف کے قبائل آباد تھے، جن کو اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا، وہ مسلمانوں کی طاقت کو تسلیم کرنے پر راضی نہ تھے۔ انھوں نے فتحِ مکّہ کے بعد ارد گرد کے قبائل کو مسلمانوں کی مخالفت پر اُکسا کر اپنے ساتھ ملا لیا اور مکّہ مکرّمہ پر حملہ کرنے کی منصوبہ بندی کرنے لگے۔ فتحِ مکّہ کے بعد نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم مکّہ مکرّمہ میں انیس (19) دن قیام کرنے کے بعد شوّال 8 ہجری کو بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ وادیِ حنین کی جانب روانہ ہوئے۔ لشکر کی تعداد دیکھ کر بعض نومسلموں کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ آج کوئی طاقت ہمیں شکست سے دوچار نہیں کر سکتی، ان کا یوں اپنی ظاہری طاقت و کثرتِ تعداد پر اِترانا اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا۔

اِدھر دشمنانِ اسلام مسلمانوں سے پہلے میدان میں پہنچ کر جنگی تدابیر اختیار کر چکے تھے، جیسے ہی مسلمان میدانِ جنگ میں اترے، کفّار نے اچانک حملہ کرتے ہوئے مسلمانوں پر تیروں کی بارش کر دی، جس کی وجہ سے بدنظمی پیدا ہوئی، مسلمان اچانک اس قدر شدید حملے سے بوکھلا گئے اور عارضی طور پر مسلمانوں کے پاؤں اُکھڑنے لگے۔

اس موقعے پر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم بے مثال جرأت و بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے میدان میں ڈٹے رہے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اپنے خچر پر سوار تھے، جس کی رکاب حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور لگام حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پکڑ رکھی تھی۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم خچر سے اترے اور درج ذیل کلمات ادا کرتے ہوئے دشمن کی طرف چل پڑے:

''اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ .... اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ''

''میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ میں عبد المطّلب کی اولاد ہوں'' (صحیح بخاری: 4315)

نبیِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسا اور یقین کامل تھا کہ اللہ تعالیٰ ہماری ضرور مدد فرمائے گا اور دینِ اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا۔

Web version of PCTB Textbook

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اپنے چچا حضرت عباس رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه سے فرمایا کہ مجاہدین کو ثابت قدم رہنے کے لیے پکاریں، چناں چہ انھوں نے بلند آواز سے مجاہدین کو پکارا اور کہا "بیعت رضوان والو! کہاں ہو؟" یہ آواز سن کر تمام مسلمان واپس مڑے اور تھوڑی ہی دیر میں میدانِ جنگ مجاہدین سے بھر گیا، بنو ہوازن کے خلاف گھمسان کی لڑائی شروع ہوگئی، جلد ہی دشمن کے پاؤں اکھڑنے لگے۔

اس غزوے میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو متعدد معجزات عطا فرمائے، نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے لڑائی کی شدت دیکھ کر مٹھی بھر مٹی اٹھائی اور کفار کی طرف پھینکی۔ وہ مٹھی بھر خاک دشمن کے ہر شخص کی آنکھ میں چلی گئی، دشمن کی صفیں بکھر گئیں اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس غزوے میں فرشتوں کے ذریعے سے مسلمانوں کی مدد فرمائی۔ غزوۂ حنین میں حضرت ابو طلحہ انصاری رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه نے تنہا تیس (30) مشرکوں کو قتل کیا، جبکہ مرنے والے کفار کی کل تعداد تین سو سے زائد تھی۔ اس غزوہ میں چار مسلمان شہید ہوئے۔

غزوۂ حنین میں اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو بے شمار مالِ غنیمت عطا فرمایا۔ اس مالِ غنیمت میں چھے ہزار جنگی قیدی، چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی شامل تھی۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مالِ غنیمت فوراً تقسیم نہیں کیا بلکہ دو ہفتے تک انتظار فرمایا تھا کہ شاید بنو ہوازن اسلام قبول کرلیں اور مالِ غنیمت ان کو واپس کر دیا جائے، لیکن ایسا نہ ہوا اور آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مالِ غنیمت تقسیم فرما دیا۔ غزوۂ حنین کی وجہ سے متعدد قبائل دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے اور اسلام مزید دور دراز کے علاقوں تک پھیل گیا۔

غزوۂ حنین میں مسلمانوں کی نصرت و فتح کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِیْ مَوَاطِنَ كَثِیْرَةٍ ۙ وَّیَوْمَ حُنَیْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَیْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَیْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّیْتُمْ مُّدْبِرِیْنَ ۚ﴿۲۵﴾ (سُوْرَةُ التوبة:25)

ترجمہ: "یقیناً اللہ تمھاری مدد کر چکا ہے بہت سے مواقع پر اور (خصوصاً) حنین کے دن بھی جب کہ تمھاری کثرت نے تمھیں ناز میں مبتلا کر دیا تھا تو وہ (کثرت) تمھارے کچھ بھی کام نہ آئی اور زمین تم پر (اپنی) وسعت کے باوجود تنگ ہوگئی پھر تم نے پیٹھ پھیر کر (میدان سے) رُخ موڑ لیا۔"

اللہ تعالیٰ نے آزمائش سے دوچار کر کے بتا دیا کہ مسلمانوں کو کبھی بھی اپنی تعداد اور ساز و سامان کی فراوانی پر بھروسا نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اللہ پر توکّل رکھتے ہوئے ہمیشہ عجز و انکسار کی روش اپنانی چاہیے، کیوں کہ کثرت کے باوجود شکست کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

اس غزوے سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد پر یقین رکھنا چاہیے۔ ظاہری مال و اسباب پر بھروسا کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل بھروسا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے نصرت اور مدد کی دعا کرنی چاہیے۔

Web version of PCTB Textbook

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) وادیِ حنین کا مکّہ مکّرمہ سے فاصلہ ہے:

(الف) بیس کلومیٹر (ب) تیس کلومیٹر (ج) چالیس کلومیٹر (د) پچاس کلومیٹر

(ii) وادی حنین میں آباد تھے:

(الف) بنونضیر و بنوقینقاع (ب) بنوقریظہ و بنوسلیم (ج) بنواوس وخزرج (د) بنوہوازن و بنوثقیف

(iii) غزوۂ حنین میں بکھرنے والوں کو آواز دے کر اکٹھا کرنے والے تھے:

(الف) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ب) حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(iv) غزوۂ حنین کے دوران میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے کفارِ مکہ پر پھینکی:

(الف) مٹھی بھر خاک (ب) زنجیر (ج) تلوار (د) زرہ

(v) غزوۂ حنین سے ہمیں سبق ملتا ہے:

(الف) تَوَکُّل کا (ب) عفوودرگزر کا (ج) کفایت شعاری کا (د) رواداری کا

2۔ مختصر جواب دیں۔

(i) غزوۂ حنین کے موقع پر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے کس طرح جرأت و بہادری اور استقامت کا مظاہرہ فرمایا؟

(ii) غزوۂ حنین کے کوئی سے دو نتائج تحریر کریں۔

(iii) مشکل حالات میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کس طرح اپنے حواس کو قابو میں رکھا جا سکتا ہے؟ غزوۂ حنین کی روشنی میں وضاحت کریں۔

3۔ تفصیلی جواب دیں۔

(i) غزوۂ حنین پر تفصیلی روشنی ڈالیں۔

سرگرمیاں

- طلبہ اس سبق کی روشنی میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی بہادری و شجاعت پر ایک مضمون تحریر کریں۔
- اساتذہ کرام کمرا جماعت میں غزوۂ حنین کے واقعات پر ذہنی آزمائش کے مقابلے کا اہتمام کروائیں۔
- اساتذہ کرام طلبہ کی نقشے، گلوب یا گوگل میپ وغیرہ کی مدد سے مکّہ مکرمہ سے حنین تک کی مسافت کا جائزہ لینے میں راہ نمائی کریں۔
- طلبہ غزوۂ حنین کی فتح پر ایک رپورٹ تیار کریں اور کمرا جماعت میں پیش کریں۔

Web version of PCTB Textbook

(3) عامُ الوفُود

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- عام الوفود کا معنیٰ و مفہوم جان سکیں۔
- عام الوفود کی اہمیت اور اس کی معنویت کو سمجھ سکیں۔
- تین وفود کے اجمالی حالات اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے حسنِ معاملہ سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- وفود کی آمد کی وجہ سے جزیرۃ العرب میں اسلام کے پھیلاؤ اور حجۃ الوداع میں اس کے اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی سیرت کو مدِنظر رکھتے ہوئے مہمانوں اور وفود کے اعزاز و اکرام کرنے والے بن سکیں۔
- عملی زندگی میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے حُسنِ معاملات سے راہ نمائی حاصل کر سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

عام کا معنیٰ ''سال'' اور وفود جمع ہے وفد کی، جس کا معنیٰ ''لوگوں کی جماعت ہے'' عام الوفود سے مراد وفود کا سال ہے۔ 9 ہجری میں پورے عرب سے اتنی کثرت کے ساتھ وفود نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے کہ اس سال کا نام ہی عام الوفود پڑ گیا۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم تمام وفود کے ساتھ ایسے حسنِ سلوک اور شفقت سے پیش آئے کہ وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ جن لوگوں کو قبولِ اسلام کی سعادت نصیب ہوئی انھوں نے ایسے خلوص کے ساتھ اسلام کی تبلیغ کی کہ پورے کے پورے قبائل دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ یہاں تک کہ حجۃ الوداع کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ سے تجاوز کر گئی۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی طرف سے ان وفود کو مسجدِ نبوی میں ٹھہرانا، ان کے استقبال اور قیام و طعام کا انتظام کرنا آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے حُسنِ انتظام اور کریمانہ اخلاق کی عمدہ مثالیں ہیں۔

وفد بنو تمیم

بنو تمیم کا وفد 9 ہجری کے آغاز میں اقرع بن حابس کی قیادت میں مدینہ منوّرہ حاضر ہوا۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم ظہر سے پہلے قیلولہ (دوپہر کے وقت کا آرام) فرما رہے تھے۔ انھوں نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو بے آرام کیا، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو گھر کے باہر سے آوازیں دیتے رہے، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے پاس حاضر ہونے کی اجازت طلب نہ کی، تو اللہ ربّ العزت نے **سُوْرَۃُ الْحُجُرٰت** نازل فرمائی۔ جس میں رسولُ اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے آداب سکھائے گئے کہ اپنی آوازوں کو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو۔ نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو یوں نہ پکارو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

یہ لوگ اپنے ساتھ بڑے فصیح و بلیغ شاعر اور خطیب لے کر آئے تھے، جن کے مقابلے میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے بطور خطیب حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جواب دینے کا حکم دیا اور بطور شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش کیا کہ اٹھو اور جواب دو۔ انھوں نے تسلیم کر لیا کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے خطیب اور شاعر ہمارے خطیب اور شاعر سے برتر ہیں۔ اقرع بن حابس نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے حُسنِ اخلاق سے اتنا متاثر ہوا کہ اپنے آبائی دین کو الوداع کہا اور وفد سمیت اسلام قبول کر لیا۔

وفدِ نجران

نجران کے نصاریٰ کا ساٹھ (60) افراد پر مشتمل وفد مدینہ طیبہ آیا جس میں چودہ بڑے سردار شامل تھے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اس وفد کا پرتپاک استقبال فرمایا، انھیں مسجدِ نبوی میں ٹھہرایا گیا اور اپنے طریقے کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت دی گئی۔ ان کی بہت خاطر تواضع کی گئی۔ یہ وفد حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی نبوّت کی خبر سن کر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے مناظرہ کرنے آیا تھا اور انھوں نے اپنے عقائد پر دلائل دینا شروع کر دیے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ان کی اصلاح کی بہت کوشش فرمائی، لیکن وہ لوگ اپنی ضد پر ڈٹے رہے، پھر جب انھوں نے روانگی کے لیے مدینہ منوّرہ کے باہر پڑاؤ ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو ان سے مباہلہ کرنے کا حکم دیا۔

یہ حکم نازل ہونے کے بعد نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجھہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر نجران کے وفد کے پاس مباہلے کے لیے تشریف لائے۔ جب ان کے پادریوں نے یہ روشن چہرے دیکھے تو کہا کہ اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو یاد رکھو دنیا سے تمھارا نام و نشان تک مٹ جائے گا، چناں چہ انھوں نے مباہلہ کرنے سے انکار کر دیا اور جزیہ ادا کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔

اس کے بعد نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ کا عذاب اہلِ نجران کے نزدیک آ چکا تھا اور اگر یہ مباہلہ کرتے تو انھیں جانور بنا دیا جاتا، ان کی وادی میں آگ بھڑکتی رہتی اور انھیں ملیا میٹ کر دیا جاتا، یہاں تک کہ درختوں پر پرندے بھی ہلاک ہو جاتے اور سال ختم ہونے سے پہلے سارے نصاریٰ فنا کے گھاٹ اتر جاتے۔

وَفدِ عَبدُ القَیس

اس وفد میں بیس آدمی تھے۔ ان کے سردار کا نام منذر بن عائذ اور لقب ''اَشَجّ'' تھا۔ وفد عبدالقیس کی بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم میں آمد سے پہلے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خبر دی کہ مشرق سے کچھ سوار آ رہے ہیں جو اسلام قبول کریں گے۔ وفد عبدالقیس کے لوگ جب نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ان کا استقبال فرمایا۔

انھوں نے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے چہرہ انور کی خوب صورتی کو دیکھ کر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے دستِ مبارک اور پائے اقدس کو چوم کر محبت و عقیدت کا اظہار کیا۔ اس وفد کے سردار نے حضورِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے پاس حاضری سے پہلے غسل کیا، عمدہ اور پاکیزہ کپڑے پہنے اور حلم اور وقار کے ساتھ بارگاہِ رسالت میں حاضری دی۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اس کی وضع اور آداب کو پسند کرتے ہوئے اس کی حوصلہ افزائی فرمائی اور ارشاد فرمایا: بلاشبہ دو خوبیاں تم میں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں: ایک حلم یعنی جلد بازی نہ کرنا اور امور و معاملات میں غور و فکر کرنا اور دوسری خوبی وقار ہے۔ دورانِ گفت گو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے حرمت والے مہینوں ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب کے بارے میں انھیں آگاہ کیا۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ان کو نماز، روزہ، زکوٰۃ اور دیگر احکام کی تعلیم دی۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے اللہ! عبدالقیس والوں کی بخشش فرما۔ یہ وفد دس دن حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی بارگاہ میں رہا، قرآن مجید اور احکامِ شریعت سیکھے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ان کو تحفے تحائف

Web version of PCTB Textbook

دیے، اشجّ کو بہت زیادہ مال عطا فرمایا اور ان کو واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

اس سبق میں ہمیں نبیِ کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی تعلیمات سے یہ درس بھی ملتا ہے کہ ہمیں دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرنی چاہیے، معاملات میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیے اور امور و معاملات کی انجام دہی میں غور و فکر کرنا چاہیے اور اپنی ذاتی زندگی میں وقار و احترام کو ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے۔

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) عام الوفود سے مراد ہے:

(الف) وفود کا سال (ب) وفود کا دن (ج) وفود کی صدی (د) وفود کا مہینا

(ii) بنی تمیم کے سامنے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے بطور خطیب کس شخصیت کو پیش کیا؟

(الف) حضرت ثابت بن قیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ (ب) حضرت حسان بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

(ج) حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ (د) حضرت زید بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

(iii) نبیِ کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہونے والے وفود کو ٹھہرایا جاتا تھا:

(الف) مسجدِ نبوی میں (ب) مسجد قُبا میں

(ج) حضرت ایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے گھر (د) سرائے میں

(iv) وفد بنی تمیم کی قیادت کر رہا تھا:

(الف) اقرع بن حابس (ب) مالک بن فہر (ج) عبداللہ بن ابی (د) اشجّ

(v) وفد عبدالقیس کے سردار اشجّ کی دو نمایاں خوبیاں تھیں:

(الف) حلم اور وقار (ب) رواداری اور بردباری (ج) صبر و تحمل (د) انکسار و تواضع

2۔ مختصر جواب دیں۔

(i) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے عام الوفود میں مہمانوں کے ساتھ کس طرح عزّت و اکرام کا معاملہ فرمایا؟ وضاحت کریں۔

(ii) وفود کی آمد نے جزیرۃ العرب میں اسلام کے پھیلاؤ میں کیا کردار ادا کیا اور اس کا کیا نتیجہ بر آمد ہوا؟

(iii) وفد بنو تمیم کو بارگاہِ رسالت میں حاضری کے وقت سکھائے گئے آداب میں سے کوئی سے دو لکھیں۔

3۔ تفصیلی جواب دیں۔ (i) وفدِ نجران کے بارگاہِ رسالت میں حاضری کا احوال بیان کریں۔

سرگرمیاں

- اساتذہ کرام کی مدد سے دس وفود پر مشتمل ایک فہرست تیار کریں اور اسے کمرا جماعت میں آویزاں کریں۔
- اساتذہ کرام معروف کتبِ سیرت کی روشنی میں طلبہ سے وفود پر مشتمل ایک فہرست تیار کروائیں، جس میں وفد اور سردار کا نام، علاقہ، قبیلہ اور سال/مہینا وغیرہ شامل ہوں۔

Web version of PCTB Textbook

(4) غزوۂ تبوک

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- غزوہ تبوک کے اسباب، وجوہات اور پس منظر سے آگاہ ہوسکیں۔
- غزوہ تبوک کے واقعات سے آگاہ ہوسکیں۔
- اس غزوہ کی مشکلات اور منافقین کے کردار کو جان سکیں۔
- اس غزوہ میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بالخصوص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قربانیوں اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے آگاہ ہوسکیں۔
- غزوہ تبوک کے موقع پر مدینہ منورہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی انتظامی صلاحیتوں سے آگاہ ہوسکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قربانیوں سے آگاہ ہو کر اعلائے کلمۃ اللہ (غلبہ اسلام) کے لیے قربانی کا جذبہ پیدا کر سکیں۔
- منافقین کے کردار سے آگاہ ہو کر منافقت کی تمام صورتوں سے اجتناب کرنے والے بن سکیں۔
- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعے سے سبق حاصل کرتے ہوئے ہر حال میں سچائی پر کاربند رہنے والے بن سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

غزوۂ تبوک (9) ہجری میں ہوا۔ تبوک ایک مشہور مقام ہے جو مدینہ منورہ سے دِمَشق کے راستے پر واقع ہے۔ اس علاقے میں موجود پانی کے ایک چشمے کا نام تبوک تھا اسی مناسبت سے اس غزوے کا نام بھی غزوہ تبوک پڑ گیا۔ معرکہ موتہ کے بعد رومی سلطنت نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ غسانی قبائل جو شام میں رومیوں کے زیر اثر تھے اور مسیحی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کو قیصر روم ہرقل نے اس لڑائی کے لیے ابھارا۔ شام کے تاجروں نے مدینہ منورہ میں یہ خبر دے دی کہ رومیوں نے شام میں مسلمانوں کے مقابلے کے لیے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا ہے جس کو ہرقل کی حمایت حاصل ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو جب اس کی اطلاع ملی تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے رومیوں سے جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔ یہ سخت تنگی، قحط سالی اور شدید گرمی کے دن تھے۔ پھلوں کے پکنے کا موسم تھا جس کی وجہ سے گھروں سے نکلنا بہت دشوار تھا۔ ان تمام ناسازگار حالات کے باوجود جب نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے غزوہ تبوک کا اعلان فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بڑے جوش و خروش سے تیاری شروع کر دی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اس مہم میں ہر اس شخص کی شرکت لازمی قرار دے دی جو صحت مند ہو اور اس کے پاس سواری کا جانور موجود ہو۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے غزوہ تبوک کی تیاری کے لیے مال و اسباب اکٹھے کرنے شروع کر دیے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے حکم پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنا مال و دولت آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے قدموں میں نچھاور کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کا سارا مال نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ: ''تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟'' سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: ''میں ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی محبت اور الفت کو چھوڑ کر آیا ہوں''۔

اس موقع پر حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے گھر کا آدھا مال نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ لشکرِ تبوک کی تیاری کے لیے ایک سو گھوڑے، نو سو اونٹ اور ایک ہزار دینار لے کر حاضر ہوئے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک تہائی لشکر کو ساز و سامان مہیا کیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے چار ہزار درہم، سیدنا عاصم بن عدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بہت سی کھجوریں پیش کیں اور حضرت ابو عقیل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رات بھر مزدوری کر کے اپنی اجرت نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں پیش کی۔

صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے ساتھ ساتھ صحابیات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ نے بھی اپنے اموال رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں پیش کیے۔ سیدہ اُمّ سنان اسلمیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بیان کرتی ہیں کہ: "میں نے سیّدہ عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے حجرے میں رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کے سامنے ایک چادر بچھی ہوئی دیکھی جس میں مسلمان خواتین اپنے ہار، چوڑیاں، انگوٹھیاں، جھمکے، دیگر زیورات اور کپڑے ڈال رہی تھیں۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجھہ کو مدینہ منورہ میں اہلِ بیت کی حفاظت، گھریلو اور دیگر امور کی انجام دہی پر مامور فرمایا۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم نے سواریوں کی کمی کی وجہ سے بعض صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کو مدینہ منورہ ہی میں ٹھہرنے کا حکم دیا تو ان صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے خلوص، جذبہ ایمانی اور جہاد کے شوق کی وجہ سے ان کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔

غزوہ تبوک کے سفر کی تیاری زور شور سے جاری تھی۔ زادِ سفر اور سواریوں کا بندوبست کیا جا رہا تھا لیکن منافقین کا ٹولہ طرح طرح کی سازشوں میں مصروف تھا۔ منافقین کے سردار جد بن قیس اور عبد اللہ بن ابی جہاد کے لیے نکلنے پر قطعاً راضی نہ تھے۔ وہ اپنی جماعت سمیت مسلمانوں کے حوصلے پست کرنے اور رومیوں سے خوف زدہ کرنے میں مشغول تھے۔

جب نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم اسلامی لشکر لے کر تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو منافقین کا سردار عبد اللہ بن اُبی اپنے ساتھیوں سمیت یہ کہ کر واپس لوٹ گیا کہ اتنے گرم موسم میں حالات کی تنگی کے باوجود مسلمان رومیوں سے جنگ لڑنے جا رہے ہیں۔ رومی بہت طاقت ور ہیں ان کا مقابلہ کرنا کسی کے بس کی بات نہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے سامنے منافقوں کی حالت عیاں کر دی اور وہ بے نقاب ہو گئے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کی قیادت میں تیس ہزار صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کا لشکر شام کی طرف روانہ ہوا۔ دورانِ سفر مسلمانوں کو تین طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ سواریاں کم تھیں، زادِ راہ بہت تھوڑا تھا اور پانی کی شدید قلت تھی۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم ایک اونٹ پر باری باری سواری کرتے اور مٹھی بھر کھجوریں کئی افراد میں تقسیم کی جاتی تھیں۔ مسلمانوں نے سیکڑوں میل کا یہ فاصلہ انتہائی استقامت، صبر و تحمل اور جواں مردی سے طے کیا۔ سامان کی کمی اور سفر کی تکلیف کی وجہ سے اسے "جیش العُسرۃ" یعنی تنگی کا لشکر بھی کہا جاتا ہے۔

مسلمانوں کی جرأت مندانہ پیش قدمی کو دیکھتے ہوئے رومی فوج اسلامی لشکر کے مقابلے کی ہمت نہ کر سکی۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کو بغیر لڑائی کے فتح حاصل ہوئی۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے ساتھ تبوک کے مقام پر بیس دن قیام فرمانے کے بعد مدینہ منورہ لوٹ آئے۔ مدینہ منورہ واپسی پر عورتوں اور بچوں نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کا والہانہ استقبال کیا۔

Web version of PCTB Textbook

سیدنا کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ بغیر کسی معقول وجہ کے غزوہ تبوک میں شرکت کرنے سے رہ گئے تھے۔ غزوہ تبوک سے واپسی پر نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے پوچھنے پر جب منافقین جھوٹے بہانے تراش رہے تھے تو انھوں نے آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہو کر سچ سچ بتا دیا اور آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے معافی طلب کی۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کے بیانات قبول کرتے ہوئے ان کی توبہ کی قبولیت اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دی اور صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو ان سے بات چیت کرنے سے منع کر دیا۔ اس معاشرتی بائیکاٹ کو پچاس دن گزر گئے جو ان کی زندگی کے مشکل ترین دن تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی طرف وحی نازل فرمائی اور ان کی توبہ قبول فرمالی۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ حضرت کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو مبارک باد دیتے ہوئے کہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھاری توبہ قبول فرمالی اور تمھیں معاف فرما دیا۔ حضرت کعب بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مسجد نبوی خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ میں نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک اٹھا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا تمھیں آج کا دن مبارک ہو، یہ دن ان تمام دنوں سے مبارک ہے جو تمھاری پیدائش کے بعد سے آج تک تم پر گزر رہے ہیں۔ حضرت کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول یہ معافی آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: یہ معافی اللہ کی طرف سے ہے۔ حضرت کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ چوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کی برکت سے نجات دی ہے اس لیے میں یہ عہد کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا ہمیشہ سچ بات ہی کہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کی وجہ سے کس قدر حسین انداز میں نوازا ہے۔

Web version of PCTB Textbook

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) مدینہ منورہ سے دمشق کے راستے پر واقع تبوک نام ہے:

(الف) چشمے کا (ب) سرائے کا (ج) باغ کا (د) دریا کا

(ii) غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں پیش کیا/کیں:

(الف) گھر کا سارا سامان (ب) بہت سی کھجوریں

(ج) گھر کا آدھا سامان (د) ایک ہزار اونٹ اور اشرفیاں

(iii) غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو ذمہ داری سونپی گئی:

(الف) مال جمع کرنے کی (ب) لشکر کے سپہ سالار کی

(ج) اہلِ بیت کی حفاظت کی (د) چشمے کی حفاظت کی

(iv) غزوہ تبوک کے موقع پر مسلمانوں کے پاس:

(الف) سواریوں کی کثرت تھی (ب) جنگی ساز و سامان بہت زیادہ تھا

(ج) سپاہیوں کی کثرت تھی (د) زادِ راہ کی شدید قلت تھی

(v) غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ قبول ہوئی:

(الف) سچ بولنے کی وجہ سے (ب) وعدہ پورا کرنے کی وجہ سے

(ج) سخاوت کی وجہ سے (د) کفایت شعاری کی وجہ سے

2- مختصر جواب دیں۔

(i) غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خدمات انجام دیں؟

(ii) غزوہ تبوک کے موقع پر خواتین نے کس طرح اسلامی لشکر کی تیاری میں مدد کی؟

(iii) غزوہ تبوک میں منافقین کس طرح بے نقاب ہوئے؟

3- تفصیلی جواب دیں۔

(i) غزوہ تبوک پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں

- سورۃ التوبہ میں غزوہ تبوک سے متعلق آیاتِ مبارکہ کی فہرست تیار کریں۔
- طلبہ کتبِ سیرت سے غزوہ تبوک کے بارے میں مزید معلومات حاصل کریں۔
- کمرا جماعت میں منافقت کی مختلف صورتوں سے بچنے پر مذاکرہ کریں۔
- اساتذہ کرام کمرا جماعت میں غزوہ تبوک سے متعلق کوئز مقابلے کا انعقاد کروائیں۔

Web version of PCTB Textbook

(5) حجۃ الوداع

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- حجۃ الوداع کے واقعات سے آگاہ ہو سکیں۔
- خطبہ حجۃ الوداع کی اہمیت اور تعلیمات سے آگاہ ہو سکیں۔
- حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم کے خطبے کو جان کر اہل بیت خصوصاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت ومنقبت سے واقف ہو سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے حج مبارک کے واقعات سے آگاہ ہو کر حج کا شوق اور ترغیب حاصل کر سکیں۔
- خطبہ حجۃ الوداع کی تعلیمات سے آگاہ ہو کر ان کو اپنی عملی زندگی میں اپنا سکیں۔
- اہل بیت کے مقام ومرتبہ سے آگاہ ہو کر ان سے محبت، احترام وتوقیر اور پیروی کرنے والے بن سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اپنے وصال سے قبل جو حج ادا فرمایا اس کو "حجۃ الوداع" کہتے ہیں۔ اسلام کی دعوت وتبلیغ کی ذمّہ داری کی تکمیل کے بعد نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے حج ادا کرنے کا اعلان فرمایا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے اعلانِ حج پر ہر طرف سے مسلمان اکٹھے ہو گئے۔ ہفتہ 26 ذوالقعدہ 10 ہجری کو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم ظہر کی نماز کے بعد مدینہ منورہ سے روانہ ہو گئے۔ نماز عصر سے پہلے ذوالحلیفہ پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر عصر کی نماز قصر یعنی دو رکعت پڑھی اور رات وہیں گزاری۔

اگلے دن ظہر کی نماز سے پہلے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے غسل کیا، سر اور بدن میں خوش بو لگائی، تہبند باندھا، چادر اوڑھی اور دو رکعت ظہر کی نماز پڑھی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے مصلے ہی پر حج اور عمرہ دونوں کے لیے ایک ساتھ احرام باندھا (حج اور عمرہ کے لیے اکٹھے احرام باندھنے کو حجِ قِران کہتے ہیں) اور تلبیہ پڑھا۔ پھر مصلے سے اُٹھ کر اونٹنی پر سوار ہوئے پھر تلبیہ پڑھا۔

ایک ہفتہ کے سفر کے بعد مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے تو "ذی طویٰ" میں رات گزاری اور وہیں فجر پڑھ کر غسل فرمایا۔ پھر مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے بیت اللہ کا طواف فرمایا اور صفا ومروہ کی سعی کی، پھر بالائی مکہ میں "حَجُون" کے پاس قیام فرمایا اور دوبارہ طواف نہیں کیا، البتہ احرام برقرار رکھا کیوں کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے حج اور عمرے کا احرام اکٹھا باندھا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم ہدی (قربانی کا جانور) ساتھ لائے تھے۔ پھر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم 8 ذوالحجہ ترویہ کے دن منیٰ تشریف لے گئے۔ منیٰ میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور اگلے دن 9 ذوالحجہ فجر تک کی (پانچ) نمازیں پڑھیں۔

9 ذوالحجہ کو سورج طلوع ہونے کے بعد آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم منیٰ سے چل پڑے اور عرفات تشریف لائے وہاں "وادیِ نَمِرہ" میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے لیے خیمہ لگا ہوا تھا آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اسی میں استراحت فرما ہوئے، سورج ڈھلا تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم قصواء اونٹنی پر سوار ہو کر "وادیِ عُرَنہ" میں تشریف لائے۔ لوگ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے گرد جمع تھے، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ان کے درمیان کھڑے ہو کر خطبہ دیا، اللہ کی حمد وثنا کی، شہادت کے کلمات کہے، اللہ سے ڈرنے کی وصیت کی اور خطبہ ارشاد فرمایا جس

میں حقوق اللہ کے تحفظ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائی کی خصوصی تاکید فرمائی، آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے، کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، کسی کالے کو گورے پر اور کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں سوائے تقوٰی کے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ایک دوسرے کی جان، مال اور عزت کے تحفظ پر خاص زور دیا، آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ سن لو: جاہلیت کی ہر چیز میرے پاؤں تلے روند دی گئی ہے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے زمانہ جاہلیت کی رسومات کے خاتمے کا اعلان فرماتے ہوئے سب سے پہلے اپنے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ کا سود جو لوگوں کے ذمے تھا اس کی معافی کا اعلان فرمایا اور تاکید فرمائی کہ تم لوگ عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور ان کے حقوق ادا کرو۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے معاشرے کے پس ماندہ طبقوں اور ماتحتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید فرمائی، آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میں تمھارے درمیان ایسی دو چیزیں چھوڑ کے جا رہا ہوں کہ اگر تم انھیں مضبوطی سے پکڑے رکھو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میری سنّت ہے۔

آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اور تم سے (قیامت میں) میرے بارے میں سوال ہوگا تو پھر تم کیا کہو گے؟ صحابہ کرام رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ نے عرض کیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اللہ کا پیغام پہنچایا اور رسالت کا حق ادا کیا اور امت کی خیر خواہی کی۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور فرمایا:

"اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا "

آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اپنے اس خطبہ میں اسلام کا نچوڑ بیان فرمایا اور حاضرین کو دیگر مسلمانوں تک پہنچانے کی تلقین کی۔ وقوفِ عرفہ کے دوران میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام بطورِ دین پسند کر لیا۔
(سورۃ المآئدۃ:3)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ یمن کی اصلاحِ اَحوال کے لیے وقتاً فوقتاً صحابہ کرام رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ کو بھیجتے رہتے تھے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حجۃ الوداع سے پہلے رمضان المبارک 10 ہجری میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو تین سو (300) سواروں کے ساتھ یمن روانہ فرمایا، ان کے سر پر دستار باندھی، عَلَم عطا فرمایا اور ہدایات دیں کہ قتال میں پہل نہیں کرنی، نماز کا حکم دینا ہے اگر اطاعت کر لیں تو زکوٰۃ کا حکم دینا اور بتانا کہ روزہ ہر سال فرض ہے اور حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے روانگی کے وقت حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے لیے دُعا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"یقیناً اللہ تعالیٰ تمھارے دل کو ہدایت دے گا اور تمھاری زبان کو ثابت رکھے گا۔" (سنن ابی داؤد:3582)

چناں چہ حضرت علی رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ یمن گئے۔ وہاں کے لوگوں کو دعوتِ دین دی، بہت سے لوگوں نے اسلام کی دعوت قبول کی حتیٰ کہ پورا قبیلہ "ہمدان" دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔ جب حضور خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ یمن سے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مکہ مکرمہ آ کر حضور خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ ملے اور حج ادا کیا۔

اس موقع پر کچھ لوگوں نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے بعض انتظامی فیصلوں پر نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے شکوہ کیا۔ چناں چہ

Web version of PCTB Textbook

سفرِ حج سے واپسی پر "غدیرِ خُم"، جہاں حجاج کرام اپنے اپنے علاقوں کی راہ لیتے ہیں، کے مقام پر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

فَمَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ۔ (مسند احمد:12306)

ترجمہ: میں جس کا دوست ہوں، علی بھی اس کا دوست ہے، اے اللہ تو اس آدمی کو دوست رکھ جو علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دوست رکھتا ہے اور جو اس سے عداوت رکھے، تو بھی اس سے عداوت رکھ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے محبوب اور مقرب ہیں۔ ان سے محبت کا تعلق رکھنا ایمان کا تقاضا ہے اور ان سے بغض یا کدورت رکھنا ایمان کے منافی ہے۔

Web version of PCTB Textbook

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے حجۃ الوداع فرمایا:

(الف) 8ہجری (ب) 9ہجری (ج) 10ہجری (د) 11ہجری

(ii) حج اور عمرے کے لیے اکٹھا احرام باندھنا کہلاتا ہے:

(الف) حج مبرور (ب) حج قران (ج) حج تمتع (د) حج افراد

(iii) ہدی سے مراد ہے:

(الف) قربانی کا جانور (ب) پالتو جانور (ج) حلال جانور (د) طاقتور جانور

(iv) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے حجۃ الوداع سے واپسی پر کس مقام پر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی شان بیان کی؟

(الف) ذوالحلیفہ (ب) حدیبیہ (ج) غدیرِ خم (د) منیٰ

(v) خطبہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے گواہی لی:

(الف) حج ادا کرنے پر (ب) قربانی کرنے پر (ج) رسالت کا حق ادا کرنے پر (د) نماز ادا کرنے پر

2۔ مختصر جواب دیں۔

(i) غدیرِ خُم کے حوالے سے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی فضیلت بیان کریں۔

(ii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعے پر مساوات کے حوالے سے کیا ارشاد فرمایا؟

(iii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ہدایت اور راہ نمائی کے لیے کن دو چیزوں کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا؟

3۔ تفصیلی جواب دیں۔ (i) حجۃ الوداع پر جامع نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں

- طلبہ چارٹ تیار کریں جس میں حجۃ الوداع کے سفر کے واقعے کو نقشے کی صورت میں واضح کریں۔
- کمرۂ جماعت میں آخری خطبے کی تعلیمات پر مذاکرہ کریں۔
- موجودہ دور میں انسانی حقوق اور خطبہ حجۃ الوداع میں مماثلت تلاش کریں۔

(6) وصالِ نبوی (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم)

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- وصالِ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے واقعے کو جان سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی آخری وصیتوں خصوصاً نماز، خواتین اور زیر دست افراد سے حسن سلوک سے آگاہ ہو سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے روضہ مبارک پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کی فضیلت سے آگاہ ہو سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی آخری وصیتوں سے آگاہ ہو کر اپنی عملی زندگی میں ان پر عمل پیرا ہو سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی محبت سے اپنے قلوب کو منور کر کے کثرت سے صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے عادی بن سکیں۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے دس ہجری کو فریضہ حج ادا فرمایا۔ ماہ صفر کے آخری ایام میں بقیع الغرقد سے واپسی پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی طبیعت ناساز ہوگئی۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم بیماری کے ایام میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے گھروں میں آتے جاتے رہے۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی تکلیف بہت بڑھ گئی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی اجازت سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر مستقل طور پر منتقل ہو گئے۔ (صحیح بخاری: 4450)

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے وصال سے چار دن قبل مغرب کی نماز پڑھائی، لیکن عشاء کے وقت مرض شدت اختیار کر گیا تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نماز کی امامت کے لیے مسجد تشریف نہ لا سکے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ چناں چہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امامت کے فرائض ادا کیے۔ اس کے بعد وصال سے ایک یا دو دن قبل ایک مرتبہ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سہارا لیے ہوئے تھے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے نماز پڑھائی اور نماز کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کچھ نصیحتیں فرمائیں۔

وصال سے ایک دن قبل آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے تمام غلام آزاد فرما دیے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے پاس چند دینار تھے وہ صدقہ فرما دیے اور فرمایا میرا ورثہ دینار کی شکل میں تقسیم نہیں ہوگا۔ میں نے اپنی بیویوں کے خرچہ اور اپنے عاملوں کی اُجرت کے بعد جو کچھ چھوڑا ہے وہ سب صدقہ ہے۔ (صحیح بخاری: 6729)

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے جنگی ساز و سامان وغیرہ مسلمانوں کو ہبہ فرما دیا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے بعد خلفا انھیں بطور تبرک استعمال کرتے رہے اور یہ چیزیں ایک سے دوسرے تک منتقل ہوتی گئیں۔

وصال کے دن صبح کی نماز کے وقت آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اچانک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے سے پردہ اٹھایا، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نماز پڑھتے دیکھا تو خوش ہو کر مسکرائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امامت کروا رہے تھے، وہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو مصلے پر جگہ دینے کے لیے دورانِ نماز ہی میں پیچھے ہٹنے لگے تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے دستِ مبارک سے اشارہ فرمایا کہ نماز جاری رکھو پھر پردہ گرا دیا۔ (صحیح بخاری: 4448)

فجر کی نماز کے بعد اپنی لختِ جگر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلوایا اور پھر کان میں دو مرتبہ کچھ فرمایا، ایک دفعہ تو آپ رونے لگیں اور دوسری دفعہ مسکرانے لگیں، بعد میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: کہ آپ

Web version of PCTB Textbook

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے پہلی دفعہ فرمایا تھا کہ اس بیماری میں میرا وصال ہونے لگا ہے تو میں رونے لگی پھر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا مت روئیں، میرے اہلِ بیت میں تم ہی سب سے پہلے مجھے ملوگی، اس پر میں مسکرانے لگی۔ (صحیح بخاری: 4434)۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے غم اور درد کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگیں: ''ہائے! میرے بابا کی تکلیفیں''۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ان سے فرمایا: آج کے بعد تمھارے بابا کو کوئی تکلیف نہ ہوگی''۔

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے سامنے لکڑی یا پتھر کا پانی سے بھرا ایک برتن تھا آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بار بار اپنا دستِ مُبارک پانی میں ڈالتے چہرے پر ملتے اور فرماتے: ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' بلاشبہ موت کی بڑی سختیاں ہیں۔ (صحیح بخاری: 4449)

اسی دن حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ان کے لیے اشارے سے دعا فرمائی۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اپنی بیماری کے ان ایام میں متعدد بار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مخاطب ہوئے اور انھیں مختلف وصیتیں فرمائیں۔ انصار کے ساتھ حسنِ سلوک کی وصیت فرمائی اور فرمایا کہ وہ میرے بہت قریب ہیں۔ انھوں نے اپنی ذمہ داری پوری کی اور ان کے حقوق رہ گئے ہیں۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنی وفات سے قبل ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا اور اس کی رونقیں دکھائی ہیں، لیکن اس نے اپنے لیے آخرت کو پسند کیا ہے۔'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ بات سنی تو سمجھ گئے کہ وہ بندے خود رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہیں، یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے۔ لوگوں نے حیران ہو کر ان کی طرف دیکھا، کیوں کہ لوگ اس جملے کی گہرائی کو نہ سمجھ سکے تھے۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے وفات سے چند لمحے قبل سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر چوما اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کی وصیت فرمائی پھر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نماز کی حفاظت اور زیرِ دست افراد سے حسنِ سلوک کی وصیت فرمائی۔

جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے آخری لمحات کا آغاز ہوا تو اس وقت سرِ مبارک سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہاتھ میں مسواک لیے حاضر ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مسواک کو نرم کیا آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مسواک فرمائی اور چھت کی طرف دیکھ کر انگلی کھڑی کی تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے آخری الفاظ تھے۔ ''اَللّٰھُمَّ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى'' ترجمہ: ''اے اللہ مجھے بلند مرتبہ رفیق سے ملا دے۔'' یہ الفاظ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے تین مرتبہ دہرائے اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ہاتھ مبارک جھک گیا۔ جس وقت آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے تو چاشت کا وقت تھا۔

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی تجہیز و تکفین کا مرحلہ آیا تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی وصیت کے مطابق غسل کے لیے مدینہ منورہ کے کنویں سے پانی لایا گیا اور بیری کے پتے ڈال کر پانی گرم کیا گیا۔ حضرت علی، حضرت عباس، حضرت فضل بن عباس، حضرت قثم بن عباس، حضرت اسامہ بن زید اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے غلام حضرت شُقران رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو غسل دیا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا جنازہ باقاعدہ جماعت کی شکل میں ادا نہیں کیا گیا، بلکہ لوگ گروہ در گروہ حاضر ہوتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا، نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر درود و سلام اور دعا کرتے رہے۔ جب اہلِ بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بارگاہِ رسالت میں ہدیہ درود و سلام پیش کر چکے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لحد والی (بغلی قبر) تیار کی۔ لحد میں اتارنے کا شرف حضرت علی، حضرت عباس، حضرت قثم بن عباس اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حاصل ہوا۔ تدفین کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی قبر مبارک پر سرہانے کی طرف سے پانی چھڑکا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے کو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا مدفن بننے کا شرف حاصل ہوا۔ دنیا بھر سے حج و عمرہ

Web version of PCTB Textbook

کی غرض سے آنے والے حجاجِ کرام روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر حاضری دے کر درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں اور قبرِ انور کی زیارت سے مستفیض ہو کر شفاعت کے حق دار ٹھہرتے ہیں۔ جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے:

مَنْ زَارَ قَبْرِيْ، وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ (سنن دارقطنی: 2669) **ترجمہ:** جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہو گئی۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر درود و سلام کی بہت فضیلت ہے۔ حدیث مبارک ہے:

"قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھتے ہوں گے۔" (جامع ترمذی: 484)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے رسولِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی مدینہ منورہ آمد سے زیادہ خوش گوار دن کوئی نہ تھا اور ان کے لیے رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی رحلت سے زیادہ تکلیف دہ خبر کوئی نہ تھی۔ وصالِ نبوی (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) سے حضرت جبریل علیہ السلام کے وحی لانے کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے منقطع ہو گیا۔

ہمیں چاہیے کہ ہم عقیدہ ختمِ نبوت پر پختہ یقین رکھتے ہوئے کثرت سے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر درود و سلام کے نذرانے پیش کریں تاکہ ہمارے قلوب نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی محبت سے روشن و منور ہوں اور ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکیں۔

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) جس مہینے میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی بیماری کا آغاز ہوا:

(الف) صفر المظفر (ب) محرم الحرام (ج) ربیع الاوّل (د) رمضان المبارک

(ii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی آخری وصیّت کا تعلق ہے:

(الف) عورتوں، غلاموں اور نماز سے (ب) وراثت سے (ج) سود سے (د) زکوٰۃ سے

(iii) وصال سے ایک دن قبل نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کون سا عمل انجام دیا؟

(الف) تمام غلام آزاد کر دیے (ب) روزہ رکھا (ج) عمرہ ادا کیا (د) نماز کی امامت کی

(iv) حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی کس بات پر تبسم فرمایا؟

(الف) جنت کی بشارت پر (ب) تسبیح عطا ہونے پر (ج) ملاقات کی بشارت پر (د) جگر کا ٹکڑا فرمانے پر

(v) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا وصال ہوا:

(الف) سہ پہر کے وقت (ب) چاشت کے وقت (ج) عشا کے وقت (د) مغرب کے وقت

2۔ مختصر جواب دیں۔

(i) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی زندگی کے آخری لمحات اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

(ii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی لحد مبارک کس نے تیار کی اور کس نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو قبر میں اُتارا؟

(iii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے وصال سے قبل حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کان میں کیا ارشاد فرمایا جس سے وہ پہلے غم گین اور پھر خوش ہوئیں؟

(iv) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے وصال سے چند لمحے پہلے حسنین کریمین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے کس طرح اپنی محبّت کا اظہار فرمایا اور ان کے بارے میں کیا وصیّت فرمائی؟

(v) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے کی فضیلت بیان کریں۔

3۔ تفصیلی جواب دیں۔ (i) وصالِ نبوی (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

سرگرمیاں

- طلبہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی وصیتوں کے متعلق مذاکرہ کریں۔
- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی حیاتِ مبارک کے آخری ایام کی ہدایات کی فہرست بنائیں اور موجودہ دور میں ان کی اہمیت کے متعلق کمرۂ جماعت میں اظہارِ خیال کریں۔

Web version of PCTB Textbook

اُسوۂ رسول خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اور ہماری عملی زندگی

(1) حضرت محمد مصطفیٰ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا بچپن اور جوانی

حاصلاتِ تعلُّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے بچپن اور جوانی کے واقعات و معمولات کو جان سکیں۔
- نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا بہن بھائیوں اور دوستوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور خوش طبعی وغیرہ سے آگاہ ہو سکیں۔
- جوانی میں نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی بے مثل عفت و حیا، شجاعت و بہادری اور حُسنِ معاملات کے واقعات کو جان سکیں۔
- نبیِ کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے بچپن اور جوانی میں دوسروں کی راحت رسانی اور خدمتِ خلق کے جذبے کو اپناتے ہوئے معاشرے کی بہتری میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

حضرت محمد رسولُ اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی ولادت با سعادت 12۔ ربیع الاول، بروز پیر بمطابق 22۔ اپریل 571 عیسوی کو ہوئی۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی پیدائش سے تقریباً دو ماہ پہلے انتقال فرما چکے تھے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی پیدائش کے چھے سال بعد وصال فرما گئیں۔ اس کے بعد آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے دادا جان حضرت عَبْدُ الْمُطَّلِب نے آپ کی پرورش کی۔ جب آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی عمرِ مبارک آٹھ سال ہوئی تو وہ بھی اس دنیا سے رخصت ہو گئے، دادا کی وفات کے بعد شفیق چچا حضرت ابو طالب نے آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی پرورش کی۔ اہلِ عرب کے رواج کے مطابق دیہات میں پرورش کے لیے آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو قبیلہ بنو سعد کی ایک نیک خاتون حضرت حلیمہ سعدیہ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اپنے ساتھ لے گئیں، چار سال تک آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ وہیں رہے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی رضاعی والدہ ہیں، وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ایک روز مجھ سے کہنے لگے: امّاں جان! میرے بہن بھائی دن بھر نظر نہیں آتے، یہ صبح کو اٹھ کر روزانہ کہاں چلے جاتے ہیں؟ میں نے کہا کہ یہ لوگ بکریاں چرانے جاتے ہیں۔ یہ سن کر آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: امّاں جان! آپ مجھے بھی میرے بہن بھائیوں کے ساتھ جانے کی اجازت دے دیجیے۔ چناں چہ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اِصرار پر آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو حضرت حلیمہ سعدیہ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا نے اپنے بچوں کے ساتھ چراگاہ جانے کی اجازت دے دی اور آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ روزانہ جہاں حضرت حلیمہ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا کی بکریاں چرتی تھیں، تشریف لے جاتے رہے اور بکریاں چراگاہوں میں لے جا کر ان کی دیکھ بھال کرتے رہے۔

حضرت عباس رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ! آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی

نبوت پر دلالت کرنے والی ایک خاص نشانی نے مجھے آپ کے دین میں داخل ہونے کی ترغیب دی۔ میں نے دیکھا کہ آپ ایامِ طفولیت میں گہوارے کے اندر چاند کے ساتھ کھیلا کرتے تھے اور انگلی مبارک کے ساتھ جس طرف اشارہ فرمایا کرتے تھے، چاند اُسی طرف جھک جاتا تھا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا: میں اس کے ساتھ باتیں کرتا تھا اور وہ میرے ساتھ باتیں کرتا تھا اور مجھے رونے نہیں دیتا تھا۔ (الخصائص الکبریٰ، ۱: ۵۳)

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی زبانِ مبارک سے ادا ہونے والا سب سے اوّل کلام اللہ کی حمد وثنا پر مبنی تھا۔ جب حضورِ اقدس خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے مکّہ مکرّمہ واپس پہنچ گئے اور اپنی والدہ محترمہ کے پاس رہنے لگے تو حضرت اُمِّ اَیمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خاطر داری اور خدمت گزاری میں دن رات محبّت اور شفقت کے ساتھ مصروف رہنے لگیں۔

خدمتِ خلق

ایک دفعہ عرب میں سخت قحط پڑ گیا تو سردارانِ عرب، کعبہ کے متولی حضرت ابوطالب کے پاس آئے، انھوں نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو ساتھ لیا، حرم میں دیوارِ کعبہ سے ٹیک لگا کر بٹھا دیا اور دعا مانگنے میں مشغول ہوئے۔ دعا کے درمیان حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اپنی انگلی مبارک کو آسمان کی طرف اٹھا دیا، ایک دم چاروں طرف سے بادل نمودار ہوئے اور اس زور کی بارش برسی کہ زمین سیراب ہو گئی، جنگلوں اور میدانوں میں ہر طرف پانی ہی پانی نظر آنے لگا، چٹیل میدانوں کی زمینیں سرسبز و شاداب ہو گئیں اور قحط ختم ہو گیا۔ (الملل والنحل: ج: ۲، ص: ۲۴۹)

عرب کے مظلوموں کی راحت رسانی اور قیامِ امن کے لیے آپ نے "حلف الفضول" نامی معاہدے میں بھی شرکت فرمائی۔ اس معاہدے کے شرکا نے یہ طے کیا کہ ملک سے بدامنی کو دور کریں گے، مظلوموں، مسافروں اور غریبوں کی حفاظت اور مدد کریں گے، کسی ظالم یا غاصب کو مکہ میں نہیں رہنے دیں گے۔ اس معاہدے سے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو اتنی خوشی ہوئی کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم فرمایا کرتے تھے، اگر اس معاہدے کے بدلے میں کوئی مجھے سرخ اونٹ بھی دیتا تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا معمول تھا کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو کوئی مدد کے لیے پکارتا یا کسی کو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی مدد کی ضرورت ہوتی تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اس کی مدد فرماتے۔

عفت وحیا

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم حیا کے پیکر تھے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی عفت وحیا کے حوالے سے روایت ہے کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم پردہ دار دوشیزہ لڑکی سے بھی زیادہ حیا والے تھے۔ (صحیح بخاری: 3562) پورے عرب میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے زیادہ حیادار کوئی نہ تھا۔

اس زمانے میں گھروں میں باقاعدہ طہارت خانوں کا رواج نہیں تھا۔ قضائے حاجت کے لیے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم آبادی سے بہت دُور نکل جاتے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم آبادی سے بہت دور چلے جاتے، یہاں تک کہ کوئی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ (سنن ابی داؤد: 2)

Web version of PCTB Textbook

بہن بھائیوں اور دوستوں سے حُسنِ سلوک

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے سگے بہن بھائی نہیں تھے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی رضاعی بہن حضرت شیماؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو گود میں کھلایا کرتی تھیں اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا بہت خیال رکھتی تھیں۔

غزوۂ حنین میں حضرت شیما قیدیوں میں شامل تھیں۔ انھوں نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو اپنا تعارف کروایا تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ان کی بڑی عزت افزائی فرمائی، چادر بچھا کر انھیں احترام سے بٹھایا اور ارشاد فرمایا: مانگو تمھیں دیا جائے گا، قیدیوں کی سفارش کرو، انھیں تمھاری وجہ سے امان دی جائے گی۔ پھر ان کی سفارش پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا۔

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے چچا ہیں۔ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے، نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اس دوہرے رشتے کی وجہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے بہت شفقت اور محبت کے جذبات رکھتے تھے اور ان سے ہمیشہ حُسنِ سلوک سے پیش آتے تھے۔ غزوہ اُحد میں ان کی شہادت پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم بہت غم گین ہوئے اور بعد ازاں کثرت سے ان کی قبر پر جایا کرتے تھے۔

اعلانِ نبوت سے پہلے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے دوستوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ضماد بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرفہرست ہیں۔ یہ تمام احباب نہایت ہی باوقار اور اعلیٰ اخلاق کے حامل تھے، آپ کے اپنے دوستوں سے تجارتی تعلقات بھی تھے۔ حضرت قیس بن سائب مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے ساتھ شریک رہے، وہ خود بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا معاملہ اپنے تجارتی شرکا کے ساتھ ہمیشہ نہایت ہی صاف ستھرا رہتا تھا۔

شجاعت و بہادری اور حُسنِ معاملات

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی مبارک زندگی شجاعت و بہادری اور حسنِ معاملہ کا پیکر تھی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے اوصاف جمیلہ کے اولین گواہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ غزوۂ حنین میں جب اسلامی لشکر دشمنوں کے نرغے میں آ گیا تو اس وقت بھی نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم پریشان نہیں ہوئے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم پر گھبراہٹ کے بالکل آثار نہ تھے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم پوری استقامت کے ساتھ دشمن کے مقابلے میں کھڑے یہ فرما رہے تھے:

''میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطّلب کی اولاد ہوں'' (صحیح بخاری:4315)

حضرت برا بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے دن نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے زیادہ مضبوط کوئی نہیں دیکھا گیا۔ (جامع ترمذی:1688)

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے حُسنِ معاملہ کا عالم یہ تھا کہ جب قریشِ مکّہ حجرِ اسود کی تنصیب کے موقع پر دست و گریباں ہونے کے قریب تھے، تب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے حکمتِ عملی سے اتنے بڑے فتنہ وفساد سے تمام اہلِ مکّہ کو بچا لیا، حجرِ اسود کو ایک چادر میں رکھ کر ہر قبیلے کے معتبر افراد کو چادر پکڑنے کو کہا، جب تمام افراد نے چادر پکڑی تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے حجرِ اسود کو اٹھا کر اپنی جگہ پر نصب فرما دیا۔

Web Version of PCTB Textbook

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی تاریخ پیدائش ہے:

(الف) 18 اپریل 571ء (ب) 22 اپریل 571ء (ج) 24 اپریل 571ء (د) 26 اپریل 571ء

(ii) حضرت عبدالمطّلب کے انتقال کے وقت نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی عمر مبارک تھی:

(الف) چھے سال (ب) آٹھ سال (ج) دس سال (د) بارہ سال

(iii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے بچپن میں عرب میں قحط پڑا تو نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے کیا کیا؟

(الف) امداد کے طور پر غلہ دیا (ب) خانہ کعبہ کے اندر گئے

(ج) دعا کے دوران آسمان کی طرف انگلی اٹھائی (د) زم زم کے کنویں پر گئے

(iv) جس معاہدے کو حضورِ اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب قرار دیا:

(الف) میثاقِ مدینہ (ب) صلح حدیبیہ (ج) حلف الفضول (د) مؤاخاتِ مدینہ

(v) حضورِ اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی رضاعی والدہ کا اسمِ گرامی ہے:

(الف) حضرت شیما رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا (ب) حضرت حلیمہ سعدیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا

(ج) حضرت ثویبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا (د) حضرت اُمِّ ایمن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا

2- مختصر جواب دیں۔

(i) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے غزوہ حنین کے موقع پر حضرت شیما رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے کیا سلوک فرمایا؟

(ii) عرب کے مظلوموں کی راحت رسانی کے لیے ہونے والے معاہدے کا نام اور اس کے اہم نکات تحریر کریں۔

(iii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی نبوت کی کس نشانی نے حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اسلام کی طرف ترغیب دلائی؟

3- تفصیلی جواب دیں۔

(i) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت کی روشنی میں خدمتِ خلق، عفت و حیا، شجاعت، بہن بھائیوں اور دوستوں کے ساتھ حُسنِ سلوک اور حسنِ معاملات پر نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں

- اساتذہ کرام کمرا جماعت میں طلبہ سے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے بچپن اور جوانی کے واقعات پر سیر حاصل گفت گو کروائیں۔
- طلبہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں خدمتِ خلق کی چند مثالیں تحریر کریں۔

Web version of PCTB Textbook

(2) حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا ذوقِ عبادت

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے ذوقِ عبادت سے آگاہ ہو سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی عبادت کے واقعات و معمولات سے واقف ہو سکیں۔
- عبادت میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے خشوع و خضوع کے بارے میں جان سکیں۔
- عبادت میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے اعتدال و میانہ روی کے واقعات کا جائزہ لے سکیں۔
- عبادت میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے ذوق و شوق، خشوع و خضوع کی پیروی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل کر سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے اعتدال و میانہ روی کے واقعات کی روشنی میں عملی زندگی میں اعتدال کی صفت کو پیدا کر سکیں۔

نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اعلانِ نبوّت سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کی بے حد عبادت فرماتے تھے۔ عبادت میں یک سوئی حاصل کرنے کے لیے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم غارِ حرا میں بھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اسی غار میں عبادت کے دوران میں حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی مبارک زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزرتا تھا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے تھے۔ نمازوں کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ قرآنِ مجید کی تلاوت سے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو خاص شغف تھا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم فرض روزوں کے ساتھ ساتھ نفلی روزے بھی رکھتے تھے۔

نماز اور کثرتِ عبادت کی وجہ سے رسولُ اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے پاؤں مبارک میں ورم آجاتے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اتنی تکلیف برداشت کرتے ہیں، حالاں کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم گناہوں سے پاک ہیں۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔" (جامع ترمذی:412)

نماز تمام عبادات میں سے افضل عبادت ہے۔ نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو نماز سے اس قدر محبت تھی کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا۔ کئی مرتبہ ایسا ہوتا کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نماز میں خشوع و خضوع کی وجہ سے اتنا روتے کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے سینہ مبارک سے آواز آتی تھی۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسولُ اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی رات کی عبادت کے بارے میں فرمایا:

"رسولِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم رات کے ابتدائی حصہ میں سو جاتے تھے۔ پھر اٹھ کر قیام کرتے، سحری کرتے اور سحری کے قریب وتر پڑھتے، پھر اپنے بستر پر تشریف لاتے۔ پھر جب اذان (فجر) سنتے تو تیزی سے نماز کی تیاری فرماتے"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ آتا تو حضورِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم عبادت کے لیے خود بھی کمر بستہ ہو جاتے اور اپنے گھر والوں کو بھی عبادت کے لیے جگاتے تھے۔

Web version of PCTB Textbook

دینِ اسلام عبادات میں بھی میانہ روی اور اعتدال کا حکم دیتا ہے۔ عبادت میں میانہ روی سے مراد یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرے، اس کے بندوں کے حقوق بھی ادا کرے اور ساتھ ساتھ اپنی صحت اور ضرورتوں کا بھی خیال رکھے۔ انسان اگر زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے احکام کے مطابق گزارتا ہے تو اس کا ہر لمحہ عبادت شمار ہوگا۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے عبادات میں میانہ روی اور اعتدال اپنانے کا حکم دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا نے بیان کیا کہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا یہ صحیح ہے کہ تم رات بھر عبادت کرتے ہو اور ہر دن روزہ رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں یہ صحیح ہے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ایسا نہ کرو، عبادت بھی کرو اور آرام بھی، روزے بھی رکھو اور کھاؤ پیو بھی، کیوں کہ تمھارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے، تم سے ملاقات کے لیے آنے والوں کا بھی تم پر حق ہے۔ تمھاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔ (صحیح بخاری 6134)

حضورِ اکرم خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی تعلیمات نے سرزمین عرب میں روحانی انقلاب برپا کر دیا۔ وہ خطۂ ارض جہاں بتوں کی پرستش ہوا کرتی تھی اور اللہ تعالیٰ کی یاد تک دلوں سے محو ہو گئی تھی، ان کے خیالات کا رخ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف ہو گیا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ذوقِ عبادت اور خشوع و خضوع سے راہ نمائی حاصل کرتے ہوئے اپنے دلوں کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے منوّر کریں اور اپنی راتوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے آباد کریں۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) رسولُ اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے عبادت میں میانہ روی کا حکم دیا:

(الف) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا کو (ب) حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا کو

(ج) حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا کو (د) حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ کو

(ii) جب نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے پاؤں مبارک میں عبادت کے دوران میں ورم آگئے تو آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

(الف) کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں (ب) کیا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کروں

(ج) کیا میں اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کروں (د) کیا میں عبادت کا حق ادا نہ کروں

(iii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے نماز کو قرار دیا:

(الف) آنکھوں کی ٹھنڈک (ب) آنکھوں کی روشنی (ج) آنکھوں کی چمک (د) دل کی روشنی

(iv) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ غارِ حرا تشریف لے جاتے تھے:

(الف) فرشتے سے ملاقات کے لیے (ب) تبلیغ کے لیے (ج) فضیلت کے لیے (د) یک سوئی کے لیے

(v) حدیث مبارک کے مطابق نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ رات کے کس حصے میں سوتے تھے؟

(الف) ابتدائی حصے میں (ب) آدھی رات کو (ج) آخری حصے میں (د) فجر کے بعد

Web version of PCTB Textbook

2۔ مختصر جواب دیں۔

(i) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم عبادت کا کس قدر اہتمام فرماتے تھے؟ ایک مثال دیں۔

(ii) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی رات کی عبادت کا کیا معمول بیان فرمایا ہے؟

(iii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے عبادت میں میانہ روی کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کیا نصیحت کی؟

3۔ تفصیلی جواب دیں۔

(i) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے ذوقِ عبادت اور عبادات میں میانہ روی واعتدال پر جامع نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں

- عبادت کے سلسلے میں شب وروز کے معمولاتِ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے بارے میں کمرا جماعت میں مذاکرہ کریں۔
- اساتذہ کرام طلبہ سے عبادت کی مختلف صورتوں پر مشتمل چارٹ بنوائیں۔
- اساتذہ کرام کمرا جماعت میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی عبادت میں ذوق وشوق اور خشوع وخضوع کے حوالے سے گفت گو کریں۔

Web version of PCTB Textbook

(3) حضرت محمد مُصطفٰی خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سخاوت و ایثار

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- اُسوۂ نبوی سے سخاوت و ایثار کی مثالیں جان سکیں۔
- سیرتِ طیّبہ سے سخاوت و ایثار کی مختلف صورتوں (مالی، بدنی اور علمی) کے متعلق آگاہ ہو سکیں۔
- رسولُ اللّٰہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سیرت میں اہلِ بیتِ اطہار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمْ وصحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمْ کو سخاوت اور ایثار کی ترغیب و تلقین کے واقعات سے آگاہ ہو سکیں۔
- معاشرتی زندگی میں سخاوت و ایثار کے فوائد کا جائزہ لے سکیں۔
- معاشرتی فلاح و بہبود کے لیے سخاوت و ایثار جیسی صفات کو اپنا سکیں۔
- اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں رسولُ اللّٰہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سخاوت اور ایثار کو سمجھ کر اپنی عملی زندگی میں شامل کر سکیں۔
- سخاوت اور ایثار جیسی صفات کو روزمرہ زندگی میں اپنا کر معاشرے کی ترقی کا باعث بن سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

سخاوت کا معنیٰ کھلے دل سے خرچ کرنا ہے۔ اللّٰہ تعالٰی نے انسان کو جو مال عطا فرمایا ہے، اس میں سے اللّٰہ تعالٰی کی خوش نودی حاصل کرنے کے لیے اس کے بندوں پر مال خرچ کرنا سخاوت کہلاتا ہے۔ انسان اگر اپنی ضرورت اور حاجت کے باوجود خرچ کرے تو یہ بہترین سخاوت ہے، اسی کو ایثار کہا جاتا ہے۔ سخاوت کے مختلف طریقے ہیں: مثلاً فقرا اور مساکین کو کھانا کھلانا، یتیموں کی پرورش کرنا، بیواؤں کی مالی مدد کرنا اور عوامی فلاح و بہبود کے مختلف امور انجام دینا۔ اللّٰہ تعالٰی نے ایثار کرنے والے لوگوں کو کامیاب قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اور وہ اپنے آپ پر (اُنھیں) ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود اُنھیں شدید حاجت ہو'' (سُوْرَةُ الْحَشْر: 9)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے سخاوت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: سخی اللّٰہ سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے، لوگوں سے قریب ہے اور کنجوس اللّٰہ اور جنت سے دور اور آگ کے قریب ہے۔ (جامع ترمذی: 1961)

سخاوت کو اگر وسیع مفہوم میں دیکھا جائے تو مال و دولت کے ساتھ ساتھ علم، صحت، وقت اور دوسری نعمتوں میں بھی انسان سخاوت کر سکتا ہے۔ علم کی بات اس شخص کو بتانا جو واقف نہیں، یہ بھی سخاوت ہے۔ کسی بیمار اور پریشان حال شخص کو وقت دے دینا جس سے اس کا دل بہل جائے، یہ بھی سخاوت ہے۔ صحت مند آدمی کا کسی بیمار، بوڑھے اور کمزور شخص کی مدد کرنا بھی سخاوت ہے۔

اُسوۂ رسول خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے جو کچھ مانگا جاتا آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ عطا فرما دیتے، ایک شخص حاضر ہوا اور سوال کیا تو آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اسے صدقے کے مال میں سے اتنی بکریاں دینے کا حکم فرمایا کہ وہ دو پہاڑوں کے درمیان کو بھر دیتیں، وہ اپنی قوم کی طرف لوٹا اور کہنے لگا کہ اے میری قوم اسلام لے آؤ، بے شک محمد رسولُ اللّٰہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اس قدر عطا فرماتے ہیں کہ محتاجی کا خوف نہیں رہتا۔ (صحیح مسلم: 6021)

ایک مرتبہ رسولُ اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے پاس ایک شخص نے آکر کہا کہ میں بھوکا ہوں، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اپنی کسی زوجہ کے پاس مہمان کے کھانے کے انتظام کا پیغام بھیجا، انھوں نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو حق دے کر بھیجا ہے، میرے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں، پھر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے دوسری زوجہ مطہرہ کے پاس پیغام بھیجا، انھوں نے بھی اسی طرح کہا، حتیٰ کہ سب نے اسی طرح کہا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا آج رات کون اس شخص کو مہمان بنائے گا؟ انصار میں سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں اس کی ضیافت کروں گا۔ وہ اس کو اپنے گھر لے گئے اور اس نے اپنی بیوی سے پوچھا تمھارے پاس کھانے کے لیے کیا کچھ ہے؟ بیوی نے کہا صرف بچوں کے لیے کھانا ہے۔ انھوں نے کہا ان کو بہلا کر سُلا دو اور جب مہمان آئے تو چراغ بجھا دینا اور اس پر یہ ظاہر کرنا کہ ہم بھی کھا رہے ہیں پھر سب بیٹھ گئے اور مہمان نے کھانا کھا لیا جب صبح ہوئی تو وہ صحابی نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے پاس گئے تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا تم نے جس طرح رات کو اپنے مہمان کی ضیافت کی ہے، اس سے اللہ بہت خوش ہوا۔ (صحیح مسلم: 5359)

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ بعض اوقات اگر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے پاس کچھ بھی نہ ہوتا اور کوئی مانگنے والا آجاتا تو اپنی ضمانت دے کر مطلوبہ شے کسی سے لے کر حاجت مند کی ضرورت پوری فرما دیتے۔ ایک شخص آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، کسی چیز کا سوال کیا تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس وقت میرے پاس کوئی شے نہیں، ہاں تم میری ضمانت پر اپنی مطلوبہ اشیا خرید لو جب ہمارے پاس کچھ آجائے گا ہم اس کی قیمت ادا کر دیں گے۔ (شمائل ترمذی: 338)

ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسولُ اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے کبھی انکار کیا ہو۔ (صحیح مسلم: 2311)

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اپنے قول اور عمل میں نہ صرف سخاوت کا خود ایک نمونہ تھے، بلکہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اہلِ بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سخاوت اور ایثار کی ترغیب و تلقین بھی فرماتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دیوانہ وار آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی ترغیب پر اپنا مال واسباب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے قدموں پر ڈھیر فرما دیتے تھے۔ غزوہ تبوک 9 ہجری کے موقع پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا: آج کوئی ایسا شخص ہے جو لشکر کی تیاری میں میری مدد کرے تو میں اس کو جنت کی بشارت دیتا ہوں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سب مال واسباب آپ کی بارگاہ میں نچھاور کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر کا نصف مال پیش کر دیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیکڑوں اونٹ، گھوڑے اور اشرفیاں بارگاہِ رسالت میں پیش کر دیں۔

اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم سخاوت اور ایثار و قربانی کا پیکر تھے۔ ایک بار سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزے سے تھے، کہ افطار کے وقت سائل نے دستک دی کہ وہ بھوکا ہے تو سب کچھ اس کو عطا کر دیا اور خود پانی سے روزہ افطار کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

ہمیں بھی سخاوت و ایثار کی صفات اپنانی چاہییں، کیوں کہ سخاوت و ایثار سے جہاں افرادِ معاشرہ کی مدد ہوتی ہے، وہاں اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل ہوتی ہے۔ سخاوت، انسانی دل سے مال و دولت کی لامحدود محبت اور لالچ ختم کر دیتی ہے، جس کے بعد انسان کو اطمینانِ قلب جیسی نعمت نصیب ہوتی ہے۔ سخاوت سے بلائیں ٹل جاتی ہیں اور ایمان کامل نصیب ہوتا ہے۔

Web version of PCTB Textbook

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) سخاوت سے مراد ہے:

(الف) کھلے دل سے خرچ کرنا　(ب) فضول خرچی کرنا

(ج) منع کرنا　(د) روک لینا

(ii) علمی سخاوت سے مراد ہے:

(الف) کسی کو علمی بات سمجھانا　(ب) کسی پر مال خرچ کرنا

(ج) کسی کو وقت دینا　(د) تیمارداری کرنا

(iii) یتیموں کی پرورش کرنا اور عوامی فلاح و بہبود کے کام انجام دینا کہلاتا ہے:

(الف) صبر و تحمل　(ب) سخاوت و ایثار

(ج) عفو و درگزر　(د) رواداری

(iv) انصاری میزبان نے مہمان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

(الف) خود بھوکے رہے اور اس کو کھلایا　(ب) بچوں کے ساتھ اسے کھانا کھلایا

(ج) اسے مال و دولت عطا کیا　(د) اسے کھجوریں عطا کیں

(v) انسانی دل سے مال و دولت کی لامحدود محبت اور لالچ کو ختم کرتی ہے:

(الف) فضول خرچی　(ب) منافقت　(ج) سخاوت　(د) صلہ رحمی

2- مختصر جواب دیں۔

(i) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی سخاوت کی ایک مثال تحریر کیجیے۔

(ii) حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجھہ کی سخاوت کی ایک مثال بیان کریں۔

(iii) غزوۂ تبوک کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کس طرح سخاوت کا مظاہرہ فرمایا؟

3- تفصیلی جواب دیں۔

(i) سیرتِ طیّبہ سے سخاوت کو مثالوں سے واضح کریں۔

سرگرمیاں

- طلبہ اپنے جیب خرچ میں سے جمع شدہ رقم اور اشیا کے ذریعے سے فلاحی کاموں میں حصّہ لیں۔
- اساتذہ کرام نشان دہی کریں کہ روزمرہ زندگی میں سخاوت اور ایثار کی ضرورت کن کن مواقع پر پیش آتی ہے؟
- اساتذہ کرام طلبہ کو ہدایت کریں کہ وہ بخل سے پناہ مانگنے کی مسنون دعا پڑھنے کا معمول بنائیں۔

Web version of PCTB Textbook

(4) صلہ رحمی

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- اسوۂ نبوی (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم) سے صلہ رحمی کی مثالیں جان سکیں۔
- رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی سیرت میں اہل بیتِ اطہار و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو صلہ رحمی کی ترغیب و تلقین کے واقعات سے آگاہ ہو سکیں۔
- عمر اور رزق میں اضافہ و برکت کے حوالے سے صلہ رحمی کی اہمیت جان سکیں۔
- سیرتِ طیبہ سے صلہ رحمی کی مختلف صورتوں (مالی و بدنی) کے متعلق آگاہ ہو سکیں۔
- معاشرتی زندگی میں صلہ رحمی کے فوائد اور قطع رحمی کے نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔
- صلہ رحمی جیسی صفت کو اپنا کر قرابت داری کے حقوق ادا کر سکیں۔
- اُسوہ حسنہ کی روشنی میں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی صلہ رحمی کو سمجھ کر اپنی عملی زندگی میں شامل کر سکیں۔
- صلہ رحمی جیسی صفت کو روزمرہ زندگی میں اپنا کر خاندانی زندگی کے استحکام کا باعث بن سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ اچھے اور بہتر تعلقات قائم کرنا، آپس میں اتفاق و اتحاد سے رہنا، دکھ، درد، خوشی اور غمی میں ایک دوسرے کے شانہ بشانہ چلنا، ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ رکھنا اور ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا، رشتوں کو اچھی طرح سے نبھانا اور ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنا، رشتہ داروں پر احسان کرنا، ان پر صدقہ وخیرات کرنا، اگر مالی حوالے سے تنگ دست اور کمزور ہیں تو ان کی مدد کرنا اور ہر لحاظ سے ان کا خیال رکھنا صلہ رحمی کہلاتا ہے جب کہ قریبی رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کرنا اور ان کی خبر گیری سے غفلت برتنا قطع رحمی کہلاتا ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے صلہ رحمی اور رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کی تربیت ملتی ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو رشتہ داروں سے صلہ رحمی کی تلقین کے ساتھ ان کے حقوق ادا کرنے کی تلقین فرمائی۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا ایک خوب صورت اور گھنا باغ راہِ خدا میں وقف کرنا چاہتے تھے، نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ وہ اپنا باغ اپنے غریب رشتے داروں کو دے دیں، چناں چہ انھوں نے وہ باغ اپنے عزیزوں اور اپنے چچا کے لڑکوں میں تقسیم کر دیا۔ (صحیح بخاری: 2769)

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ اور صلہ رحمی کا ایک نمونہ یہ بھی تھا کہ جو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے تعلق توڑنا چاہتا آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اس کے ساتھ تعلقات کو جوڑتے تھے۔ اگر کوئی شخص تعلقات قائم رکھنا چاہے تو اس سے تعلق قائم رکھنا کوئی مشکل کام نہیں، مشکل تو یہ ہے کہ جو آپ کے ساتھ تعلقات توڑتا ہے اس کو جوڑ کر رکھیں۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے:

میرے رب نے مجھے نو(9) باتوں کا حکم دیا ہے۔ مخفی اور علانیہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا، غصہ میں ہوں یا خوشی میں ہمیشہ انصاف کی بات کہوں اور دونوں حالتوں میں اعتدال پر قائم رہوں، جو مجھ سے تعلق توڑے میں اس سے تعلق جوڑوں اور جو مجھے نہ دے میں اسے عطا کروں، جو مجھ پر ظلم کرے میں اسے معاف کردوں۔ میری خاموشی فکر پر مبنی ہو، میرا بولنا یادِ الٰہی کا بولنا ہو اور میرا دیکھنا عبرت کا دیکھنا ہو۔ (جامع الاصول: 9317)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے صلہ رحمی اختیار کرنے والے شخص کو رزق میں کشادگی اور عمر میں برکت کی ضمانت عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: جو شخص یہ چاہے کہ اس کے رزق میں کشادگی ہو اور اس کی عمر دراز ہو، اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔ (صحیح مسلم: 6524)

قطع تعلقی کرنا رسول اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو سخت ناپسند تھا۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفٰی رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر تھے آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا آج کوئی قطع تعلقی کرنے والا ہمارے پاس نہ بیٹھے تو ایک نوجوان اس مجلس سے اٹھا۔ اس کا اپنی خالہ کے ساتھ کسی بات پر جھگڑا ہو گیا تھا اس نے ان سے معذرت کی اور پھر وہ حضور خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت اس قوم پر نازل نہیں ہوتی جس میں کوئی قطع تعلقی کرنے والا موجود ہو۔ (شعب الایمان: 7590)

ایک شخص نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے عرض کیا یا رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ! میرا ایک چچا زاد بھائی ہے میں اس کے پاس کوئی چیز مانگنے جاتا ہوں تو وہ مجھے کچھ بھی نہیں دیتا، نہ میرے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہے، پھر اسے مجھ سے کوئی کام پڑ جاتا ہے تو وہ آ کر مجھ سے کوئی چیز مانگتا ہے۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اسے کچھ بھی نہیں دوں گا اور نہ اس کے ساتھ صلہ رحمی کروں گا، تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کے ساتھ وہ کام کروں جو اچھا ہے یعنی اس سے صلہ رحمی کروں اور قسم کا کفارہ ادا کروں۔ (سنن ابن ماجہ: 2109)

پہلی وحی کے بعد حضرت خدیجہ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا نے آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے جن اوصاف کو آپ کی صداقت کی دلیل کے طور پر پیش فرمایا ان میں سے ایک وصف صلہ رحمی بھی تھا۔ اعلانِ نبوت سے پہلے بھی نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اپنے رشتے داروں کا خصوصی طور پر خیال رکھتے اور ان کی مدد کرتے تھے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیبہ سے صلہ رحمی کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ ہمیں بھی صلہ رحمی کو فروغ دینے اور قطع رحمی سے گریز کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ صلہ رحمی سے افراد میں باہمی محبت پیدا ہوتی ہے، خاندانی نظام استحکام پاتا ہے، معاشرتی امن کو فروغ ملتا ہے اور معاشرہ ترقی کی راہ پر چل پڑتا ہے۔ قطع رحمی سے افراد میں نفرت اور دشمنی پروان چڑھتی ہے جس سے معاشرہ مختلف مسائل کا شکار ہو جاتا ہے اور خاندانی استحکام تہہ و بالا ہو جاتا ہے۔

Web version of PCTB Textbook

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) صلہ رحمی سے مراد ہے:

(الف) رشتہ داروں کے ساتھ اچھے تعلقات قائم رکھنا (ب) کثرت سے صدقات و خیرات کرنا

(ج) فضول خرچی سے بچنا (د) تکالیف کو برداشت کرنا

(ii) عمر اور رزق میں اضافہ و برکت کے لیے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے حکم دیا:

(الف) صلہ رحمی کا (ب) کفایت شعاری کا (ج) صبر و تحمل کا (د) میانہ روی کا

(iii) رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات ختم کرنا کہلاتا ہے:

(الف) کفایت شعاری (ب) میانہ روی

(ج) صلہ رحمی (د) قطع رحمی

(iv) حدیثِ مبارک کی روشنی میں اصل صلہ رحمی کرنے والا وہ ہوتا ہے جو:

(الف) کبھی کسی سے نہ جھگڑے (ب) ہمیشہ ادب سے بات کرے

(ج) کبھی کسی سے تعلق نہ توڑے (د) توڑنے والے سے تعلق جوڑے

(v) حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پہلی وحی کے نزول کے بعد نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی صداقت کی دلیل کے طور پر جو اوصاف بیان فرمائے ان میں سے ایک وصف تھا:

(الف) صلہ رحمی (ب) سچ بولنا (ج) کثرت سے روزے رکھنا (د) معاف کرنا

2- مختصر جواب دیں۔

(i) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کس طرح صلہ رحمی کی تلقین فرماتے تھے؟ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعے کی روشنی میں وضاحت کریں۔

(ii) صلہ رحمی کی کوئی سی دو صورتیں لکھیں۔ (iii) صلہ رحمی کے دو فوائد اور قطع رحمی کے دو نقصانات تحریر کریں۔

(iv) صلہ رحمی خاندانی نظام کے استحکام کا باعث ہے، اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

3- تفصیلی جواب دیں۔ (i) صلہ رحمی کی اہمیت پر جامع نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں

- طلبہ موجودہ دور میں بکھرتے ہوئے خاندانی نظام کے استحکام کے لیے خاندان کے افراد (ماں، باپ، اولاد، بہن اور بھائی وغیرہ) کی ذمہ داریوں کی فہرست بنائیں۔
- طلبہ صلہ رحمی کی مختلف صورتوں پر کمرۂ جماعت میں مذاکرے کا اہتمام کریں۔

Web version of PCTB Textbook

(5) خواتین کے ساتھ حُسنِ سلوک

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- اسوہ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں خواتین کے احترام کی مثالیں جان سکیں۔
- رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی رشتہ دار خواتین اور صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے ساتھ حسن سلوک کے واقعات سے آگاہ ہو سکیں۔
- سیرتِ طیبہ کی روشنی میں معاشرتی زندگی میں خواتین کے احترام اور حسن سلوک کی اہمیت کا جائزہ لے سکیں۔
- سیرتِ طیبہ کی روشنی میں خواتین کے ساتھ حسن سلوک کو اپنا کر ان کے حقوق ادا کرنے والے بن سکیں۔
- اُسوہ حسنہ کی روشنی میں خواتین کے بارے میں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حسن سلوک کی پیروی کر سکیں۔
- خواتین کا احترام کرنے والے بن کر روحانی تزکیہ اور معاشرتی اصلاح کا باعث بن سکیں۔

خواتین خاندان اور معاشرے کا اہم حصّہ ہیں۔ خواتین کو حقوق دیے بغیر معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا۔ بدقسمتی سے مختلف تہذیبوں اور معاشروں میں خواتین کو بہت سے حقوق سے محروم رکھا گیا اور ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا۔ اسلام نے خواتین کے حقوق ادا کرنے اور ان سے حسنِ سلوک کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خواتین کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (سُوْرَۃُ النِّسَآء: 19) ترجمہ: اور ان کے ساتھ حُسن سلوک کا برتاؤ کرو۔

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے فرامین مبارکہ اور سیرت طیبہ سے خواتین کی قدر و منزلت اجاگر ہوتی ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے خواتین کے ساتھ حسنِ سلوک اور اچھے برتاؤ کی وصیّت فرمائی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں اور میں تم میں سے اپنے گھر والوں کے ساتھ بہترین برتاؤ کرنے والا ہوں۔" (جامع ترمذی: 3895)

ایک حدیث مبارک میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایسے شخص کو جنت میں اپنے ساتھ کی بشارت عطا فرمائی جو بیٹیوں کی اچھی پرورش کرتا ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: جس نے دو بیٹیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ جوان ہو گئیں، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو ملاتے ہوئے فرمایا کہ میں اور وہ قیامت کے دن اس طرح قریب ہوں گے۔ (صحیح مسلم: 6695)

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بیٹی کی پرورش کو جنت میں داخل ہونے کا سبب قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: جس کی ایک بیٹی ہو اور وہ اسے زندہ دفن بھی نہ کرے، اس کی تذلیل بھی نہ کرے، اپنے بیٹے کو اس پر فوقیت بھی نہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اسے جنت میں داخل کرے گا۔ (سنن ابی داؤد، 5146)

Web version of PCTB Textbook

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے اپنے مبارک عمل سے خواتین کو وہ عزت دی کہ قیامت تک کے لیے ان کا مقام و مرتبہ سب پر واضح ہو گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم انھیں خوش آمدید کہتے ہوئے کھڑے ہو جاتے، ان کا ہاتھ پکڑتے، ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور انھیں اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ (شعب الایمان: 8927)

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے ماں کو حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ حق دار قرار دیا۔ ایک موقع پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ماں کی خدمت کو لازم پکڑو کیوں کہ جنت اس کے قدموں میں ہے۔ (سنن نسائی: 3106)

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے ان کے احترام میں اپنی چادر بچھائی اور بہت دیر تک ان کے ساتھ گفت گو فرماتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو ان کی ذمہ داریوں کے مطابق صفات عطا فرمائی ہیں۔ مرد اور عورت کے دائرۂ عمل میں فرق ہے۔ مرد اپنے گھرانے کی کفالت اور معاشی ضروریات کا بوجھ اُٹھاتا ہے جب کہ عورت گھر کو بساتی ہے، آباد کرتی ہے اور اولاد کی تربیت کرتی ہے۔ مرد اگر میدان میں جا کر جہاد کرتا ہے تو عورت اپنے بیٹوں کی اچھی تربیت کر کے انھیں مجاہد بنا سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خواتین کا اجر ان کے مزاج کے مطابق کام میں رکھ دیا ہے۔ عہدِ نبوت میں خواتین مختلف شعبوں میں مختلف خدمات انجام دیتی تھیں۔

ایک مرتبہ خواتین نے حضورِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم سے عرض کیا کہ مرد آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم سے زیادہ سیکھنے کی وجہ سے ہم سے آگے نکل گئے ہیں۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم ہمارے لیے بھی کوئی دن مقرر فرما دیجیے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرما لیا۔ اس دن آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم خواتین سے ملاقات فرماتے اور انھیں تعلیم دیتے۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہم پر یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خواتین کا احترام کریں۔ خواتین پر آوازیں کسنے، گھور کر دیکھنے، ان کا مذاق اڑانے، خواتین کے تعلیمی اداروں کے باہر غیر ضروری ٹہلنے اور ان کے راستوں میں بیٹھنے سے اجتناب کریں۔ عوامی مقامات پر شرم و حیا، تہذیب اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کریں۔ ملازمت پیشہ خواتین کا زیادہ احترام اس لیے بھی کرنا چاہیے کیوں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں سے بڑھ کر کام کر رہی ہوتی ہیں۔ خواتین کے احترام کے بغیر کوئی معاشرہ ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتا۔

Web version of PCTB Textbook

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) جنت کس کے قدموں میں ہے؟

(الف) ماں (ب) بیٹی (ج) بہن (د) بیوی

(ii) کون سا شخص دو انگلیوں کی طرح نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے قریب ہوگا؟

(الف) دو بیٹیوں کی اچھی تربیت کرنے والا (ب) صدقہ و خیرات کرنے والا

(ج) مسلسل روزے رکھنے والا (د) دوسروں کو معاف کرنے والا

(iii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے احترام کے لیے:

(الف) کھڑے ہو جاتے تھے　　(ب) پھول بچھایا کرتے تھے

(ج) اہلِ خانہ کو کھڑے ہونے کا حکم دیتے تھے　　(د) ان کے قدموں میں قالین بچھاتے تھے

(iv) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے بھلائی کی وصیت فرمائی:

(الف) عورتوں کے ساتھ　　(ب) طلبہ کے ساتھ

(ج) تاجروں کے ساتھ　　(د) عمال کے ساتھ

(v) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے استقبال کے لیے:

(الف) اپنی چادر ان کے قدموں میں بچھائی　　(ب) اُمہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن کو بھیجا

(ج) خواتین کا ایک وفد بھیجا　　(د) جانور قربان کیے

2- مختصر جواب دیں۔

(i) حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آمد پر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم ان کے ساتھ کس طرح حسنِ سلوک کرتے تھے؟

(ii) دو بیٹیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والے کے بارے میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا؟

(iii) معاشرتی زندگی میں خواتین کے احترام کے حوالے سے ہمیں کون سے اقدامات اٹھانے چاہئیں؟

3- تفصیلی جواب دیں۔

(i) سیرتِ طیّبہ کی روشنی میں خواتین کے ساتھ حسنِ سلوک پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

سرگرمیاں

- طلبہ کمرا جماعت میں خواتین کے احترام، حقوق اور ان کے ساتھ حسن سلوک پر مذاکرہ کریں۔
- سیرتِ طیبہ کی روشنی میں اسلام میں خواتین کو دیے جانے والے احترام اور حقوق کی فہرست بنائیں۔
- اساتذہ کرام طلبہ کو تزکیہ نفس کے لیے بدنظری سے بچنے کی تلقین کریں اور خواتین کے احترام کی ترغیب دیں۔

Web version of PCTB Textbook

(6) اندازِ تربیت

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی حیاتِ طیبہ سے اندازِ تربیت کی مثالیں جان سکیں۔
- رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی سیرتِ طیبہ میں اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تربیت کے واقعات سے آگاہ ہو سکیں۔
- تربیت کے مختلف طریقوں کو سمجھ کر انھیں اپنا سکیں۔
- اُسوہ حسنہ کی روشنی میں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اندازِ تربیت کو سمجھ کر اسے اپنی عملی زندگی میں شامل کر سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اندازِ تربیت کو روزمرہ زندگی میں اپنا کر معاشرتی اصلاح و تربیت کا باعث بن سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

انبیائے کرام علیہم السلام کی اہم ترین ذمہ داری انسانوں کے اخلاق اور رویوں کی اصلاح ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد اس ذمہ داری کو بخوبی پورا فرمایا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اس قدر اچھے انداز میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تربیت فرمائی کہ وہ معاشرے کے بہترین انسان قرار پائے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اندازِ تربیت کا یہ بنیادی اصول تھا کہ آپ نے خود عمل کر کے دکھایا، اس کے بعد لوگوں نے اس کام کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لیا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اندازِ تربیت کے نمایاں ترین اوصاف حکمت اور بصیرت ہیں۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم جب کسی کی تربیت فرما رہے ہوتے تو مخاطب کی استعداد اور صلاحیت کو سامنے رکھتے۔ بے محل گفت گو نہ فرماتے، موقع محل کا خصوصی لحاظ فرماتے۔

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کسی کی غلطی پر کبھی اس کا سرعام نام لے کر یا بات ٹوک کر تربیت نہ فرماتے بلکہ نام لیے بغیر عمومی انداز میں نصیحت فرما دیتے۔

اگر کبھی غلطی پر فوراً براہِ راست متنبہ کرنے کی ضرورت ہوتی تو انتہائی نرمی اور نہایت محبت کے انداز میں سمجھاتے تاکہ مخاطب حق بات قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو جائے۔ ایک دیہاتی نے مسجد نبوی (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) کے ایک گوشے میں پیشاب کر دیا تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے پانی کا ڈول طلب فرمایا اور مسجد کو پاک کر دیا گیا۔ اس شخص نے دین کی سمجھ آ جانے کے بعد (اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے) فرمایا: میرے ماں باپ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر قربان ہوں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اٹھ کر میرے پاس آئے، مجھے نہ ڈانٹا، نہ برا بھلا کہا، بس یہ فرمایا: یہ مسجد ایسی جگہ ہے کہ اس میں پیشاب نہیں کیا جاتا، یہ تو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز کے لیے تعمیر کی گئی ہے۔ (سنن ابن ماجہ: 529)

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا انداز لوگوں کے ساتھ کس قدر محبت آمیز اور مشفقانہ تھا اس کا اندازہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان سے لگایا جا سکتا ہے، وہ کہتے ہیں: میں دس برس تک حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں رہا، جو کام میں نے جس طرح بھی کر دیا،

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا: کہ یہ کیوں کیا؟ اگر کوئی کام نہ کر سکا تو یہ نہیں فرمایا: یہ کیوں نہیں کیا؟ (صحیح مسلم: 2309)

اصلاح و تربیت کے سلسلہ میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم زیادہ لمبے اور طویل وعظ و نصیحت سے گریز فرماتے تھے، نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم کا یہ حیرت انگیز اعجاز تھا کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم بڑی بڑی باتوں کو مختصر سے جملوں میں بیان کر دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم کو "جوامع الکلم" یعنی جامع کلمات کی خصوصی صفت عطا کی تھی۔

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم مخاطب کے جذبات اور احساسات کے ساتھ اس کے مزاج اور نفسیات کا بھی لحاظ فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم! قیامت کب آئے گی؟ دیکھنے میں یہ ایک معمولی سا سوال تھا جس کا کوئی بھی جواب دے کر بات ختم کر دی جاتی، مثلاً قیامت کی کچھ نشانیاں بتا دی جاتیں، یا آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم فرماتے کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے، مگر آپ نے ایسا نہیں کیا، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم نے جب دیکھا کہ ایک شخص پر قیامت کی فکر طاری ہے اور اس کے بارے میں سوال کر رہا ہے تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم جواب دینے کے بجائے خود سوال کرتے ہیں: تُو نے اس دن کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ (صحیح بخاری: 6167) اس سوال کے ذریعے سے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم نے ایک حقیقت ذہن نشین کرائی کہ اصل مسئلہ یہ نہیں ہے کہ قیامت کب آئے گی بلکہ اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ قیامت کے لیے تم نے کیا تیاری کی ہے؟ اگر قیامت دیر سے بھی آئے مگر ہماری طرف سے کوئی تیاری نہ ہو تو بے کار ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم کی اس خوش اسلوبی نے سائل کو احتسابِ نفس اور اپنے اعمال کا جائزہ لینے پر آمادہ کر دیا۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم ہر بات موقع کی مناسبت سے کرتے تھے۔ اچھے کام پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعریف کرتے اور ان کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ ایک بار ایک شخص نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم سے ملاقات کے لیے آیا، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم نے دیکھا کہ اس کی ہتھیلیوں پر نشانات پڑے ہوئے ہیں، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم نے وجہ دریافت کی تو اس نے کہا: یا رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم میں ایک مزدور آدمی ہوں اور سخت محنت کی وجہ سے یہ نشانات پڑ گئے ہیں، جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم نے یہ بات سنی تو شفقت فرماتے ہوئے اس کے ہاتھ چوم لیے۔ ایسے اقدامات سے مخاطب کے دل میں محبت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں جس سے وہ نہ صرف بات قبول کرنے پر آمادہ ہوتا ہے بلکہ وہ ہر حال میں اس پر گامزن رہتا ہے۔

حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم ہر کام اور ہر معاملے میں تدریج کا اہتمام فرماتے تھے، زیرِ تربیت افراد کی خوبیوں اور خامیوں کا اچھی طرح سے تجزیہ کر کے ایک خامی کو دور کرتے، ایک خوبی کو پروان چڑھاتے، مخاطب کی صلاحیت اور طاقت کے مطابق اسے احکامِ اسلامی کا پابند بناتے، اسی لیے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن روانہ کرتے وقت آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم نے فرمایا: کہ اے معاذ! تم اہلِ کتاب کے پاس جا رہے ہو، تم پہلے انھیں توحید اور رسالت کی دعوت دینا، جب وہ یہ بات مان لیں کہ اللہ ایک ہے اور محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم اس کے رسول ہیں تو پھر انھیں یہ بتانا کہ اللہ نے دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جب وہ اس بات کو بھی تسلیم کر لیں تو پھر انھیں یہ بتانا کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے لی جائے گی اور ان کے فقرا میں تقسیم کر دی جائے گی۔ (صحیح بخاری: 1395)

آج بھی ہم اگر سیرتِ طیبہ کو اپنے لیے مشعلِ راہ بنا لیں تو اس سے ان شاء اللہ ایک صالح اور خوش گوار معاشرہ وجود میں آئے گا اور اس

کے زیرِ سایہ پوری انسانیت کو امن وسکون کی دولت نصیب ہوگی۔ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے اندازِ تربیت میں والدین، اساتذہ کرام اور علماءِ کرام کے لیے راہ نما اصول موجود ہیں۔ جن کو مشعلِ راہ بنا کر وہ نئی نسل کی بہترین تربیت کر سکتے ہیں اور ان کو معاشرے کا ایک کامیاب فرد بنا سکتے ہیں۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی دس سال خدمت کی:

(الف) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ب) حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

(ج) حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (د) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

(ii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا:

(الف) مصر (ب) یمن (ج) شام (د) طائف

(iii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے قیامت کے بارے میں سوال پوچھنے پر فرمایا:

(الف) تمھارا نام کیا ہے؟ (ب) تم نے کیا تیاری کی ہے؟

(ج) تم کس شہر سے ہو؟ (د) تم کیوں پوچھ رہے ہو؟

(iv) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے شفقت سے ہاتھ چومے:

(الف) مزدوری کرنے والے کے (ب) صلہ رحمی کرنے والے کے

(ج) معاف کرنے والے کے (د) سخاوت کرنے والے کے

(v) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم تربیت کے حوالے سے ہر کام اور معاملہ میں اہتمام فرماتے تھے:

(الف) تدریج کا (ب) وعظ ونصیحت کا (ج) تحریر وتقریر کا (د) ذاتی دل چسپی کا

2- مختصر جواب دیں۔

(i) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم مخاطب کے جذبات اور احساسات کے ساتھ اس کے مزاج اور نفسیات کا کس طرح خیال رکھتے تھے؟ مثال دے کر واضح کریں۔

(ii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اصلاح وتربیت کے لیے کس طرح گفت گو فرماتے تھے؟

(iii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کس طرح حوصلہ افزائی فرماتے تھے؟ مثال دے کر واضح کریں۔

3- تفصیلی جواب دیں۔

(i) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے اندازِ تربیت پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

سرگرمیاں

- طلبہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے اندازِ تربیت کی خوبیوں پر مذاکرہ کریں۔
- اساتذہ کرام مثالی تربیت کے اہم عناصر مثلاً خیر خواہی، شفقت ومحبت اور احترام باہمی سے متعلق مذاکرہ کروائیں۔

Web version of PCTB Textbook

باب چہارم

اَخلاق و آداب

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- قرآن وسنّت کی روشنی میں اَخلاقِ حسنہ شکر وقناعت، امانت و دیانت، اخلاص وتقویٰ اور پردہ پوشی کے معنٰی ومفہوم کو جان سکیں۔
- شکر وقناعت، امانت و دیانت، اخلاص وتقویٰ اور پردہ پوشی کی اہمیت اور فضیلت کو سمجھ سکیں۔
- روزمرّہ کے معاملات میں شکر وقناعت، امانت و دیانت، اخلاص وتقویٰ اور پردہ پوشی اختیار نہ کرنے کے نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔
- سیرتِ نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے شکر وقناعت، امانت و دیانت، اخلاص وتقویٰ اور پردہ پوشی کی مثالیں سمجھ کر ان سے عملی زندگی میں سبق حاصل کر سکیں۔
- عملی زندگی میں شکر وقناعت، امانت و دیانت، اخلاص وتقویٰ اور پردہ پوشی کے معاشرتی فوائد وثمرات سے استفادہ کر سکیں۔
- شکر وقناعت، امانت و دیانت، اخلاص وتقویٰ اور پردہ پوشی کی مثالوں سے سبق حاصل کر سکیں۔
- عملی زندگی کے معاملات میں شکر وقناعت، امانت و دیانت، اخلاص وتقویٰ اور پردہ پوشی کا مظاہرہ کر سکیں۔
- شکر وقناعت، امانت و دیانت، اخلاص وتقویٰ اور پردہ پوشی کی صفات کو اپنا کر ایک مثالی مسلمان بن کر معاشرے کی خدمت کر سکیں۔
- روزمرّہ زندگی میں دوسروں کے عیبوں کی پردہ پوشی کر کے معاشرے کو امن وآشتی کا گہوارہ بنا سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

(1) شکر وقناعت

شکر کا لغوی معنٰی احسان ماننا، قدر پہچاننا اور محسن کا احسان مانتے ہوئے اس کا صلہ ادا کرنا ہے۔ قناعت کا معنٰی قسمت پر راضی رہنا ہے۔ اصطلاحی معنٰی میں قناعت سے مراد یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو رزق دیا جا رہا ہے اس پر راضی رہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اگر تم شکر کرو گے تو یقیناً میں تمھیں اور زیادہ عطا فرماؤں گا۔ (سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْم :7)

نبیِ کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے کہ وہ انسان کامیاب و بامراد ہو گیا جو مسلمان ہو گیا اور اسے گزر بسر کے بقدر روزی ملی اور اللہ تعالیٰ نے اسے جو دیا، اس پر قناعت کی توفیق بخشی۔ (صحیح مسلم:1054)

قناعت کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ انسان اسباب کی تلاش ہی چھوڑ دے، بلکہ کوشش کرتا رہے اور محنت کے بعد جو مل جائے، اس پر راضی رہے۔ نبیِ کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص کو کوئی چیز ملے اور وہ اس کا تذکرہ کرے تو اس نے اس کا شکر ادا کر دیا اور جس نے اسے چھپایا تو اس نے ناشکری کی'' (سنن ابی داود:4814)

ایک دوسرے مقام پر شکر کے اجر کے متعلق نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

"کھانا کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والا (اجر و ثواب میں) صبر کرنے والے روزے دار کے برابر ہے۔" (جامع ترمذی:2486)

آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ شکر گزاری کا عملی نمونہ تھے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیبہ سے شکر اور قناعت کی مختلف صورتوں کی جھلک نظر آتی ہے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو جب بھی کوئی نعمت حاصل ہوتی تو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ فوراً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے۔

عملی زندگی میں شکر گزار بننے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان مال، حسن و جمال، رزق اور دیگر نعمتوں میں اپنے سے کم تر درجے والے کو دیکھے، تاکہ اسے احساس ہو کہ مجھے میرے رب نے زیادہ عطا کیا ہے۔ یہی جذبات اس کو شکر کی طرف لے آتے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے خالق و مالک کا شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے محسن اور خیر خواہ لوگوں کا بھی شکر ادا کریں، کیوں کہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا، اس نے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا" (جامع ترمذی:1955)

انسانوں کے شکریہ کا بہترین طریقہ ان کی نیکی اور بھلائی کے جواب میں جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا کہنا ہے۔

نبیِ کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"جس شخص کے ساتھ کوئی بھلائی کی گئی اور اس نے بھلائی کرنے والے سے جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا (اللہ تعالیٰ تم کو بہتر بدلہ دے) کہا، اس نے اس کی پوری پوری تعریف کردی۔ (جامع ترمذی:2035)

(2) امانت و دیانت

امانت و دیانت سے مراد کسی بھی شے اور کام کو اس کے درست تقاضوں کے مطابق انجام دینا ہے۔ امانت و دیانت کا تعلق صرف مال سے نہیں ہے، بلکہ اسلام میں اس کا تصور نہایت وسیع ہے اور امانت و دیانت کا تعلق زندگی کے ہر شعبے سے ہے۔ سب سے بڑی امانت داری خالقِ کائنات سے انسانوں کا وہ عہد ہے جس کو پورا کرنے کے لیے انسان کو دنیا میں بھیجا گیا ہے، باقی تمام امانتیں اسی بنیادی تصور سے وابستہ ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائی بھی ان میں شامل ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"بے شک اللہ تعالیٰ تمھیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اُن کے حق داروں کے سپرد کرو۔" (سُوْرَةُ النِّسَآء:58)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "اس شخص کا کوئی ایمان نہیں جو امانت دار نہیں۔" (مسند احمد:12410)

امانتوں کی ادائی کا سلسلہ حکمرانِ وقت سے شروع ہو کر ایک خادم تک آتا ہے، حکمران اپنے فرائض ادا کریں، رعایا کی حفاظت کریں، عدل قائم کریں اور اہل لوگوں کو ذمہ داریاں سونپیں، علما، دینِ حق لوگوں کو پہنچانے کی امانت ادا کریں، مال دار اپنے مالوں میں سے غریبوں کی مدد کا حق ادا کریں، ملازمت پیشہ افراد دفاتر میں اپنے اوقات کی پابندی کریں، یہ سب امانت و دیانت کی صورتیں ہیں۔

Web version of PCTB Textbook

نبیِ کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

"امانت کا تقاضا یہ ہے کہ جس کی امانت ہے، اس کو ادا کر دی جائے اور جو خیانت کرے، اس کے ساتھ بھی خیانت نہ کی جائے۔"
(جامع ترمذی:1264)

نبیِ کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ امانت داری کا عملی نمونہ تھے، اس لیے دشمن بھی آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے۔ ہجرتِ مدینہ کی رات تک اہلِ مکّہ کی امانتیں آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے پاس تھیں جو آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت علی المرتضیٰ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ کے حوالے کیں اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

انسان کی زندگی ایک بہت بڑی امانت ہے، اسی وجہ سے اپنی زندگی کو بھی ختم کرنے کا اختیار انسان کے پاس نہیں ہے۔ اپنے جسم کو جان بوجھ کر کسی قسم کا نقصان پہنچانا یا خود کشی کرنا حرام ہے۔

کسی کے راز کو افشا نہ کرنا بھی امانت داری ہے۔ مشورہ بھی امانت ہوتا ہے، لہٰذا ہمیشہ کسی کو اچھا مشورہ دینا چاہیے اگر کوئی شخص کسی کے پاس کوئی چیز امانت رکھواتا ہے تو امین اس امانت کو استعمال نہیں کر سکتا۔ مجلس میں جو بات کہی جائے، وہ اس مجلس کی امانت ہے۔ اہلِ مجلس کی اجازت کے بغیر مجلس کی باتوں کو دوسروں سے بیان کرنا اور پھیلانا جائز نہیں، رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"جب کوئی آدمی تم سے کوئی بات بیان کرے پھر (اسے راز میں رکھنے کے لیے) دائیں بائیں مڑ کر دیکھے تو وہ بات تمھارے پاس امانت ہے۔" (جامع ترمذی:1959)

اگر انسان ایک دوسرے کے ساتھ امانت و دیانت والے معاملات کرتے رہیں گے تو معاشرہ پرسکون رہے گا، لوگوں میں اعتماد کی فضا بحال رہے گی، بد دیانتی اور دھوکا دہی سے انسانی معاشروں میں بداعتمادی اور انتشار جیسے منفی رجحانات فروغ پاتے ہیں اور انسان کی تخلیق کے مقاصد پورے نہیں ہوتے اور انسان نہ صرف اشرف المخلوقات کے عظیم مرتبے سے نیچے گر جاتا ہے، بلکہ جنت جیسی دائمی نعمت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔

(3) اِخلاص و تقویٰ

اِخلاص کا معنیٰ ہے، خالص بنانا، صاف کرنا۔ اِخلاص سے مراد ہر عمل کا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہونا ہے۔ قرآنِ مجید میں نیکی کی قبولیت کی شرط اِخلاص کو قرار دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور اُنھیں یہی حکم دیا گیا تھا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اس کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے بالکل یک سُو ہو کر۔
(سُوْرَةُ الْبَيِّنَة :5)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: "تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔" (صحیح بخاری:1)

Web version of PCTB Textbook

تقوٰی کا لفظی معنٰی ہے: ڈرنا، پرہیزگاری اختیار کرنا۔ تقوٰی انسان کے دل کی ایسی حالت کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کے ڈر کی وجہ سے اسے نیکی پر آمادہ کرتی ہے اور گناہ سے روکتی ہے۔

تقوٰی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار مقامات پر ایمان والوں کو مخاطب کر کے تقوٰی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ قرآن مجید میں عزّت کا معیار تقوٰی کو قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں زیادہ عزّت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو۔ (سُوْرَۃُ الْحُجُرٰتِ: 13)

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے تقوٰی کا اصل مقام دل کو قرار دیا۔ گویا اگر دل میں تقوٰی ہے تو انسان کے اَعمال بھی درست ہوں گے اور اگر دل تقوٰی کی دولت سے محروم ہے تو اَعمال بھی بگاڑ کا شکار ہو جائیں گے۔ جب انسان میں تقوٰی پیدا ہوتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ اِخلاصِ نیت کی صورت میں نکلتا ہے۔

اہلِ مکہ نے رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو مال و دولت اور سرداری کی پیش کش کی۔ لیکن آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اِن تمام چیزوں کو ٹھکرا دیا تو اہلِ مکہ نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے چچا حضرت ابو طالب سے کہا کہ وہ آپ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو اسلام کی تبلیغ سے روکیں۔ جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے چچا نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے اس بارے میں بات کی تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اُن سے فرمایا:

”چچا جان! اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند (بھی) رکھ دیں کہ میں یہ کام چھوڑ دوں، تب بھی میں دعوتِ دین سے باز نہیں آؤں گا یہاں تک کہ اللہ اس دین کو غالب کر دے یا اسی راہ میں میری جان چلی جائے۔“

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اخلاص و تقویٰ اور دل جمعی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نماز میں رات بھر کھڑے رہے یہاں تک کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے دونوں پاؤں سوج گئے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف کر دی ہیں۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ (صحیح بخاری: 4836)

اِخلاص و تقوٰی اختیار کرنے سے اَعمال قبول بھی ہوں گے اور اُن کی لذّت میں بھی اِضافہ ہوگا۔ جب انسان نیکی کا عمل اِخلاص و تقوٰی کے ساتھ کرتا ہے تو اُس کے لیے نیکی کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ جب کوئی نیکی لوگوں کو دکھانے کے لیے کی جاتی ہے تو وہ مشکل لگتی ہے، اُس کی لذّت ختم ہو جاتی ہے۔

Web version of PCTB Textbook

(4) پردہ پوشی

پردہ پوشی کا معنٰی ہے: کسی کے عیبوں پر پردہ ڈالنا۔ دین اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہم کسی کے عیب جاننے کی کوشش نہ کریں۔ اگر ہمیں کسی کا عیب معلوم ہو جائے تو اسے چھپانے کی کوشش کریں، نہ اس شخص کو طعنہ دیں اور نہ اس کا مذاق اُڑائیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں لوگوں کے عیب تلاش کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور نہ (کسی کے متعلق) جاسوسی کرو۔ (سُوْرَۃُ الْحُجُرٰتِ:12)

اسی طرح کسی کے عیب اچھالنے اور اسے طعنہ دینے کو سخت گناہ قرار دیا گیا ہے۔ پردہ پوشی کرنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم نے دوسروں کے عیبوں پر پردہ ڈالنے کو بہت بڑی نیکی قرار دیا ہے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص کسی مسلمان کے عیب چھپائے، اللہ قیامت کے دن اس کے عیب چھپائے گا۔ (صحیح بخاری:2442)

ہمیں دوسروں کے عیبوں پر پردہ ڈالنا چاہیے۔ لیکن اگر کوئی ایسا اجتماعی جرم ہے جس سے معاشرے کے افراد کا انفرادی یا اجتماعی نقصان ہو رہا ہو تو اجتماعی مفاد کا خیال رکھتے ہوئے متعلقہ لوگوں کو آگاہ کر دینے کو بھی اسلام قدر اور تحسین کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

پردہ پوشی صرف دوسرے شخص کے عیب ہی کی نہیں ہوتی بلکہ انسان کا خود اپنے عیب چھپانا بھی پردہ پوشی میں شامل ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میری تمام امت کو (گناہوں پر) معافی ملے گی سوائے ان لوگوں کے جو (اپنے گناہوں کا) اعلان کرنے والے ہیں۔ (صحیح بخاری: 6069)

ایک مرتبہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم منبر پر تشریف لائے بلند آواز سے لوگوں کو پکارا اور ارشاد فرمایا:

مسلمانوں کو تکلیف مت دو، ان کو عار مت دلاؤ اور ان کے عیب تلاش نہ کرو، اس لیے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرتا ہے اللہ اس کے عیب تلاش کرتا ہے اور اللہ جس کے عیب تلاش کرتا ہے اسے ذلیل و رُسوا کر دیتا ہے۔ (جامع ترمذی:2032)

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک بوڑھے شخص کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ شراب پیتا ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کا یہ عیب کسی کو نہ بتایا۔ پھر کچھ عرصے بعد وہ شخص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے بتایا کہ میں اس عمل سے توبہ کر چکا ہوں اور شراب چھوڑ دی ہے۔

دورِ حاضر کے جدید میڈیا پر عموماً پردہ پوشی کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ جو چیز انسان دیکھتا ہے اس کو بغیر تحقیق کیے فوراً دوسرے لوگوں تک پہنچانا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اس طرح وہ دو طرح کے گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہے۔ ایک گناہ جھوٹی خبر پھیلانے کا اور دوسرا گناہ دوسروں کے عیب اچھالنے کا۔ موبائل اور باہمی رابطہ کے جدید ذرائع کے استعمال پر پردہ پوشی کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے تاکہ یہ چیزیں ہمارے لیے رحمت بنیں نہ کہ زحمت۔

پردہ پوشی اختیار نہ کرنے کے بہت سے دُنیوی اور اخروی نقصانات ہیں۔ اس سے معاشرے میں بے چینی بڑھتی ہے۔ باہم نفرت پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ دُشمنی کی فضا بھی پروان چڑھتی ہے۔

Web version of PCTB Textbook

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) کھانا کھا کر شکر ادا کرنے والے کا اجر برابر ہے:

(الف) روزے دار کے (ب) مجاہد کے (ج) مسافر کے (د) سخی کے

(ii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے حکم سے کفارِ مکہ کو امانتیں واپس لوٹائیں:

(الف) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ب) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

(iii) (ج) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے (د) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

(iv) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے تقویٰ کا اصل مقام قرار دیا:

(الف) سوچ کو (ب) دماغ کو (ج) زبان کو (د) دل کو

(v) پردہ پوشی جائز نہیں:

(الف) بے نمازی کی (ب) اجتماعی جرم کی (ج) گناہ گار کی (د) منافق کی

2- مختصر جواب دیں۔

(i) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی شکر گزاری کی ایک مثال تحریر کریں۔

(ii) بد دیانتی اور دھوکا دہی کے کوئی سے دو نقصانات تحریر کریں۔

(iii) رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے اِخلاص و تقویٰ کی ایک مثال بیان کریں۔

(iv) پردہ پوشی کے حوالے سے دورِ حاضر میں میڈیا کی کیا ذمہ داری ہے؟

3- تفصیلی جواب دیں۔

(i) درجِ ذیل پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

- شکر و قناعت • امانت و دیانت • اخلاص و تقویٰ • پردہ پوشی

سرگرمیاں

- رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے اُسوۂ حسنہ میں پردہ پوشی سے سبق حاصل کرتے ہوئے سوشل میڈیا پر کردار کُشی کرنے کے گناہ اور نقصانات کے متعلق مذاکرہ کریں۔
- اساتذہ کرام طلبہ کو رسولِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے اُسوہ حسنہ سے سبق میں مذکور صفات کے حوالے سے واقعات سنائیں جو سبق میں شامل نہ ہوں۔
- اساتذہ کرام طلبہ کو مناسب طریقے سے سمجھائیں کہ وہ اپنے ماں باپ سے اپنے دل کی ہر بات کریں۔ اگر کسی شخص کا رویہ یا میل جول انھیں مناسب نہ لگے تو اس کا تذکرہ بھی اپنے والدین سے کریں۔

Web version of PCTB Textbook

بُری عادات سے اِجتناب

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- قرآن وسنّت کی روشنی میں تکبّر، حسد، جھوٹ، غیبت اور بہتان کا مفہوم جان سکیں۔
- تکبّر، حسد، جھوٹ، غیبت اور بہتان کی مذمت اور وعید کو جان سکیں۔
- اُسوۂ رسولِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے تکبّر، حسد، جھوٹ، غیبت اور بہتان کے بارے میں تعلیمات جان سکیں۔
- رشک اور حسد میں فرق کر سکیں۔
- تکبّر، حسد، جھوٹ، غیبت اور بہتان سے ہونے والے نقصانات کا جائزہ لے کر عملی زندگی میں ان سے محفوظ رہ سکیں۔
- تکبّر کی وجہ سے ابلیس کے مردود ہو جانے کے قرآنی واقعات سے سبق سیکھ سکیں۔
- اس بات کا ادراک کر سکیں کہ تکبّر، حسد، جھوٹ، غیبت اور بہتان باہمی تعلقات کی خرابی اور معاشرتی بگاڑ کی جڑ ہیں۔
- تکبّر، حسد، جھوٹ، غیبت اور بہتان کے دنیوی واُخروی نقصانات کو جان کر ان سے اجتناب کر سکیں۔
- روز مرّہ معاملات میں تکبّر، حسد، جھوٹ، غیبت اور بہتان سے بچتے ہوئے معاشرے کو ان رذائل سے پاک کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کر سکیں۔
- سیرتِ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سیرتِ اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جھوٹ سے بچنے اور سچ کو اختیار کرنے کی مثالیں جان سکیں۔

(1) تکبُّر

تکبُّر حق کی مخالفت اور دوسرے لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے۔ انسان کی باطنی بیماریوں میں تکبر بہت بُری اور بڑی بیماری ہے۔ اس بیماری میں مبتلا شخص کو متکبّر اور مغرور کہا جاتا ہے، اس طرح کا شخص گویا کہ خود کو دھوکا دے رہا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں تکبُّر کرنے والوں سے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ۝

ترجمہ: بے شک وہ تکبُّر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (سُوْرَةُ النَّحْلِ: 23)

تکبُّر کی تین مختلف صورتوں میں سرفہرست اللہ تعالیٰ کے ساتھ خود کو شریک ٹھہرانا ہے، جیسے فرعون اور نمرود نے ربّ ہونے کا دعویٰ کیا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ انبیا کرام و رسل عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کے مقابلے میں خود کو بڑا سمجھا جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کی گئی ان معصوم شخصیات سے بغض رکھا جائے اور ان کی اطاعت و پیروی نہ کی جائے۔ جس طرح بعض اہلِ مکہ نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی نبوت کا صرف اس لیے انکار کیا کہ بنو ہاشم کے خاندان میں جناب عبد اللہ کے گھر پیدا ہونے والا ایک یتیم بچہ بڑا ہو کر کس طرح نبوت کا دعوے دار ہو سکتا ہے؟ تکبُّر کی تیسری صورت یہ ہے کہ دوسرے انسانوں سے اپنی ذات کو افضل قرار دیا جائے اور انسانی مساوات کے تصوّر کو بھی قبول نہ کیا جائے۔

انسان کثرتِ علم، عبادت و ریاضت، مال و دولت، حسب و نسب، عہدہ و منصب، کامیابی و کامرانی، حُسن و جمال اور طاقت و قوّت کی وجہ سے تکبُّر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ تکبّر کرنے والا شخص جنت میں داخل نہیں ہو گا۔

ارشادِ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم ہے:

جس شخص کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی تکبر ہو گا، وہ جنّت میں داخل نہیں ہو گا۔ (صحیح مسلم: 91)

Web version of PCTB Textbook

غرور و تکبّر کی مختلف صورتیں ہیں، جیسے حق بات کا انکار کرنا، دوسروں کو حقیر جاننا اور زمین پر اکڑ اکڑ کر چلنا، کپڑے زمین پر گھسیٹتے ہوئے چلنا، اپنے سے کم مال و دولت والے کے پاس بیٹھنے سے نفرت کرنا، اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کو نا پسند کرنا اور اپنے آپ کو دوسروں سے افضل سمجھنا جیسا کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے باوجود حضرت آدم علیہ السّلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب (فرشتوں) نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اس نے انکار کیا اور تکبّر کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔ (سُوْرَۃُ البقرۃ:34)

تکبّر کی وجہ سے انسان نہ صرف جھوٹ، غیبت، اور خود پسندی جیسی اخلاقی برائیوں کا شکار ہو جاتا ہے بلکہ وہ اطمینانِ قلب جیسی عظیم نعمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ تکبّر سے محفوظ رہنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کریں اور انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کی تعلیمات پر عمل کریں، تاکہ ہم دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو سکیں اور ہمارا معاشرہ امن و سلامتی کا گہوارہ بن سکے۔

(2) حَسَد

حَسَد سے مراد وہ کیفیت ہے، جس میں ایک انسان کسی دوسرے کے پاس اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمت پر خوش نہیں ہوتا، بلکہ یہ خیال کرتا ہے کہ کاش اس کے پاس یہ نعمت نہ ہوتی یا کاش دوسرے سے یہ نعمت چھین لی جائے، لیکن اگر کوئی شخص یہ سوچتا ہے کہ جو نعمت دوسرے کسی شخص کے پاس ہے، کاش میرے پاس بھی ہوتی تو اس کو رشک کرنا کہتے ہیں۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حسد سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"حسد سے بچو، حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے، جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔" (سنن ابی داؤد:4903)

رشک کرنا حرام نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں اور کسی کی اچھی عادت اور عمل کو رشک کی نگاہ سے دیکھنا جائز ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے رشک کے جائز ہونے کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

"رشک کے قابل تو دو ہی آدمی ہیں: ایک وہ جسے اللہ نے قرآن دیا اور وہ اس کی دن رات تلاوت کرتا رہتا ہے۔
اور دوسرا وہ جسے اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اسے اللہ کی راہ میں دن رات خرچ کرتا رہا۔" (صحیح بخاری:7529)

حسد کا تعلق دل سے ہے افعال سے نہیں ہے لہٰذا جو شخص کسی بھی مسلمان کی برائی چاہے، وہ حاسد ہے۔ بعض اوقات انسان اس حد تک گر جاتا ہے کہ حسد کی وجہ سے قتل و غارت پر بھی اتر آتا ہے۔ جس طرح قابیل نے حسد کرتے ہوئے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا تھا۔ حاسد اپنی تخلیق کا مقصد بھی کھو بیٹھتا ہے اور مایوسی کی دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے، جیسا کہ یہودِ مدینہ محض حسد کی وجہ سے رسولُ اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لانے سے محروم رہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ رات کو سونے سے پہلے حَسَد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ کر سوتے تھے، آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ النّاس) اور آیۃ الکرسی پڑھتے اور اپنے ہاتھ پر پھونک مار کر پورے جسم پر مل لیتے تھے۔ (صحیح بخاری:5748)

Web version of PCTB Textbook

(3) جھوٹ

جھوٹ سے مراد ایسی بات یا دعویٰ ہے جو حقیقت کے خلاف ہو اور اُسے جان بوجھ کر کسی کو گمراہ کرنے یا دھوکہ دینے کی غرض سے بیان کیا جائے۔ تمام مہذّب معاشروں اور آسمانی تعلیمات میں جھوٹ کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿٣٠﴾ (سورۃ الحج:30) ترجمہ: ''اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔''

اسلام ہمیشہ سچ بولنے کا حکم دیتا ہے۔ انسان کا کسی بات کو اس کی اصل حقیقت کے مطابق بیان کرنا سچائی کہلاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سچ بولنے والے مردوں اور سچ بولنے والی عورتوں سے مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔ سچائی نیکی کا راستہ دکھاتی ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے۔ جھوٹ بولنا منافق کی نشانی ہے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے پوچھا ''کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے؟'' آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا: ''جی ہاں!'' پھر پوچھا گیا ''کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟'' آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا: ''جی ہاں!'' پھر سوال ہوا کہ ''کیا مومن جھوٹا ہوسکتا ہے؟'' آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا: ''نہیں مومن جھوٹا نہیں ہوسکتا'' (مؤطا امام مالک:19)

جھوٹی سفارش کرنا، مذاق میں جھوٹ بولنا، کسی پر جھوٹا مقدمہ بنا دینا، کوئی چیز فروخت کرتے ہوئے جھوٹ بولنا، کسی کی غلط حاضری لگانا، جھوٹی درخواست دینا، جعلی میڈیکل سرٹیفیکیٹ دینا، موبائل یا سوشل میڈیا کے ذریعے سے جھوٹی بات کی تشہیر کرنا اور اس طرح کی دیگر تمام چیزیں جھوٹ میں داخل ہیں۔

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم تجارت اور دیگر معاملاتِ زندگی میں اس قدر سچائی اور دیانت داری سے کام لیتے کہ اہلِ عرب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو صادق اور امین کے لقب سے یاد کرتے تھے۔

اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمیشہ سچ بولتے تھے اور جھوٹ سے شدید نفرت کرتے تھے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے فیض یافتہ یہ لوگ جھوٹ سے کس قدر اجتناب کرتے تھے، اس کا اندازہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان سے ہوسکتا ہے، وہ فرماتے تھے:

ترجمہ: ''اللہ کی قسم! ہم کبھی بھی جھوٹ نہ بولتے تھے اور ہمیں تو معلوم ہی نہ تھا کہ جھوٹ ہوتا کیا ہے۔''

جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ جھوٹ کے چند نقصانات درج ذیل ہیں:

- اللہ تعالیٰ جھوٹے آدمی کی دعا قبول نہیں فرماتا اور نہ اس کے رزق میں برکت فرماتا ہے۔
- جھوٹ بولنے والے کو نہ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور نہ ہی لوگ پسند کرتے ہیں۔
- جھوٹ بولنے والا معاشرے میں اپنی عزّت کھو دیتا ہے۔
- جھوٹ بولنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہتا ہے۔
- جھوٹ بولنے والے کو اپنی ذات پر بھی اعتماد نہیں رہتا اور وہ اپنی ہی نظروں میں گر جاتا ہے۔

ہمیں اپنی زندگی کا یہ اصول بنانا چاہیے کہ ہمیشہ سچ بولیں اور سچ کا ساتھ دیں اور جھوٹ سے اجتناب کریں۔

Web version of PCTB Textbook

(4) غیبت اور بہتان

غیبت اور بہتان کا معنیٰ ہے: کسی کی غیر موجودگی میں اس کی برائی بیان کرنا۔ اگر وہ برائی اس میں موجود ہو تو اسے غیبت کہتے ہیں اور اگر وہ برائی اس میں موجود نہ ہو تو اسے بہتان کہتے ہیں۔ بہتان غیبت سے بھی بڑا گناہ ہے۔

کسی پر جھوٹا الزام لگانا بھی بہتان ہے۔ اسے تہمت لگانا بھی کہتے ہیں۔ اسلام کے عدالتی نظام میں کسی پر تہمت لگانا بہت بڑا جرم ہے، تہمت لگانے والے پر اسی کوڑوں کی سزا نافذ ہوتی ہے۔

کسی کی جسمانی یا عملی کمزوری، رنگ، نسل، خاندان یا پیشے کی بنیاد پر اسے طعنہ دینا یا اس کی غیبت کرنا سخت گناہ ہے۔ ہر انسان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ جب کسی کی جسمانی کمزوری یا شکل و صورت کی بنیاد پر تحقیر کی جاتی ہے تو گویا اللہ تعالیٰ کی تخلیق پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے قرآنِ مجید میں غیبت کرنے اور طعنہ دینے والے کے لیے ہلاکت کا اعلان کیا گیا ہے کسی کے سامنے اس کی برائی بیان کرنے کو طعنہ اور طنز کہتے ہیں۔ کسی کو طعنہ دینا اور اس پر طنز کرنا بھی حرام ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ہر ایسے شخص کے لیے ہلاکت ہے جو (آمنے سامنے) طعنہ دینے والا (اور پیٹھ پیچھے) عیب نکالنے والا ہو۔ (سُوْرَۃُ الْھُمَزَۃِ: 01)

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں غیبت کو حرام قرار دیا ہے اور اسے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے۔

قرآن مجید میں سب سے زیادہ سخت مثال غیبت کی بیان کی گئی ہے، کیوں کہ یہ ایک ایسا گناہ ہے جس کی وجہ سے معاشرے میں بہت سی اخلاقی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

نبی کریم خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: مسلمانوں کی بدگوئی نہ کیا کرو اور نہ ان کے عیب تلاش کرنے کی کوشش کرو۔ بلاشبہ جو ان کے عیب تلاش کرنے کی کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ بھی اس کے عیب تلاش کرے گا، اور جس کے عیب اللہ تعالیٰ تلاش کرے گا تو اسے اس کے گھر کے اندر رسوا کر دے گا۔ (سنن ابی داؤد: 4880)

ایک مرتبہ نبی کریم خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ان دو لوگوں کو عذاب ہو رہا ہے اور عذاب بھی کسی بڑے کام کی وجہ سے نہیں ہو رہا۔ ان میں سے ایک کو تو اس لیے عذاب ہو رہا ہے کہ پیشاب کرتے ہوئے پاکی کا خیال نہیں رکھتا تھا اور دوسرے کو اس لیے عذاب ہو رہا ہے کہ وہ لوگوں کی غیبت کرتا تھا۔ (سنن ابن ماجہ: 349)

غیبت سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہم زبان کی حفاظت کریں۔ ہمارے دل میں یہ یقین ہونا چاہیے کہ ہمیں قیامت کے دن اپنے ہر قول و فعل کا حساب دینا ہوگا۔

غیبت سے بچنے کے لیے ہمیں ایسے لوگوں کی صحبت سے دور رہنا چاہیے جو ہر وقت غیبت میں اور دوسروں کی برائیاں بیان کرنے میں مشغول رہتے ہیں۔

Web version of PCTB Textbook

غیبت اور بہتان کی وجہ سے معاشرے میں کینے اور دشمنی کو فروغ ملتا ہے، ایک دوسرے کے بارے میں دل میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔ دورِ حاضر میں بہت سے لوگ غیبت کی خوف ناک آفت کی لپیٹ میں ہیں۔ اس گناہ کی وجہ سے آج گھر میدانِ جنگ بنے ہوئے ہیں۔ خاندانوں، محلوں اور بازاروں میں نفرت کی دیواریں کھڑی ہوگئی ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اس گناہ سے مکمل پرہیز کریں، نہ غیبت کریں اور نہ ہی سنیں۔ اس طرح ہمارا وقت بھی بچے گا اور ہمارا دل بھی پرسکون رہے گا، دل میں دوسروں کے لیے نفرت کے جذبات پیدا نہیں ہوں گے اور ہم آخرت کے عذاب سے بھی محفوظ رہیں گے۔

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا:

(الف) تکبّر کی وجہ سے (ب) مال و دولت کی وجہ سے

(ج) کثرتِ علم کی وجہ سے (د) فرشتوں کا سردار ہونے کی وجہ سے

(ii) یہودِ مدینہ کی نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم پر ایمان نہ لانے کی وجہ تھی:

(الف) حسد (ب) مال و دولت (ج) غرور (د) لاعلمی

(iii) حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے مطابق منافق کی ایک نشانی یہ بھی ہے:

(الف) جھوٹ بولنا (ب) سچ بولنا (ج) کنجوسی کرنا (د) بغاوت کرنا

(iv) قرآنِ مجید میں مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی گئی ہے:

(الف) غیبت کو (ب) جھوٹ کو (ج) سود کو (د) تکبر کو

2۔ مختصر جواب دیں۔

(i) تکبُّر کے کوئی سے دو نقصانات بیان کریں۔

(ii) رشک اور حسد میں فرق واضح کریں۔

(iii) جھوٹ کی چار مختلف صورتیں تحریر کریں۔

(iv) "غیبت اور بہتان باہمی تعلقات کی خرابی اور معاشرتی بگاڑ کی جڑ ہیں" وضاحت کریں۔

3۔ درج ذیل پر نوٹ لکھیں۔

- تکبرّ
- حسد
- جھوٹ
- غیبت اور بہتان

سرگرمیاں

- تکبرّ، حسد، جھوٹ، غیبت اور بہتان کی ممانعت پر قرآنی آیات اور مستند احادیث مبارکہ مع ترجمہ چارٹ پر لکھ کر کمرا جماعت میں آویزاں کریں۔
- اساتذہ کرام طلبہ کو عملی زندگی سے مثالیں دیں کہ تکبرّ، حسد، جھوٹ، غیبت اور بہتان سے بچتے ہوئے وہ کس طرح دوسروں کے ساتھ خلوص اور خیر خواہی کا رویّہ اپنا سکتے ہیں۔

Web version of PCTB Textbook

(5) جادو، فال اور توہم پرستی

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- ستاروں اور فال کے ذریعے سے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی کے معنیٰ و مفہوم سے آگاہ ہو سکیں۔
- قرآن و سنّت کی روشنی میں ستاروں کے ذریعے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی کے فتنوں کے بارے میں شرعی احکام جان سکیں۔
- جادو سیکھنے، سکھانے، کرنے اور کروانے کی ممانعت سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- پُر اُمید رہنے اور نیک شگون لینے کی اہمیت جان سکیں۔
- ستاروں اور فال کے ذریعے سے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی کے معاشرے پر ہونے والے نقصانات کا فہم حاصل کر سکیں۔
- ستاروں اور فال کے ذریعے سے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی کی مختلف صورتوں اور ان کے تدارک کا جائزہ لے سکیں۔
- ستاروں اور فال کے ذریعے سے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی کی اپنے معاشرے میں موجود مختلف صورتوں کی نشان دہی کر سکیں۔
- قرآن و سنّت کی روشنی میں جادو، ستاروں کے ذریعے سے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی کی مذمت سے آگاہ ہو کر روزمرہ زندگی میں اس سے اجتناب کر سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

توہم پرستی کا معنیٰ ہے: بغیر کسی شرعی یا عقلی دلیل کے کسی نظریے یا خیال کو اپنا لینا۔ توہم پرستی کی ایک صورت بدشگونی بھی ہے۔ کسی چیز، دن یا مہینے کو بُرا سمجھنا بدشگونی کی مثالیں ہیں۔ فال وغیرہ کے ذریعے سے قسمت کا حال جاننے کی کوشش کرنا بھی توہم پرستی ہی ہے۔

ظاہری اسباب میں اثر پیدا کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔ کسی چیز، دن یا مہینے کو منحوس سمجھنا، بدشگونی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر کوئی بھی چیز انسان کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ نفع و نقصان کا اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ جب وہ خیر پہنچانا چاہے تو کوئی شر نہیں پہنچا سکتا اور اگر وہ کوئی مصیبت نازل کر دے تو کوئی اسے دور نہیں کر سکتا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور اگر اللہ تمھیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اسے دور فرمانے والا نہیں اور اگر وہ تمھارے ساتھ خیر کا ارادہ فرمائے تو اس کے فضل کو کوئی ہٹانے والا نہیں وہ اِس (فضل) کو اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے پہنچاتا ہے اور وہ بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ (سُوْرَۃُ یُوْنُس:107)

انسان کو جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ اس کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے۔ جو لوگ دین کے علم سے محروم ہیں وہ توہم پرستی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کسی انسان، جانور، دن یا مہینے کو منحوس سمجھنا جہالت اور توہم پرستی ہے۔ جو لوگ صفر کے مہینے کو منحوس سمجھتے ہیں وہ دراصل خام خیالی کا شکار ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں بھی لوگ صفر کے مہینے کو منحوس سمجھتے تھے۔ مستقبل کے حالات جاننے اور مستقبل کے کام بنانے کے لیے ستاروں کی چال، فال یا جادو ٹونے وغیرہ کا استعمال اسلام میں حرام ہے۔

مستقبل میں اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے کے لیے رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے استخارہ کی تعلیم دی ہے۔ جس کا مسنون

طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نفل نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے کی دعا کی جائے۔

اسلام نے جیسے توہم پرستی سے منع کیا ہے اسی طرح بدشگونی اور بدفالی سے بھی منع کیا ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:
جو شخص نجومی کے پاس جائے، اس سے کوئی بات پوچھے تو اس کی چالیس راتوں تک نماز قبول نہ ہوگی۔ (صحیح مسلم:5821)

اسلامی تعلیمات میں بدشگونی کی اجازت نہیں ہے، یعنی کسی انسان، جانور، چیز یا وقت سے بدشگونی لینا درست نہیں ہے۔ البتہ نیک شگون یا نیک فال لینا درست ہے۔ انسان کو ہمیشہ پر امید رہنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنا چاہیے کیوں کہ اللہ تعالیٰ بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق معاملہ فرماتا ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: بدشگونی کی کوئی اصل نہیں البتہ نیک فال لینا کچھ بُرا نہیں ہے۔ (صحیح بخاری:5754)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب کسی کے دل میں کوئی چیز کھٹکے تو اسے چاہیے کہ وہ یہ الفاظ کہے:

''اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُكَ وَلَا طَيْرَ اِلَّا طَيْرُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ'' (مسند احمد:7045)

اے اللہ! آپ کی طرف سے نازل کی جانے والی خیر کے علاوہ کوئی خیر نہیں اور آپ کے شگون کے علاوہ کوئی شگون نہیں اور آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

جادو ایک حقیقت ہے، جس میں بعض اوقات دوسروں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے اور بعض اوقات لوگوں کی نظروں اور عقلوں کو بند کر دیا جاتا ہے۔ جادوگر چیزوں کی حقیقت کو نہیں بدلتا، البتہ خیال پر قبضہ کر لیتا ہے۔ اسلام میں جادو کرنے، کرانے کو سخت گناہ قرار دیا گیا ہے۔ جادو وغیرہ سے محفوظ رہنے کے لیے سُوْرَةُ الْفَلَقِ اور سُوْرَةُ النَّاسِ پڑھنے اور عجوہ کھجور کھانے کی تعلیم دی گئی ہے۔

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم جنات اور انسانوں کی نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے، یہاں تک کہ معوذتین سُوْرَةُ الْفَلَقِ اور سُوْرَةُ النَّاسِ) نازل ہوئیں، جب یہ سورتیں نازل ہوئیں تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ان دونوں کو لے لیا اور ان کے علاوہ کو چھوڑ دیا۔ (جامع ترمذی:2058)

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے:
جس شخص نے صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھا لیں اس دن اسے نہ زہر نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ جادو۔ (صحیح بخاری:5769)

ارشاد نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم ہے:

تباہ کر دینے والی چیز اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے اس سے بچو اور جادو کرنے کرانے سے بھی بچو۔ (صحیح بخاری:5764)

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یہ دعا پڑھ کر دم فرمایا کرتے تھے:

اُعِيْذُ كُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّ هَامَّةٍ وَّ مِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ۔ (جامع ترمذی: 2060)

ترجمہ: میں تم دونوں کے لیے اللہ کے مکمل اور پورے کلمات کے ساتھ ہر شیطان اور ہلاک کرنے والی ہر زہریلی چیز اور نظر بد سے پناہ مانگتا ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹوں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے لیے یہی دعا فرماتے تھے۔

Web version of PCTB Textbook

جادو، ستاروں اور فال کے ذریعے سے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی کی وجہ سے معاشرہ بہت سی برائیوں کا شکار بن جاتا ہے۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

- ایسے لوگ مسائل کی اصل جڑ تک پہنچنے کے بجائے غیر ضروری کاموں اور باتوں میں الجھے رہتے ہیں۔
- ایسے لوگ شاید وقتی فائدہ تو اٹھا لیں لیکن بڑی بڑی کامیابیوں سے محروم رہتے ہیں۔
- توہم پرست لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے بعض اوقات معاشرے میں مذاق بن جاتے ہیں۔
- توہم پرستی اور خرافات کے شکار لوگ معاشرتی تعلقات میں توازن سے محروم رہتے ہیں اور دوسرے لوگوں سے بدگمان رہتے ہیں۔
- جادو، ٹونے اور ستاروں کی چال کے ذریعے سے کام بنانے کے شوقین لوگ اپنے مال اور ایمان کا نقصان تو کرتے ہی ہیں، بعض اوقات اپنی جان اور صحت کا بھی نقصان کر بیٹھتے ہیں۔
- جاہل عاملوں اور شعبدہ باز لوگوں کے ہتھے چڑھ کر لوگ طرح طرح کی پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر کامل یقین رکھیں۔ مستقبل میں اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے، حاجات پوری کرنے اور شر سے محفوظ رہنے کے لیے استغفار، صدقہ، نماز حاجت اور دعاؤں کا اہتمام کریں۔ اس بارے میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ہمیں روشن تعلیمات عطا فرمائی ہیں، ہمیں ان سے روشنی حاصل کرنی چاہیے۔

Web version of PCTB Textbook

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) کسی چیز، دن یا مہینے کو بُرا سمجھنا کہلاتا ہے:

(الف) بدشگونی (ب) جادو (ج) فال (د) علم نجوم

(ii) انسان کو کوئی بھی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ سبب ہوتی ہے:

(الف) بداعمالیوں کا (ب) جادو کا
(ج) تیز رفتاری کا (د) فال کا

(iii) عرب زمانہ جاہلیت میں جس مہینے کو منحوس سمجھتے تھے:

(الف) صفر المظفر کو (ب) محرم الحرام کو (ج) ذوالحجہ کو (د) ذوالقعدہ کو

(iv) حدیث مبارک کے مطابق چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی:

(الف) قسمت کا حال پوچھنے والے کی (ب) فضول خرچی کرنے والے کی
(ج) حوصلہ شکنی کرنے والے کی (د) مزدور کا حق رکھنے والے کی

(v) وہ کھجور جسے جادو کا علاج قرار دیا گیا ہے:

(الف) عنبر (ب) عجوہ (ج) مبروم (د) قلمی

2۔ مختصر جواب دیں۔

(i) توہم پرستی کی تین مختلف صورتیں بیان کریں۔

(ii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کون سی دعا پڑھ کر حضرات حسنین کریمین رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا پر دم کیا کرتے تھے؟

(iii) حدیثِ نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ میں جادو کا کیا علاج بیان کیا گیا ہے؟

(iv) توہم پرستی کے کوئی سے چار معاشرتی نقصانات تحریر کریں۔

3۔ تفصیلی جواب دیں۔

(i) جادو، فال اور توہم پرستی کے بارے میں اسلامی تعلیمات پر روشنی ڈالیں۔

سرگرمیاں

- ستاروں اور فال کے ذریعے سے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی سے ہونے والے نقصانات پر کمرا جماعت میں مذاکرہ کریں۔
- خاندانی اور معاشرتی تعلقات میں ستاروں اور فال کے ذریعے سے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی سے ہونے والی غلط فہمیوں کی فہرست بنائیں۔
- اساتذہ کرام طلبہ کو استخارہ اور نماز حاجت کا مسنون طریقہ بتائیں اور حفاظت کے لیے صبح و شام کی دعائیں یاد کرنے کی ترغیب دیں۔

Web version of PCTB Textbook

باب پنجم

حُسنِ معاملات و معاشرت

(1) قَسَم کے احکام و مسائل

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- قسم کے معنیٰ و مفہوم اور اس کی صورتیں جان سکیں۔
- قسم اور حلف میں فرق جان سکیں۔
- قسم کی انفرادی اور اجتماعی اہمیت سمجھ سکیں۔
- قرآن و سنّت کی روشنی میں قسم کے احکام اور مسائل سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- قسم کے انفرادی اور اجتماعی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- روزمرّہ معاملات میں قسم کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو پورا کرنے کی کوشش کر سکیں۔
- جھوٹی قسم کھانے سے اجتناب کرنے والے بن سکیں۔
- قسم کی حساسیت سمجھتے ہوئے روزمرہ زندگی میں غیر ضروری قسموں سے اجتناب کر سکیں اور حلف کی پاسداری کر سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

قسم کو قرآن و حدیث میں یمین کہا جاتا ہے، یمین کی جمع اَیمان ہے۔ اصطلاحی مفہوم میں کسی مسلمان کا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پختہ عزم کرنا اور دوسرے شخص کو یقین دہانی کروانا یمین کہلاتا ہے۔

قسم کے لیے یمین اور حلف کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔قسموں کی حفاظت سے مراد یہ ہے کہ بلاضرورت قسم نہ اٹھائی جائے کیوں کہ مسلمان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا، بلکہ ہمیشہ سچ بولتا ہے، سچ بولنے سے انسان کو معاشرے میں بلند مقام حاصل ہوتا ہے جس کے باعث لوگ اس کی بات پر یقین کرتے ہیں اور اسے اعتماد کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ لیکن اگر بات بات پر قسم اٹھانے کا رواج عام ہو جائے تو اس سے نہ صرف وقت کا ضیاع ہو گا بلکہ ایک دوسرے سے اعتماد بھی اُٹھ جائے گا اور بداعتمادی کی فضا قائم ہو گی جو حسنِ معاملات و معاشرت کے خلاف ہے۔ قرآن مجید میں قسم کے احکام یوں بیان ہوئے ہیں:

ترجمہ: اللہ تمھاری لایعنی (بے مقصد) قَسموں پر مواخذہ نہیں کرے گا لیکن وہ تمھارا اُن (قَسموں) پر مواخذہ کرے گا جو تم نے پختہ ارادے سے کھائی ہیں تو اُس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے، اُس اوسط درجے کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا اُنھیں لباس پہنانا یا ایک غلام کو آزاد کرنا ہے پھر جو یہ نہ پائے تو تین دن کے روزے (رکھے) یہ تمھاری قَسموں کا کفارہ ہے، جب تم قسم کھاؤ (اور اسے توڑ دو)

اور اپنی قَسموں کی حفاظت کرو، اِسی طرح اللہ اپنی آیات تمھارے لیے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو۔ (سُوْرَۃُ الْمَآئِدَۃِ: 89)

قسم کے حوالے سے دوسری اہم بات یہ ہے کہ قسم صرف اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ہی ہو۔ اس کے علاوہ والدین اور نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم یا دوسری کسی بھی معتبر یا مقدس چیز کی قسم کا شریعت میں کوئی تصوّر نہیں ہے۔

نبیِ کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے:

بلاشبہ اللہ تمھیں اپنے آباواجداد کی قسم اٹھانے سے منع فرماتا ہے۔ (صحیح مسلم: 4254)

صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُم حضورِ اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم کے اس ارشاد کے بعد کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی بھی قسم نہیں اٹھاتے تھے، کیوں کہ ایک دوسری جگہ پر آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی قسم اٹھائی گویا اس نے شرک کیا۔ (جامع ترمذی: 1535)

قسم کے حوالے سے تیسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جائز کام سے رکنے کی قسم اٹھالے کہ میں اس کام کو نہیں کروں گا اور اس قسم کو توڑنے میں خیر ہو تو قسم توڑ دی جائے اور قسم کا کفارہ ادا کر دیا جائے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے کسی کام پر قسم اٹھائی لیکن وہ سمجھتا ہے کہ خیر اور بھلائی اس کی مخالف سمت میں ہے تو وہ خیر والی صورت اختیار کرے اور اپنی قسم کا کفّارہ ادا کرے۔ (صحیح مسلم: 4271)

مثلاً اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہے کہ میں اپنے فلاں دوست یا ماں باپ یا استاد سے بات نہیں کروں گا تو اس کو چاہیے کہ قسم توڑ دے اور کفّارہ ادا کرے۔

قسم کا کفّارہ یہ ہے کہ چاہے تو دس مساکین کو کھانا کھلا دے، چاہے تو دس مساکین کو لباس پہنا دے، ایسا غلام یا لونڈی آزاد کرے جو ہر قسم کے عیب سے پاک ہو، اگر اسے ان تین اشیا میں سے کسی کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھے۔ قسم کے حوالے سے چوتھی بات یہ ہے کہ جس قسم کا کفارہ ادا کرنا ہے، وہ مستقبل میں کسی کام کے حوالے سے قسم اٹھانا ہے، اس کو یمین منعقدہ کہتے ہیں۔ ماضی کے کسی واقعے پر جھوٹی قسم اٹھانا یمین غموس کہلاتا ہے، اس قسم پر کفارہ نہیں ہوتا، لیکن اسلام نے اس قسم کو ناپسند کیا ہے، یہ گناہ کبیرہ ہے۔ روزمرّہ کی گفتگو میں اپنے گمان کے مطابق صحیح قسم اٹھانا لیکن واقعہ کا اس طرح نہ ہونا یمین لغو کہلاتا ہے۔ اس طرح کی قسم سے اللہ ربّ العزت نے درگزر فرمایا ہے۔

جھوٹی قسم گناہ کبیرہ اور انسانیت کو دھوکا دینا ہے اور جھوٹی قسم اٹھانے والے کی طرف اللہ تعالیٰ بروز قیامت نظر رحمت ہی نہیں فرمائے گا۔ جھوٹی قسم یا حلف، انفرادی اور اجتماعی بربادی کا سبب بنتے ہیں۔ ہمیں ان سے بچنے کی دعا اور عملی طور پر کوشش بھی کرنی چاہیے۔

Web version of PCTB Textbook

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) یمین کا معنیٰ ہے:

(الف) قسم (ب) مشورہ (ج) معاونت (د) ارادہ

(ii) کس قسم پر کفّارہ ہے؟

(الف) یمینِ منعقدہ (ب) یمینِ غموس (ج) یمینِ لغو (د) یمینِ فضول

(iii) پختہ ارادے سے کھائی جانے والی قسم کے کفارے کی ایک صورت کتنے مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے؟

(الف) چار (ب) چھے (ج) آٹھ (د) دس

(iv) قسم توڑنے پر روزے لازم ہیں:

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

(v) حدیث مبارک میں جس قسم کی ممانعت کی گئی ہے:

(الف) آباء واجداد کی (ب) اللہ تعالیٰ کی (ج) اللہ کی صفات کی (د) اللہ کے اسما کی

2- مختصر جواب دیں۔

(i) قسم کا معنیٰ و مفہوم لکھیں۔

(ii) قسم کی اقسام لکھیں۔

(iii) جھوٹی قسم کے کوئی سے دو نقصانات تحریر کریں۔

3- تفصیلی جواب دیں۔

(i) قرآن و سنّت کی روشنی میں قسم کے احکام و مسائل بیان کریں۔

سرگرمیاں

- قسم کی مختلف اقسام اور ان کے احکام پر مشتمل چارٹ بنوا کر کمرا جماعت میں آویزاں کروائیں۔

Web version of PCTB Textbook

(2) گواہی کے اَحکام و مسائل

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- گواہی کے معنٰی اور مفہوم کو جان سکیں۔
- قرآن وسنّت کی روشنی میں گواہی کی فرضیت اور اہمیت کو سمجھ سکیں۔
- جھوٹی گواہی دینے اور گواہی کو چھپانے کی وعید جان سکیں۔
- قرآن وسنّت کی روشنی میں گواہی کے احکام و مسائل سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- سچی اور جھوٹی گواہی کے معاشرتی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- روزمرّہ معاملات میں گواہی کی اہمیت کو مدِنظر رکھتے ہوئے بوقتِ ضرورت سچی گواہی دینے والے بن سکیں۔
- جھوٹی گواہی کی وعید کو سمجھتے ہوئے اس سے بچ سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

گواہی کے لیے قرآن وسنّت میں ''شہادت'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ شہادت کا مطلب کسی چیز یا معاملہ کو اپنے علم کے مطابق ذمّہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے واضح کرنا ہے، تاکہ حق دار کو اس کا حق مل سکے۔ گواہی میں دو باتوں کا دھیان رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

- کسی وقوعہ کا بغور مشاہدہ کر کے اس کو دل و دماغ میں بٹھانا
- معاملے کو قاضی اور جج کے سامنے پوری طرح دیانت داری سے پیش کرنا

گواہی دینے والے کو ''گواہ'' کہتے ہیں، معاملات کی نوعیت کے پیشِ نظر گواہی کا حکم بھی بدلتا رہتا ہے۔ جب گواہی دینے والا کوئی اور نہ ہو اور معاملہ دو گواہوں کو معلوم ہو تو اس وقت گواہی دینا فرض ہو جاتا ہے اور جب گواہ کو گواہی دینے کے لیے بلایا جاتا ہے تو گواہی چھپانا جائز نہیں ہوتا۔ جب بہت سارے لوگ معاملے اور پیش آمدہ واقعے سے باخبر ہوں تو گواہی فرض نہیں رہتی، بلکہ مستحب کے درجے میں آ جاتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ (سُوْرَةُ الْبَقَرة: 282)

ترجمہ: جب بھی گواہوں کو بُلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔

گواہی چھپانے کی ممانعت کے حوالے سے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۳﴾ (سُوْرَةُ الْبَقَرة: 283)

ترجمہ: اور گواہی کو مت چھپاؤ اور جس کسی نے اس (گواہی) کو چھپایا تو بے شک اس کا دل گناہ گار ہے اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو، اللہ اُسے

خوب جاننے والا ہے۔

اسلام میں شہادت امانت کی طرح ہے، جس طرح باقی امانتیں پوری کرنا لازم ہے، بالکل اسی طرح گواہی دینا بھی امانت ہے جو ادا کرنا نہایت ضروری ہے۔ گواہی دینا بعض اوقات آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرنا ہوتا ہے جس کو "عینی شہادت" کہتے ہیں۔ بعض اوقات گواہ کسی چیز کو سن کر شہادت دیتا ہے اس کو "سمعی شہادت" کہتے ہیں اور جب وہ کسی شخص کو اپنی شہادت کی گواہی پر گواہ بنا دیتا ہے تب اس کو "شہادت علی الشہادت" یعنی گواہی پر گواہی' دینا کہا جاتا ہے

گواہی دینا چوں کہ ایک اعلیٰ منصب و مرتبہ ہے، اس لیے گواہی دینے کے لیے یہ شرط ہے کہ گواہ مسلمان، عاقل، بالغ اور عادل ہو۔ اگر دو مرد گواہ نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی بھی قبول کی جائے گی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور اپنے مَردوں میں سے دو گواہ بنالیا کرو پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بناؤ) جن کو بھی تم گواہوں کے طور پر پسند کرتے ہو کہ اگر ان دونوں عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے اور جب بھی گواہوں کو بلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔ (سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ:282)

گواہی کی اہمیت واضح کرتے ہوئے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو محض دعوے کی وجہ سے ہی سب کچھ دے دیا جائے تو کتنے ہی لوگ خون اور مال کا دعویٰ کر ڈالیں گے، اس لیے دعوے دار کے ذمے گواہ ہیں اور انکار کرنے والے کے ذمے قسم ہے۔ (جامع ترمذی:1341)

رسولِ اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے کہ جھوٹی گواہی بتوں کی پوجا کرنے کے برابر ہے۔ جھوٹی گواہی بُت پرستی کے برابر قرار دی گئی۔ جھوٹی گواہی، شرک کے برابر کر دی گئی۔ تین بار یہ فرما کر حضورِ اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے یہ آیت پڑھی کہ اللہ فرماتا ہے:

ترجمہ: بتوں کی ناپاکی سے بچتے رہو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔ (سُوْرَۃُ الْحَجّ:30)

سچی گواہی سے معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے۔ بھائی چارے کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔ ایک دوسرے کے لیے ایثار کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ رضائے الٰہی کا حصول ممکن ہونے کے ساتھ ساتھ احساسِ ذِمّہ داری جیسے احساسات فروغ پاتے ہیں، جب کہ جھوٹی گواہی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ دشمنیاں فروغ پاتی ہیں۔ معاشرے میں بے سکونی پیدا ہوتی ہے۔ معاشرہ بدامنی اور ظلم کا شکار ہو جاتا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ اپنی ذِمّہ داری پوری کریں۔ سچی گواہی اور سچے جذبات کو فروغ دیں۔ نہ جھوٹی گواہی دیں اور نہ ہی جھوٹی گواہی کی تحسین کریں۔

Web version of PCTB Textbook

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) گواہی کے لیے قرآنِ مجید میں استعمال ہونے والا لفظ ہے:

(الف) شہادت (ب) یمین (ج) منکر (د) امر

(ii) گواہی دینے والا شخص کہلاتا ہے:

(الف) گواہ (ب) سفارشی (ج) وکیل (د) مظلوم

(iii) کسی بھی معاملے پر گواہی دینے کے لیے مردوں کی تعداد ہونی چاہیے:۔

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

(iv) آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرنا کہلاتا ہے:

(الف) عینی شہادت (ب) سمعی شہادت (ج) حسی شہادت (د) شهادة على الشهادة

(v) جب صرف دو گواہ موجود ہوں تو گواہی ہے:

(الف) فرض (ب) واجب (ج) مستحب (د) مباح

2- مختصر جواب دیں۔

(i) قرآن وسنّت کی روشنی میں گواہی کی فرضیت واہمیت بیان کریں۔

(ii) عینی شہادت اور سمعی شہادت کی وضاحت کریں۔

(iii) جھوٹی گواہی دینے اور گواہی چھپانے کی وعید بیان کریں۔

(iv) سچی اور جھوٹی گواہی کے کوئی سے دو اثرات تحریر کریں۔

3- تفصیلی جواب دیں۔

(i) قرآن وسنّت کی روشنی میں گواہی کے احکام و مسائل واضح کریں۔

سرگرمیاں

- قرآنِ مجید میں موجود گواہی کے متعلق آیاتِ مبارکہ تلاش کر کے تحریر کریں۔
- اساتذہ کرام سچی گواہی کی عظمت، جھوٹی گواہی کی مذمت اور گواہی چھپانے کی وعید پر کمرا جماعت میں گفت گو کروائیں۔

Web version of PCTB Textbook

(3) حُقُوقُ الْعِبَاد

ہمسایوں کے حقوق

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- حقوق العباد کا معنی اور مفہوم جان سکیں۔
- قرآن وسنّت کی روشنی میں ہمسایوں کے حقوق کی اہمیت وفضیلت کو سمجھ سکیں۔
- ہمسایوں کی اقسام سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- ہمسایوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کے متعلق جان سکیں۔
- ہمسایوں کے حقوق پورے کرنے کے مختلف پہلوؤں کو سمجھ سکیں۔
- ہمسایوں کے حقوق ادا کرنے کے معاشرتی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- اپنی عملی زندگی میں ہمسایوں کے حقوق کا خیال رکھتے ہوئے اسے اپنا شعار بنا سکیں۔
- ہمسایوں کے ساتھ بدسلوکی کے دنیوی واخروی نقصانات سے اجتناب کرنے والے بن سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

حقوقُ العباد سے مراد بندوں کے حقوق ہیں۔ معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں ہر انسان دوسرے انسان کا محتاج ہوتا ہے، کیوں کہ انسان اپنی بنیادی ضروریات اکیلا پوری نہیں کر سکتا، لہٰذا اسے بعض ذمہ داریاں ادا کرنے سے کچھ حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

قرآن وسنّت کی تعلیمات میں معاشرے کی ترقی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ انسان خیر اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے مددگار بنیں، ان کی ہمدردی، ایثار اور خیرخواہی پر مبنی ہو۔

حقوقُ العباد میں والدین، بہن بھائیوں، عزیز واقارب، اساتذہ کرام اور غیر مسلموں کے حقوق کے ساتھ ساتھ ہمسایوں کے حقوق بھی بنیادی اہمیّت کے حامل ہیں۔

ہمسایوں کے حقوق کی اہمیّت

قرآنِ مجید نے متعدد مقامات پر ہمسایوں کے حقوق کا تذکرہ قرابت داروں کے ساتھ کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ
وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ (سُوْرَةُ النِّسَاء: 36)

ترجمہ: اور اللہ کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں اور رشتہ دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور پاس بیٹھنے والے اور مسافروں کے ساتھ۔

قرآنِ مجید کی اس آیت کے مطابق پڑوسی کی تین قسمیں ہیں۔

1۔ رشتہ دار پڑوسی
2۔ قریب رہنے والا پڑوسی
3۔ تھوڑی دیر کا پڑوسی

نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ہمسائے کے حقوق کی ادائی کو ایمان کا حصہ قرار دیتے ہوئے تین مرتبہ ارشاد فرمایا:

اللہ کی قسم وہ ایمان والا نہیں۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول کون؟ فرمایا: وہ جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ (صحیح بخاری:6016)

اسلام کی نظر میں ہمسائے میں صرف ساتھ رہنے والے لوگ شامل نہیں بلکہ ایک محلے میں رہنے والے، کاروباری شراکت دار، ہم سفر اور ہم جماعت، ایک دفتر اور ادارے میں اکٹھے کام کرنے والے تمام افراد ہمسائیگی کے دائرے میں شامل ہیں۔

نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ہمسائے کے حقوق کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام مجھے اس طرح بار بار پڑوسی کے حق میں وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال گزرا کہ شاید پڑوسی کو وراثت میں شریک نہ کر دیں۔ (صحیح بخاری:6015)

نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی وغیرہ گاڑنے سے روکے۔ (صحیح بخاری:5627)

آداب:

- پڑوسیوں کے ساتھ سلام میں پہل کریں۔
- جب وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کریں۔
- مصیبت کے وقت ان کی غم خواری کریں۔
- ان کی خوشی میں شرکت کریں۔
- ان کے جنازے میں شرکت کریں۔
- مالی ضرورت کے وقت ان کی مالی مدد کریں۔
- ان کے عیبوں کو چھپائیں۔
- ان کے گھر کے راستے کو تنگ نہ کریں۔
- ان کی اولاد کے ساتھ نرمی سے گفت گو کریں۔
- پڑوسیوں کی غیر موجودگی میں ان کے گھر کی حفاظت کرنے میں غفلت کا مظاہرہ نہ کریں۔
- دین و دنیا کے جس معاملے میں انھیں راہ نمائی کی ضرورت ہو تو اس میں ان کی راہ نمائی کریں۔

حقِّ پڑوس صرف یہ نہیں کہ پڑوسی کو تکلیف پہنچانے سے اجتناب کیا جائے، بلکہ پڑوسی کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف کو برداشت کرنا بھی پڑوسی کے حق میں شامل ہے۔

Web version of PCTB Textbook

معاشرتی اثرات

ہمسایوں کے حقوق کا سب سے بڑا معاشرتی اثر یہ ہے کہ معاشرے میں جاں نثاری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ ہمسایوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاشرتی اثر ہی ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے دکھ درد بانٹتے ہیں۔ خوشی اور غم میں شریک ہوتے ہیں۔ جانی اور مالی سطح پر ہر جائز کام میں تعاون کرتے ہیں، جس کی وجہ سے معاشرہ انسانی ہمدردی اور تعاون کی مثال پیش کر رہا ہوتا ہے۔ افرادِ معاشرہ ریاست کی ترقی میں ممد و معاون ثابت ہو رہے ہوتے ہیں یہی ہمدردیاں اور حسنِ سلوک کسی ریاست کو کامیاب بناتے ہیں۔

دنیوی نقصانات: ہمسایوں کے حقوق ادا نہ کرنے سے ہمیں دنیا و آخرت میں مختلف نقصانات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ ہمسایوں کے حقوق ادا نہ کرنے سے معاشرتی انتشار پھیلتا ہے۔ امن و امان کا فقدان ہوتا ہے۔ حقوق ادا نہ کرنے والا شخص معاشرے میں بدنام ہو جاتا ہے، لوگوں کی حمایت سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کا روحانی سکون تباہ ہو جاتا ہے۔

اخروی نقصانات: ہمسایوں کے حقوق ادا نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب بنتا ہے۔ گناہوں کا باعث بنتا ہے۔ ہمسایوں کے حقوق ادا نہ

کرنے والا شخص جنّت میں داخلے سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے احکامات کی روشنی میں ہمسایوں کے حقوق ادا کریں، تا کہ ہم دنیوی اور اخروی زندگی میں کامیاب ہو سکیں اور ہمارا معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حقوق العباد سے مراد ہے:

(الف) بندوں کے حقوق (ب) اللہ تعالیٰ کے حقوق

(ج) ریاست کے حقوق (د) دوستوں کے حقوق

(ii) قرآنِ مجید کے مطابق پڑوسیوں کی اقسام ہیں:

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

(iii) جس شخص کا ہمسایہ بھوکا ہو اور وہ خود پیٹ بھر کر کھائے، اس میں نہیں ہے:

(الف) ایمان (ب) عمل (ج) علم (د) خوف

(iv) حضرت جبریل علیہ السلام نے کن کے حقوق کی بار بار تاکید فرمائی؟

(الف) ہمسایہ (ب) معذور (ج) مسافر (د) اساتذہ

(v) قرآنِ مجید میں رشتہ داروں کے حقوق کے ساتھ تذکرہ ہے:

(الف) پڑوسیوں کے حقوق کا (ب) غلاموں کے حقوق کا

(ج) معذوروں کے حقوق کا (د) اساتذہ کے حقوق کا

2- مختصر جواب دیں۔

(i) ہمسایوں کے دو حقوق بیان کریں۔ (ii) ہمسایوں کے حقوق ادا کرنے کے دو معاشرتی اثرات تحریر کریں۔

(iii) ہمسایوں کے ساتھ بد سلوکی کے کوئی سے دو دنیوی/اُخروی نقصانات تحریر کریں۔

3- تفصیلی جواب دیں۔

(i) قرآن وسنّت کی روشنی میں ہمسایوں کے حقوق واضح کریں۔

سرگرمیاں

- قرآنِ مجید میں موجود ہمسایوں کے حقوق کے متعلق آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ مبارکہ چارٹ پر تحریر کریں۔
- ہمارے معاشرے میں ہمسایوں کو تکلیف دینے کی مروّجہ صورتیں کیا ہیں؟ اس موضوع پر اساتذہ کرام مذاکرہ کروائیں۔

Web version of PCTB Textbook

(4) سُود کی حُرمت

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- سود کے معنیٰ اور مفہوم اور اس کی اقسام جان سکیں۔
- قرآن و سنت کی روشنی میں سود کی حرمت کے احکام جان سکیں۔
- سودی لین دین کے احکام و مسائل سمجھ سکیں۔
- سودی معاملات سے بچ کر دیگر اسلامی کاروباری ذرائع کے استعمال کا موازنہ کر سکیں۔
- سود کے انفرادی، اجتماعی، دینی اور دنیوی نقصانات اور مضر اثرات کا تجزیہ کر سکیں۔
- سود کی حرمت اور قرضِ حسنہ کی ترغیب کو سمجھ کر روزمرہ زندگی کو اس کے مطابق ڈھال سکیں۔
- سودی لین دین سے ممانعت کی حکمت اور احکام و مسائل سمجھ کر اس سے نفرت اور گریز کرنے والے بن سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

سود کو عربی زبان میں رِبوٰا کہتے ہیں۔ سود کا معنیٰ ہے: "قرض دے کر اس پر مشروط اضافہ یا نفع لینا۔" جیسے ایک ہزار روپے کسی کو قرض دینا، اور دیتے وقت یہ شرط لگانا کہ ایک ہزار کے بجائے پندرہ سو روپے دینے ہوں گے یہ اضافی پانچ سو روپے کا شمار سود میں ہوگا۔

قرض دے کر مقروض سے روپے پیسے کے علاوہ دیگر کوئی فائدہ لینا بھی سود ہے۔ جیسے کسی کو قرض دیا اور اس سے اس کا مکان لے لیا اور اس مکان میں رہائش اختیار کر لی لیکن اس کا کرایہ ادا نہ کیا یا کرایہ دیا لیکن کم دیا، یہ بھی سود کی ایک شکل ہے۔ کسی سے غلہ وغیرہ ادھار پر لیا، لیکن جب واپس کیا تو جتنا لیا تھا اس سے زیادہ واپس کیا، یہ بھی سود ہے۔ جیسے کسی سے پانچ کلو گندم لی، لیکن جب واپس کی تو چھے یا سات کلو واپس کی، یہ بھی سود کی ایک شکل ہے۔

سود اسلام میں قطعی طور پر حرام ہے، کیوں کہ یہ ایک ایسی لعنت ہے جس سے مفت خوری، لالچ، خود غرضی، سنگ دلی اور مفاد پرستی جیسی اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ سود معاشی اور اقتصادی تباہ کاریوں کا ذریعہ بھی ہے۔ اسی وجہ سے قرآنِ مجید میں سود سے منع کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ (سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن : 130)

اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال اور جائز، جب کہ سود کو حرام قرار دیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اللہ نے تجارت کو حلال فرمایا ہے اور سُود کو حرام کیا ہے۔ (سورۃ البقرۃ:275)

قرآنِ مجید میں سود کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ جنگ کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ سود کی وجہ سے اگرچہ بظاہر مال میں اضافہ ہوتا ہے، لیکن درحقیقت وہ مال میں نقصان، بے برکتی، اور ناگہانی آفات کا باعث ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ سود کا نہ صرف دنیا میں نقصان ہے بلکہ آخرت میں بھی سود کھانے والا ذلیل و رسوا ہوگا۔

یہودیت و مسیحیت سمیت ہر مذہب میں سود ہمیشہ سے ناجائز رہا ہے حتیٰ کہ مشرکینِ مکہ بھی اس کو حرام سمجھتے تھے۔ سودی معیشت کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سود کے کم ترین گناہ کو محارم سے بدکاری کے مترادف قرار دیا ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سود کھانے، کھلانے، اس پر گواہ بننے اور اس کو لکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ روزہ مرہ استعمال کی اشیا میں آسان لین دین کو فروغ دینے کے لیے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے چھے چیزوں سونا، چاندی، گندم، جو، کھجور اور نمک وغیرہ کے سودے میں اُدھار اور اضافے کو ممنوع قرار دیا۔ اس کو ربا الفضل کہتے ہیں۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: جس شب مجھے (معراج میں) سیر کرائی گئی، میں ایک جماعت کے پاس سے گزرا جس کے پیٹ مکانوں کی طرح (بڑے) تھے، ان میں بہت سے سانپ پیٹوں کے باہر سے دکھائی دے رہے تھے، میں نے کہا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہنے لگے کہ یہ سود کھانے والے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ: 2273)

سود کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پورا معاشرہ ترقی نہیں کرتا، بلکہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹنے لگتی ہے، مال دار کے مال میں تو اضافہ ہوتا ہے لیکن غریب کی غربت اور پس ماندگی بڑھتی چلی جاتی ہے۔

سود کا رواج عام ہونے سے لوگ محنت کرنا چھوڑ دیتے ہیں، وہ اپنا روپیہ پیسا سودی لین دین میں لگا دیتے ہیں، جس کی وجہ سے صنعتوں اور کارخانوں میں سرمایہ کاری کم ہوجاتی ہے، اس طرح نہ صرف بے روزگاری بڑھتی ہے بلکہ ملکی ترقی کا پہیہ بھی جام ہوجاتا ہے۔ جب مقروض شخص پر سود کی وجہ سے قرض کا بوجھ بڑھتا چلا جاتا ہے تو وہ سود اتارنے کے لیے یا تو جرائم کا ارتکاب کرتا ہے یا خودکشی کر لیتا ہے۔ سودی معاملات کی وجہ سے آئے روز لڑائی جھگڑے اور قتل وغارت کا بازار بھی گرم رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا ہے لیکن ہمیں تجارت، ملازمت، زراعت، صنعت اور دوسرے حلال ذرائع سے نفع کمانے کی اجازت بھی دی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنا مال کسی حلال کاروبار میں لگا کر نفع کمانا چاہے تو اسے بھی منع نہیں کیا گیا۔ حلال چیزوں کی خرید وفروخت کی اجازت ہے اور ان میں قانون کے مطابق نفع ونقصان کی بنیاد پر کاروبار کی اجازت ہے۔ تجارت کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے، سچے اور امانت دار تاجر کو قیامت کے دن اعلیٰ درجات کی بشارت سنائی گئی ہے۔

کسی انسان کو اس کی ضرورت اور مجبوری کی حالت میں قرض دینا بہت فضیلت کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی انسان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے بغیر نفع کے جو قرض دیا جاتا ہے اسے قرضِ حسنہ کہتے ہیں۔ صدقے کی طرح قرضِ حسنہ بھی ایک نیکی ہے۔ صدقے میں دیے ہوئے پیسے واپس نہیں لیے جاتے، جب کہ قرضِ حَسَنَہ میں وہ پیسے واپس لیے جاتے ہیں۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ دینے والے کو دس گنا اور قرض دینے والے کو قرض کا اٹھارہ گنا اجر ملتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ: 2431)

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا معمول تھا کہ وہ کسی کو قرض دیتے، جب وہ واپس کرنے آتا تو اسے قرض معاف فرما دیتے۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ پہلے میں قرض کا ثواب حاصل کرتا ہوں اور پھر صدقے کا ثواب بھی پا لیتا ہوں۔

Web version of PCTB Textbook

ہمیں چاہیے کہ اپنی زندگی میں ہمیشہ حلال مال کمائیں، ہمارے پیٹ میں اترنے والا لقمہ بھی حلال کا ہونا چاہیے اور ہمارے جسم پر لباس بھی صرف اور صرف حلال مال کا ہونا چاہیے۔ مالِ حلال میں اللہ تعالیٰ نے برکت بھی رکھی ہے اور سکون بھی۔ حرام طریقے سے کمایا گیا مال نہ صرف دنیا میں بے سکونی، پریشانی اور بے برکتی کا ذریعہ بنتا ہے بلکہ آخرت میں بھی اس کا سخت حساب ہوگا۔

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) سود کو عربی میں کہتے ہیں:

(الف) کذب　(ب) بہتان　(ج) رِبوٰا　(د) صوم

(ii) اللہ تعالیٰ صدقات کو بڑھاتا ہے اور مٹاتا ہے:

(الف) سود کو　(ب) تجارت کو　(ج) نفع کو　(د) سونے چاندی کو

(iii) سود کا رواج عام ہونے سے لوگ چھوڑ دیتے ہیں:

(الف) سیاست　(ب) محنت　(ج) دوستی　(د) سفر

(iv) کسی انسان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے بغیر نفع کے جو قرض دیا جاتا ہے اسے کہتے ہیں:

(الف) فطرانہ　(ب) صدقہ　(ج) زکوٰۃ　(د) قرضِ حسنہ

(v) حدیثِ مبارک کے مطابق قرضِ حسنہ دینے والے کو اجر ملتا ہے:

(الف) نو گنا　(ب) دس گنا　(ج) گیارہ گنا　(د) اٹھارہ گنا

2۔ مختصر جواب دیں۔

(i) قرآن و سنّت کی روشنی میں سود کی حرمت کے احکام بیان کریں۔

(ii) سود کے دنیوی و اُخروی نقصانات اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

(iii) سود کے کوئی سے چار معاشرتی نقصانات تحریر کریں۔

(iv) سودی لین دین کی ممانعت کی حکمت واضح کریں۔

3۔ تفصیلی جواب دیں۔

(i) اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سود کی حرمت پر مضمون تحریر کریں۔

سرگرمیاں

- سود کی حرمت پر قرآنی آیات اور احادیث نبویہ تلاش کر کے لکھیں۔
- اساتذہ کرام سود کے بارے میں آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ تلاش کرنے میں طلبہ کی راہ نمائی کریں۔

Web version of PCTB Textbook

(5) اسلامی ریاست

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- اسلامی ریاست کے معنیٰ اور مفہوم جان سکیں۔
- قرآن وسنت کی روشنی میں اسلامی ریاست کے اغراض ومقاصد جان سکیں۔
- یہ سمجھ سکیں کہ اسلامی ریاست اصل میں فلاحی ریاست ہوتی ہے۔
- اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق کو سمجھ سکیں۔
- اسلامی ریاست میں افراد کی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں کا جائزہ لے سکیں۔
- اسلامی ریاست کے اصولوں کو سمجھتے ہوئے ایک مثالی شہری بن سکیں۔
- ریاست کے قوانین کو جانتے ہوئے اپنے حقوق وفرائض سے آگاہ ہو سکیں۔
- اسلامی ریاست کی خصوصیات کو جانتے ہوئے مملکتِ خداداد پاکستان کو ایک مثالی فلاحی اسلامی ریاست بنانے کے لیے اپنا کردار ادا کر سکیں۔

علمِ سیاسیات کی رو سے ریاست کے بنیادی اجزا میں علاقہ، آبادی، قانون اور قوت نافذہ شامل ہیں۔ ریاست کے لیے ضروری ہے کہ اس کی مناسب حدود ہوں جو عمومی زبان میں علاقہ کہلاتا ہے۔ اس علاقے پر انسان آباد ہوتے ہیں ان انسانوں کے لیے کسی قانون کا ہونا بھی ضروری ہے اور اس قانون پر عمل درآمد کے لیے ایک قوت کا ہونا ضروری ہے۔ اس قوت کو حکومت یا قوتِ نافذہ کہا جاتا ہے۔ اسلامی ریاست میں اقتدارِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ مسلم ریاست کے تمام اداروں اور اقدامات میں حاکمیتِ الٰہیہ کو جاری وساری ہونا چاہیے۔

مسلم علما نے معاشرے کے تین بنیادی ادارے بیان کیے ہیں جن کو خاندان، مسجد اور مکتب کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ تین ادارے انسان کی بنیادی تربیت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ یہی تربیت یافتہ افراد حکومتی اداروں میں اپنی خدمات پیش کر کے ریاست کو مضبوط بناتے ہیں۔ ریاست کے بنیادی ادارے مقننہ، عدلیہ، انتظامیہ کہلاتے ہیں۔ مقننہ کے افراد قانون بناتے ہیں۔ صوبائی اور قومی اسمبلیاں اور ایوان بالا یعنی سینٹ قانون ساز ادارے کہلاتے ہیں۔ عدلیہ اس قانون کے مطابق فیصلہ کرتی ہے اور انتظامیہ ان فیصلوں پر عمل درآمد کراتی ہے۔ میڈیا مثبت اور منفی کرداروں کو عوام الناس کے سامنے اجاگر کرتا ہے۔

اسلامی ریاست حقیقت میں ایک فلاحی ریاست ہے۔ فلاحی ریاست کا مقصد ایک ایسے معاشرے کا قیام ہے جو ہر میدان میں عدل کے ذریعے سے خیر خواہی اور مخلوق خدا کی خدمت کرنے والی ہو، جو نبوی تعلیمات کی روشنی میں امن عامہ کے قیام اور دفاعی انتظامات کے علاوہ زندگی کے ہر شعبے میں اخوت، محبت اور امانت داری کے نظام کو قائم کرنے والی ہو۔

دینِ اسلام میں مذہب اور سیاست کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اسلام کے سیاسی نظام کا بنیادی مقصد ایک ایسی امت کی تشکیل ہے جو عدل وانصاف کی علم بردار ہو اور یہ ہر طبقہ حیات میں احکاماتِ الٰہیہ کی سربلندی کے ذریعے سے ہی ممکن ہے۔ مسلم حکمران کے بنیادی فرائض کے سلسلے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار بخشیں، یہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے۔ (سورۃ الحج: 41)

Web version of PCTB Textbook

مسلم حکام کے دیگر فرائض میں عدل وانصاف کا قیام، غربت کا خاتمہ، فلاحِ عامہ، اسلامی تعلیمات کا فروغ، اسلام کے عدالتی احکام کا نفاذ، حدود وقصاص، مسلمانوں کا دفاع، ملت اسلامیہ کی حمایت ونصرت اور معاشرے میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا قیام قابل ذکر ہیں۔

اسلامی فلاحی ریاست میں ہر پہلو سے قرآن وسنت کی تعلیمات کی کارفرمائی ہوتی ہے۔ قرآن وسنت کے علاوہ کوئی ایسا قانون بھی نہیں بن سکتا جو اسلام کی روح کے منافی ہو کیوں کہ ریاست کا مقصد افراد اور معاشرے کے حقوق ومقاصد کا تحفظ کرنا ہے تاکہ انھیں ترقی کے یکساں مواقع فراہم ہو سکیں۔ اسلامی ریاست میں بحیثیت انسان، مسلم اور غیر مسلم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اسلامی ریاست نے غیر مسلموں کو جان، مال اور عزت کے تحفظ کے علاوہ بے شمار حقوق دیے ہیں۔ اسلامی حکومت غیر مسلموں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی پوری آزادی دیتی ہے اور ان کی عبادت گاہوں کا تحفظ کرتی ہے۔

اسلامی حکومت میں افواج اور ان کے سپہ سالاروں کو ہدایت تھی کہ خبردار! زمین میں فساد نہ مچانا، شرعی احکام کی خلاف ورزی نہ کرنا، کھجور کے درخت نہ کاٹنا اور نہ انھیں جلانا، چوپایوں کو ہلاک نہ کرنا، پھل دار درخت نہ کاٹنا، عبادت گاہیں نہ گرانا، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا، تمھیں بہت سے لوگ ایسے ملیں گے جنھوں نے گرجا گھروں میں اپنے آپ کو محبوس کر رکھا ہے اور دنیا سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے انھیں ان کے حال پہ چھوڑ دینا۔ (موطا امام مالک: 966)

اسلامی ریاست کا بہترین ماڈل ریاستِ مدینہ ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ریاست مدینہ کا باقاعدہ پرچم تیار کروایا۔ مسجدِ نبوی کو حکومت کے مرکزی سیکرٹریٹ کا درجہ دیا اور باجماعت نماز کے اہتمام سے مسلمانوں کو نظم وضبط کا درس دیا۔ مسجدِ نبوی ہی مجلس شوریٰ، عدالتِ عالیہ اور عسکری تیاریوں کا مرکز تھی۔ معاشی ادارے کے طور پر مواخاتِ مدینہ کی شکل میں امداد باہمی کی فضا پروان چڑھائی گئی، ریاست کے رستے وسیع رکھنے کی ہدایت فرمائی گئی۔ (سنن بیہقی: 11642)

عدالتی نظام میں جید صحابہ کرام خصوصاً حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل تھے۔ صوبائی سطح پر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قاضی کے اختیارات حاصل تھے۔ تعلیمی نظام میں صفہ اور دارِ ارقم جیسے اقامتی ادارے قائم تھے۔ بلدیاتی نظام کی بنیاد فراہم کرتے ہوئے حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ نے مسجد میں ام محجن نامی عورت کو صفائی کے لیے مقرر فرمایا۔

رات کو گلی محلے میں روشنی کی خاطر چراغاں کرنے کے لیے تمیم داری کے غلام کو متعین کیا گیا اور مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی مردم شماری کرائی گئی۔

اسلامی ریاست میں بسنے والے تمام افراد کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ریاست کی تعمیر وترقی میں اپنی تمام صلاحیتوں کو دیانت داری سے بروئے کار لائیں۔ اپنے ذاتی مفادات پر اجتماعی اور ریاستی مفاد کو ترجیح دیں۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ ریاستی ادارے اپنے بنیادی فرائض ادا کرتے ہوئے تعلیم وتعلم کا بہترین نظام قائم کریں تاکہ معاشرے میں بہترین مسلمانوں کے ساتھ ساتھ علم وفن میں مہارت رکھنے والے شہریوں کے لیے سازگار ماحول پیدا کیا جا سکے۔

Web version of PCTB Textbook

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) اسلامی معاشرے کے بنیادی ادارے ہیں:

(الف) خاندان، عدلیہ اور مقننہ (ب) خاندان، مسجد اور مکتب
(ج) خاندان، مقننہ اور انتظامیہ (د) مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ

(ii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر حکم دیا:

(الف) جان و مال اور عزت کی حفاظت کا (ب) سخاوت و ایثار کرنے کا
(ج) فضول خرچی کے خاتمے کا (د) وعدے کی پابندی کا

(iii) ریاست کے بنیادی ادارے ہیں:

(الف) خاندان، عدلیہ اور مقننہ (ب) خاندان، مسجد اور مکتب
(ج) خاندان، مقننہ اور انتظامیہ (د) مقنّنہ، عدلیہ اور انتظامیہ

(iv) پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی گئی:

(الف) مکہ مکرمہ میں (ب) مدینہ منورہ میں
(ج) طائف میں (د) دمشق میں

(v) اسلامی ریاست میں سیکرٹریٹ کا درجہ حاصل تھا:

(الف) دارِ ایوب کو (ب) مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو
(ج) دارِ ارقم کو (د) درس گاہِ صفہ کو

2۔ مختصر جواب دیں۔

(i) قرآن وسنّت کی روشنی میں اسلامی ریاست کے اغراض و مقاصد بیان کریں۔
(ii) اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو دیے گئے حقوق میں سے کوئی سے تین حقوق بیان کریں۔
(iii) اسلامی ریاست کی نمایاں خصوصیات تحریر کریں۔
(iv) اسلامی ریاست کا بہترین ماڈل "ریاستِ مدینہ" ہے۔ وضاحت کریں۔
(v) اسلامی ریاست کی طرف سے افواج اور ان کے سپہ سالاروں کو کون سی ہدایات جاری کی جاتی تھیں؟ وضاحت کریں۔

3۔ تفصیلی جواب دیں۔

(i) اسلامی ریاست کے تصوّر پر جامع نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں

- اسلامی ریاست کے اہم اداروں کے نام اور ان کی ذمہ داریوں کی فہرست تیار کریں۔

Web version of PCTB Textbook

(6) جہاد فی سبیل اللہ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- جہاد فی سبیل اللہ کے معنیٰ اور مفہوم جان سکیں۔
- ''پیغامِ پاکستان'' کی روشنی میں جہاد فی سبیل اللہ اور فساد فی الارض (دہشت گردی) میں فرق کر سکیں۔
- قرآن و سنت کی روشنی میں جہاد فی سبیل اللہ کی ضرورت اور اہمیت جان سکیں۔
- جہاد فی سبیل اللہ کی اقسام، شرائط اور اس کے دائرہ کار کو سمجھ سکیں۔
- اس بات کو سمجھ سکیں کہ عملی جہاد صرف حاکمِ وقت کی اجازت سے ہو سکتا ہے۔
- جہاد فی سبیل اللہ میں افراد کی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں کا جائزہ لے سکیں۔
- اسلام میں جہاد فی سبیل اللہ کی اہمیت جان کر اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جدوجہد کرنے والے بن سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

جہاد کے معنیٰ ہیں ''کوشش کرنا''۔ شریعت میں جہاد سے مراد اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے جان و مال کو وقف کر دینا ہے۔ معاشرے سے ظلم و بربریت کے خاتمے اور امن و امان کے قیام کے لیے جو کوشش کی جاتی ہے اس کو بھی جہاد کہا جاتا ہے۔ خاص طور پر جب اسلام کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کی جائیں، لوگوں کو اسلام پر عمل کرنے کا حق نہ دیا جائے اور انھیں اپنے رب کی بندگی سے روکا جائے تو جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ گویا جہاد کا مقصد معاشرے میں امن و سلامتی کا قیام اور مظلوموں کی مدد ہے۔ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جہاد کا مقصد زمین سے فساد، دہشت گردی اور بدامنی کا خاتمہ ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم جب تک مکہ مکرمہ میں تھے، مسلح جہاد فرض نہیں ہوا تھا۔ جب آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور کفار کی سازشوں اور ظلم و ستم کا سلسلہ بدستور جاری رہا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر کفار سے جہاد کو فرض قرار دے دیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ (سُوْرَةُ الْبَقَرَة:216)

ترجمہ: تم پر (اللہ کی راہ میں) قتال فرض کیا گیا ہے جب کہ وہ تمھیں (طبعاً) ناپسند ہے

جہاد ایک عظیم الشان عبادت ہے جس میں مسلمان اپنا مال، وقت، صلاحیت اور بالآخر اپنی جان اپنے دین کی حفاظت اور سربلندی کے لیے قربان کر دیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے وہ اللہ کے نزدیک درجے میں زیادہ عظیم ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔ (سُوْرَةُ التَّوْبَة:20)

مجاہد اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان دے کر اپنے مقصدِ زندگی کی تکمیل کرتا ہے۔ کیوں کہ اس کی جان کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: بے شک اللہ نے مومنوں سے خرید لی ہیں اُن کی جانیں اور اُن کے مال اِس کے بدلہ کہ اُن کے لیے جنّت ہے وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں پس قتل کرتے ہیں اور قتل (شہید) کیے جاتے ہیں (سُوْرَةُ التَّوْبَة:111)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے نہ جہاد کیا اور نہ اس کے بارے میں کوئی ارادہ کیا تو وہ نفاق کے شعبوں میں

سے ایک پر مرتا ہے۔ (صحیح مسلم:1910)

ملّتِ اسلامیہ کے کسی حصے پر دنیا بھر میں کہیں ظلم ہو رہا ہو تو ان کی مدد کے لیے ہر ممکن کوشش کرنا اور ان سے ہر ممکن تعاون کرنا ہمارا مذہبی و ایمانی فریضہ ہے۔

جہاد کی مختلف اقسام میں اپنی جان، مال اور قلم وغیرہ سے جہاد کرنا شامل ہے۔ جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا سب سے بہترین جہاد ہے۔ جہاد کی درج ذیل اقسام ہیں:

- جہاد بالنفس
- جہاد بالمال
- جہاد بالسیف
- جہاد بالقلم
- جہاد باللسان

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم جب مجاہدین کو کسی مہم پر روانہ فرماتے تو انھیں نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ لڑائی سے پہلے دشمن کو اسلام کی دعوت دی جائے، اگر وہ دعوت قبول کرلیں تو ان سے لڑائی نہ کی جائے۔ اگر اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کی جائے، لیکن جنگ میں بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے، مکانوں کو نہ گرایا جائے۔ درختوں اور کھیتیوں کو برباد نہ کیا جائے۔ قیدیوں کو قتل نہ کیا جائے۔ کسی ذی روح کو آگ میں نہ ڈالا جائے۔ جو ہتھیار ڈال دے اسے قتل نہ کیا جائے۔ عبادت گاہوں کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے۔ لوٹ مار سے گریز کیا جائے۔

2018ء میں دہشت گردی کے خلاف علمائے کرام نے "پیغامِ پاکستان" کے نام سے کتابی شکل میں ایک متفقہ فتویٰ جاری کیا جس پر 1800 سے زائد علمائے کرام کے دستخط ہیں۔ اس فتویٰ کو کتابی شکل میں ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد نے شائع کیا۔ اس فتویٰ کا اجرا اسلام آباد میں منعقدہ ایک کانفرنس میں ہوا۔ اس فتویٰ میں دہشت گردی، خون ریزی، خودکش حملوں اور ریاست کے خلاف مسلح جدوجہد کو، خواہ وہ کسی نام یا مقصد سے ہو، حرام قرار دیا گیا ہے اور ان چیزوں سے کیسے نمٹا جائے، اس حوالے سے علماء کرام کی تجاویز بھی شامل ہیں۔ اس فتویٰ کی اہمیت کے لیے یہ کافی ہے کہ اس کو تمام مسالک کے علما و مفتیانِ کرام کی ایک بڑی تعداد نے متفقہ طور پر منظور کیا ہے اور پھر ریاست نے اسے قومی بیانیہ قرار دے دیا ہے۔

علمائے کرام کے موجودہ قومی بیانیہ کی حیثیت اختیار کر جانے والے اس فتویٰ میں یہ بات کہی گئی ہے کہ جہاد صرف ریاست کا حق ہے، ریاست کے اندر ریاست بنانے کی کسی کو اجازت نہیں اور ریاست کی اجازت کے بغیر کوئی جہاد نہیں کرسکتا۔ اس بات پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے اور اس فتویٰ کے بعد اس قسم کے تمام فتاویٰ جن سے دہشت گردوں کی پشت پناہی یا نظریات کو تقویت ملتی ہو، ان سب کو ختم کرنا بھی ضروری ہے۔ ایسے اَفراد یا جماعتیں جو اس کام میں ملوث رہی ہیں، ان کو قومی دھارے میں لانے کی ضرورت ہے۔

فساد فی الارض یعنی دہشت گردی بہت بڑا گناہ اور جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ زمین پر فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ جو لوگ معصوم لوگوں کی جان لیتے ہیں، اپنا نظریہ زبردستی اور دھونس کے ذریعے سے نافذ کرنا چاہتے ہیں یا خود کو آئین و قانون سے بالا سمجھتے ہیں، وہ لوگ فسادی اور دہشت گرد ہیں۔ یہ لوگ اسلام کی تعلیمات سے آشنا نہیں ہوتے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ زمین پر فساد پھیلانے والوں سے خود کو دور رکھے۔

Web version of PCTB Textbook

مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ جہاد کے حقیقی تصور کو سمجھے اور اسے دوسروں تک پہنچائے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ ہر وقت اپنی جان و مال کو اللہ تعالیٰ کے راہ میں قربان کرنے کا عزم رکھے۔ ضرورت پڑنے پر ملّتِ اسلامیہ اور دینِ اسلام کی خاطر اس عزم کو پورا کرے۔ مسلمان ریاست کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ دشمن کے مقابلے میں اپنی قوت تیار رکھے اور اہلِ اسلام کی جان، مال، عزّت اور آبرو کے تحفظ کی ہر ممکن کوشش کرے۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) جہاد کا مقصد ہے:

(الف) زمین کا حصول (ب) امن کا قیام (ج) شہرت (د) بدلہ

(ii) جہاد فرض ہوا:

(الف) مکہ مکرمہ میں (ب) مدینہ منورہ میں (ج) طائف میں (د) حبشہ میں

(iii) 2018ء میں دہشت گردی کے خلاف جاری ہونے والے فتویٰ کو کہا جاتا ہے:

(الف) دستورِ پاکستان (ب) آئینِ پاکستان (ج) تعزیراتِ پاکستان (د) پیغامِ پاکستان

(iv) جہاد بالسّیف کا مقصد زمین سے ختم کرنا ہے:

(الف) غیر مسلموں کو (ب) بے حیائی اور فحاشی کو (ج) فساد فی الارض کو (د) غربت و افلاس کو

(v) جہاد باللسان سے مراد ہے:

(الف) قلم کے ذریعے سے جہاد کرنا (ب) مجاہدین کی مالی مدد کرنا

(ج) تلوار سے جہاد کرنا (د) جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا

2- مختصر جواب دیں۔

(i) قرآن و سنّت کی روشنی میں جہاد فی سبیل اللہ کی ضرورت و اہمیت بیان کریں۔

(ii) جہاد کی فضیلت پر ایک حدیثِ مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

(iii) "پیغامِ پاکستان" کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ وضاحت کریں۔

3- تفصیلی جواب دیں۔

(i) اسلام کے تصور جہاد پر جامع نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں

- طلبہ غزواتِ نبوی پر تقاریر تیار کریں اور انھیں اسمبلی یا کلاس میں پیش کریں۔ جن شہداء کو نشانِ حیدر عطا کیا گیا ہو ان کے نام اور کارنامے اپنی ڈائری میں تحریر کریں۔
- اساتذہ کرام پیغامِ پاکستان کے ضمن میں دیے گئے متفقہ فتویٰ کے نمایاں نکات کے بارے میں طلبہ کو آگاہ کریں۔

Web version of PCTB Textbook

باب ششم

ہدایت کے سرچشمے اور مشاہیرِ اسلام

اَہلِ بیتِ اطہار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمۡ

(1) حضرت امام زین العابدین رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- حضرت امام زین العابدین رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کے حالاتِ زندگی جان سکیں۔
- آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کا واقعہ کربلا میں کردار جان سکیں۔
- آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کی صفات، عبادت و ریاضت اور دینی و معاشرتی خدمات کے روشن پہلوؤں سے آگاہ ہو کر سبق سیکھ سکیں۔
- واقعہ کربلا کے بعد حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے مقصد کی تکمیل میں حضرت امام زین العابدین رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کا کردار جان سکیں۔
- آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کے اخلاق وصفات کو اپنی عملی زندگی میں اپنا سکیں۔
- آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کی قائدانہ صلاحیتوں سے واقفیت حاصل کرتے ہوئے انھیں عملی زندگی کا حصہ بنا سکیں۔

حضرت امام زین العابدین رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے خاندان کے عظیم فرد، حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے صاحب زادے ہیں۔ آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کا نام علی، کنیت ابوالحسن، لقب زین العابدین (عبادت گزاروں کی زینت) اور سید الساجدین (کثرت سے سجدہ کرنے والا) ہے۔ آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ مدینہ منورہ میں 38 ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ نے دو سال اپنے دادا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، دس سال اپنے چچا حضرت امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ اور تیئس (23) سال اپنے والد حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی تربیت میں گزارے اور مختلف علوم حاصل کیے۔

سیدنا امام زین العابدین رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کی عبادت اور تقویٰ میں بڑی شہرت تھی، اس بنا پر انھیں "زین العابدین" کہا جاتا ہے۔ آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کی عبادت و ریاضت کا یہ عالم تھا کہ آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ فرائض ادا کرنے کے ساتھ ساتھ کثرت سے نوافل پڑھا کرتے تھے، اسی وجہ سے زین العابدین مشہور ہوئے۔ آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ جب نماز کے لیے وضو فرماتے تو چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا اور جسم پر لرزا طاری ہو جاتا، پوچھنے والے کو بتاتے کہ تم نہیں جانتے کہ میں اب کس ذات کے سامنے جا کر کھڑا ہونے والا ہوں؟ غربا و مساکین اور دیگر مستحقین کی مدد کرنا آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ اپنا دینی فریضہ سمجھتے تھے۔ رات کے اندھیرے میں غربا و مساکین کی ضروریات پوری کرتے اور فرماتے کہ جو صدقہ رات کے اندھیرے میں دیا جائے وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور سائل تک پہنچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔

Web version of PCTB Textbook

سیدنا زین العابدین رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کا علم وفضل سب کے ہاں مسلّمہ ہے۔ علم اور دین کی مسند پر آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کی پرورش ہوئی، دین میں آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ امام اور علم کا مینار تھے۔ تقوٰی، عبادات اور خشوع وخضوع میں آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ اپنی مثال آپ تھے، حتی کہ آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کے اپنے دور کے سب سے بڑے متقی اور فقیہ ہونے پر اہلِ اسلام کا اتفاق ہے۔ آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کے دور کے بہت بڑے محدث امام زہری رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ سے افضل خاندانِ قریش میں، میں نے کوئی نہیں دیکھا۔ مشہور تابعی حضرت سعید بن مسیب رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کا فرمان ہے کہ سیدنا علی بن حسین رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ سے افضل کوئی شخص میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ امام مالک رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ فرماتے ہیں کہ خانوادۂ رسول میں علی بن حسین رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ جیسا قدر ومنزلت والا کوئی نہیں۔ امام شافعی رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ نے انھیں مدینہ منورہ کا نامور فقیہ قرار دیا ہے۔

یہ اس مبارک دور کی بات ہے جب مدینہ منورہ میں نامور صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمۡ اور معروف تابعین موجود تھے۔ مدینہ منورہ میں آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ سے قرآن کی تفسیر، احادیثِ نبویہ کی روایت اور شریعت کے حلال وحرام کا علم حاصل کرنے والوں میں آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کے فرزند امام محمد باقر رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ اور ان کے علاوہ زہری، عمرو بن دینار، ہشام بن عروہ، یحییٰ بن سعید رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِمۡ وغیرہ جیسے اہلِ علم شامل ہیں۔ ابوسلمہ اور امام طاؤس رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِمَا وغیرہ نے آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ سے احادیث بھی روایت کی ہیں۔

حج کے موقعے پر جب ہشام بن عبد الملک (حاکمِ وقت) نے حضرت امام زین العابدین رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کو پہچاننے سے انکار کیا تو مشہور عرب شاعر فَرَزْدَقْ نے حضرت امام زین العابدین رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کی شان میں جو قصیدہ پڑھا، اس کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

هٰذَا الَّذِيْ تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْأَتَهٗ	یہ وہ ہیں جنھیں مکہ کی سرزمین ان کے قدموں کے نشانات سے پہچانتی ہے
وَالْبَيْتُ يَعْرِفُهٗ وَالْحِلُّ وَالْحَرَمُ	اللہ کا گھر (خانہ کعبہ) اور مکہ سے باہر کی سرزمین اور حرم ان کو پہچانتا ہے
هٰذَا ابْنُ خَيْرِ عِبَادِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ	یہ بہترین بندگانِ خدا کے فرزند ہیں
هٰذَا التَّقِيُّ النَّقِيُّ الطَّاهِرُ الْعَلَمُ	یہ پرہیزگار، پاک و پاکیزہ اور ہدایت کا پرچم ہیں

حضرت امام جعفر صادق رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ سے مروی ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد حضرت امام زین العابدین رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کی ہمیشہ یہ حالت رہی کہ آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ دن کو روزہ رکھتے اور رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزار دیتے۔ افطار کے وقت جب کھانا اور پانی سامنے آتا تو آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ فرماتے کہ میرے باپ اور بھائی بھوکے اور پیاسے شہید ہوئے۔ افسوس یہ کھانا اور پانی ان کو نہ ملا اور رونے لگتے، یہاں تک کہ بمشکل چند لقمے کھاتے اور چند گھونٹ پانی پیتے۔

سانحہ کربلا 61 ہجری کے وقت آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کی عمر 23 سال تھی۔ اس وقت آپ بیمار تھے اور واقعہ کربلا میں بچ جانے والے افراد میں سے تھے۔ آپ کو خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ دمشق میں اُموی حکمران یزید کے سامنے لایا گیا۔ کوفہ اور شام میں آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ نے اسلام کی حقّانیت اور ظلم وعدل کے موضوع پر کئی خطبات دیے جو اپنا ایک خاص علمی، ادبی اور روحانی مقام رکھتے ہیں۔

Web version of PCTB Textbook

معروف سیرت نگار ابن سعد "طبقات" میں لکھتے ہیں کہ "مسلسل بیمار رہنے کے باوجود سیدنا علی بن حسین، زین العابدین رَحْمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ، میدانِ کربلا میں موجود تھے۔ 10 محرم کو نمازِ ظہر پر حضرت امام حسین بن علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان سے آخری ملاقات کی، ان کو اپنی انگوٹھی سونپی اور خاص نصیحتیں کیں، لیکن بیماری کی شدت کی بنا پر وہ لڑائی میں شرکت نہ کر سکے۔

امام زین العابدین رَحْمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ کی کتب میں سے دعاؤں پر مشتمل ایک کتاب "صحیفہ سجادیہ" کے نام سے مشہور ہے۔ نامور مصری مفسر امام طنطاوی لکھتے ہیں کہ "میں نے جب بھی اس کتاب میں ذکر و مناجات پڑھے ہیں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ مخلوق کے عام کلام سے بالا خاص جذب و کیف میں کیے گئے اذکار ہیں۔ امام زین العابدین رَحْمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ کی ایک اور تصنیف "رسالۃ الحقوق" کے نام سے بھی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کے علاوہ، انسان کے اپنے اوپر حقوق، کان، ناک، آنکھ، زبان اور دیگر اعضا کے حقوق ذکر کیے گئے ہیں۔ اس کتاب میں غیر مسلموں کے حقوق کا تذکرہ بھی موجود ہے۔

آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ کے بہت سے اقوالِ زریں مشہور ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

- اجنبی وہ نہیں جو شام و یمن کے شہروں میں اجنبی ہو، اجنبی تو وہ ہے جس کے لیے قبر اور کفن اجنبی ہوں۔
- ہر مسافر کا حق ہے، کہ مقیم لوگ اس کو جگہ اور سکونت میں حصہ دار بنائیں۔
- تربیتِ اولاد تمھاری ذِمّہ داری ہے۔ اس فریضے کی بابت تم جواب دہ ہو، ان کی بہتر پرورش کرو، انھیں نیک آداب سکھاؤ، ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی فرماں برداری میں لاؤ، اس حوالے سے تم جزا یا سزا پاؤ گے۔

25 محرم 95ھ میں آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ نے 57 برس کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور اپنے چچا سیدنا حسن بن علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پہلو میں جَنّۃُ البقیع (بقیع غرقد) میں دفن ہوئے۔ آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ کی اولاد میں حضرت امام محمد باقر رَحْمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ، حضرت عیسیٰ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ اور حضرت زید رَحْمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ شامل ہیں۔

Web version of PCTB Textbook

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) زین العابدین کا معنیٰ ہے:

(الف) عبادت گزاروں کی زینت (ب) کثرت سے سجدہ کرنے والے
(ج) کثرت سے خرچ کرنے والے (د) صلح کرنے والے

(ii) واقعہ کربلا کے وقت حضرت سیدنا زین العابدین رَحْمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ کی عمر تھی:

(الف) اکیس سال (ب) تیئس سال (ج) پچیس سال (د) ستائیس سال

(iii) حضرت امام زین العابدین رَحْمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا:

(الف) رات کے وقت (ب) وضو کرتے وقت (ج) خطبہ دیتے وقت (د) صدقہ ادا کرتے وقت

(iv) حضرت سیدنا امام زین العابدین رَحۡمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ کے فرمان کے مطابق صدقہ:

(الف) اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے (ب) رزق میں اضافہ کرتا ہے

(ج) تنگی دور کرتا ہے (د) غریبوں کا حق ہے

(v) حضرت سیدنا امام زین العابدین رَحۡمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ سپردِ خاک ہوئے:

(الف) دمشق میں (ب) بصرہ میں (ج) کوفہ میں (د) مدینہ منورہ میں

2۔ مختصر جواب دیں۔

(i) حضرت امام زین العابدین رَحۡمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ کا مختصر تعارف بیان کریں۔

(ii) حضرت امام زین العابدین رَحۡمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ کی عبادت و ریاضت کے بارے میں ایک پیراگراف تحریر کریں۔

(iii) حضرت امام زین العابدین رَحۡمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ کی علمی و ادبی خدمات کی وضاحت کریں۔

(iv) حضرت امام زین العابدین رَحۡمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ کے ہم عصر علما و ائمہ کرام رَحۡمَۃُاللہِ عَلَیۡہِم نے آپ رَحۡمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ کے علم و فضل کے بارے میں کن خیالات کا اظہار فرمایا؟

(v) حضرت امام زین العابدین رَحۡمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ کی کربلا میں اپنے والد ماجد سے آخری ملاقات کا حال بیان کریں۔

(vi) سانحہ کربلا کے بعد حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے مقصد کی تکمیل میں حضرت امام زین العابدین رَحۡمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ نے کیا کردار ادا کیا؟

سرگرمیاں

- سیدنا زین العابدین رَحۡمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ کے سیرت و کردار پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں، جس میں ان کا اسم گرامی، ولدیت، پیدائش و لقب، عمر، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔
- سیدنا زین العابدین رَحۡمَۃُاللہِ عَلَیۡہِ کی دینی و ملی خدمات پر کمرا جماعت میں مذاکرے کا اہتمام کریں۔

Web version of PCTB Textbook

(2) حضرت امام زید بن علی رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- حضرت امام زید بن علی رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کے حالاتِ زندگی جان سکیں۔
- حضرت امام زید بن علی رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کی سیرت و کردار سے آگاہ ہو سکیں۔
- حضرت امام زید بن علی رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کی صفات، علم، تفقہ، عبادت و ریاضت اور دینی و معاشرتی خدمات کے روشن پہلوؤں سے آگاہ ہو کر سبق سیکھ سکیں۔
- حضرت امام زید بن علی رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کے اخلاق و صفات سے واقفیت حاصل کر کے ان کو اپنی عملی زندگی میں لا سکیں۔
- حضرت امام زید بن علی رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کی سیرت سے سبق حاصل کر کے اپنی عملی زندگی کا حصہ بنا سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

حضرت امام زید رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ، حضرت امام زین العابدین رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کے بیٹے اور حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پوتے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ اہلِ بیتِ اطہار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ میں نمایاں شخصیت ہیں۔ آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کی ولادت باسعادت 78ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ حضرت امام زین العابدین رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کے بیٹوں میں حضرت امام باقر رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کے بعد آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ بلند قامت، حسین و جمیل اور باوقار شخصیت کے حامل انسان تھے۔ صرف تیرہ سال کی عمر میں قرآنی علوم میں مہارت حاصل کی اور "حلیف القرآن" کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ نے دینِ اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے لیے حجاز، شام اور عراق کا سفر کیا۔

حضرت امام زید بن علی رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ نے حضرت محمد بن حنفیہ رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کی پوتی سیّدہ ریطہ رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہَا سے نکاح فرمایا آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ نے بیشتر علوم اپنے والد حضرت امام زین العابدین رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ اور اپنے بھائی حضرت امام باقر رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ سے حاصل کیے۔ جب آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کے والد ماجد حضرت امام زین العابدین رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کی وفات ہوئی تو آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کی عمر 18 برس تھی، والد کی وفات کے بعد آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ اپنے بھائی حضرت امام باقر رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کی سرپرستی میں آ گئے۔

حضرت امام زید بن علی رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ مدینہ منورہ کے جید اور اکابر علما میں مرکزی حیثیت رکھتے تھے، مختلف اسلامی علوم و فنون کے ماہر تھے، قراءت، علوم قرآنیہ، عقائد، اور علم الکلام پر انھیں مکمل عبور حاصل تھا۔

علم اصول حدیث کے ماہرین نے آپ کو حدیث روایت کرنے میں تابعین میں سے شمار کیا ہے۔ کیوں کہ آپ نے جن صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی زیارت کی ان میں حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ شامل ہیں، جن کا وصال صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ میں سب سے آخر میں ہوا۔

آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کے بھتیجے حضرت امام جعفر صادق رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ نے آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کے علمی مرتبے کے بارے میں فرمایا: اللہ کی قسم! حضرت زید بن علی رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ ہم میں سب سے زیادہ قرآن پڑھنے والے، اللہ کے دین کی سب سے زیادہ سمجھ رکھنے والے اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ اللہ کی قسم دنیا اور آخرت میں اب ہم میں ان کے مثل کوئی بھی موجود نہیں اللہ میرے

چچا پر رحم فرمائے وہ سردار تھے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ نے تقریباً دو سال حضرت امام زید بن علی رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ سے علمی استفادہ کیا اور ان کو فقیہ، عالم، حاضر جواب اور مسائل میں خوب وضاحت کرنے والا پایا۔ آپ کے علم اور تفقُّہ کا یہ عالم تھا کہ محدثین میں امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِم نے آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ سے احادیث مبارکہ روایت کی ہیں۔

حکومتِ اسلامیہ کے قیام اور بقا کی جو کوششیں صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ خصوصًا آپ کے دادا جان حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے واقعہ کربلا 61 ہجری میں کی تھیں، اس کے تسلسل میں آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ نے اپنے وقت میں اَن تھک کوششیں کیں، آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ نے اپنے دور کے مظالم کے خلاف آواز بلند کی تو حضرت امام ابوحنیفہ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ نے آپ کا ساتھ دیا۔ اہلِ بیتِ نبوت کے اس عظیم چشم و چراغ سے عوام الناس کی محبت کا یہ عالم تھا کہ چالیس ہزار لوگوں نے آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

''فقہ زیدیہ'' آپ کی نسبت ہی سے مشہور ہے، آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کی شہادت کے بعد یمن میں باقاعدہ طور پر آپ سے منسوب زیدی حکومت بھی قائم ہوئی۔ آپ کے پیروکاروں کی ایک بڑی تعداد یمن میں پائی جاتی ہے۔

حضرت امام زید بن علی رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ نے اپنے اباؤاجداد کی سیرت وسنّت پر عمل پیرا ہو کر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہوئے ظلم وجور کی حامل قوتوں کا خوب مقابلہ کیا اور اپنے دادا جان حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی طرح زندہ وجاوید ہو گئے۔

آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ لوگوں کو کتاب وسنت کی پیروی اور جابر حکمرانوں سے جہاد اور محروم افراد کی حمایت کی دعوت دیتے تھے۔ آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ قرآنِ مجید کے جیّد عالم تھے اور آپ کی علمی آرا میں قرآن مجید کو مرکزیت حاصل تھی۔ آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کے شاگردوں کی ایک طویل فہرست ہے۔ آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ نے مختلف موضوعات پر متعدد کتب تصنیف فرمائیں۔

حضرت امام زید رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ میں اتحاد امت کا جذبہ کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ اکثر فرمایا کرتے تھے" واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ رات کے تارے میرے ہاتھ لگیں اور وہاں سے گر کر میرا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور اللہ اس کے عوض میں امّت محمدیہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ میں اتحاد پیدا فرما دے۔

خلافتِ اسلامیہ کے قیام کی اسی جدوجہد میں آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ نے چوالیس (44) برس کی عمر میں 122 ہجری کو جامِ شہادت نوش کیا۔ حجاز اور شام کو ملانے والی مشہور شاہراہ موتہ کے شمال میں بائیس (22) کلومیٹر کے فاصلے پر ''ربہ'' کے مقام پر آپ کا مزار ہے۔

دورِ حاضر میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہم حضرت امام زید بن علی رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کی سیرت وکردار، صفات، علم، تفقُّہ فی الدین اور عبادت وریاضت کو اپنائیں۔ آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کی دینی ومعاشرتی زندگی کے مختلف گوشوں سے راہ نمائی حاصل کرتے ہوئے اس کو عملی زندگی کے ہر شعبے میں اپنائیں تاکہ اپنی اخلاقی اور عملی کمزوریاں دور کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی رضا حاصل کر کے کامیاب انسان بن سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حضرت امام زید بن علی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کا لقب ہے:

(الف) حلیف القرآن (ب) زین العابدین (ج) امین الامت (د) ترجمان القرآن

(ii) والد ماجد کی وفات کے وقت حضرت امام زید بن علی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کی عمر تھی:

(الف) آٹھ سال (ب) اٹھارہ سال (ج) اٹھائیس سال (د) اڑتیس سال

(iii) حضرت امام زید بن علی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ سے منسوب فقہ ہے:

(الف) فقہ اثنا عشریہ (ب) فقہ جعفریہ (ج) فقہ حنفیہ (د) فقہ زیدیہ

(iv) وصال کے وقت حضرت امام زید بن علی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کی عمر مبارک تھی:

(الف) بیالیس برس (ب) چوالیس برس (ج) چھیالیس برس (د) اڑتالیس برس

(v) حضرت اما زید بن علی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کے ہاتھ پر بیعت کی:

(الف) تیس ہزار افراد نے (ب) چالیس ہزار افراد نے (ج) پچاس ہزار افراد نے (د) ساٹھ ہزار افراد نے

2۔ مختصر جواب دیں۔

(i) حضرت امام زید بن علی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کا مختصر تعارف بیان کریں۔

(ii) حضرت امام زید بن علی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کے علمی و ادبی مقام کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ نے کیا ارشاد فرمایا؟

(iii) حضرت امام زید بن علی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کی دینی و معاشرتی خدمات کی وضاحت کریں۔

(iv) حضرت امام زید بن علی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ نے اپنے اباواجداد کی سنّت پر عمل کرتے ہوئے ظلم و جبر کا کس طرح مقابلہ کیا؟

(v) حضرت امام زید بن علی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کی علم حدیث کے حوالے سے خدمات تحریر کریں۔

سرگرمیاں

- حضرت امام زید بن علی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کے حالات زندگی پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنوائیں جس میں ان کا اسم گرامی، ولدیت، پیدائش ولقب، عمر، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔
- اساتذہ کرام حضرت امام زید بن علی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کی علمی، دینی اور جہادی خدمات پر مذاکرہ کروائیں۔
- اساتذہ کرام حضرت امام زید بن علی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کی سیرت کے مختلف گوشوں سے طلبہ کو آگاہ کریں۔

Web version of PCTB Textbook

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(1) حضرت اَبو مُوسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالاتِ زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
- تربیتِ نبوی کے نتیجے میں ان کے امتیازی پہلوؤں سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاق وصفات سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوش الحانی کی صفت سے آگاہ ہو سکیں۔
- قرآن مجید اور حدیثِ نبوی کے حوالے سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دینی و علمی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت و کردار کے مختلف پہلوؤں سے سبق حاصل کر کے اپنی زندگیوں کو ان کے مطابق ڈھال سکیں۔
- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوش الحانی کی صفت سے آگاہ ہو کر تجوید کے ساتھ حُسنِ قراءت کا ذوق پیدا کر سکیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبداللہ اور کنیت ابوموسیٰ تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام قیس اور والدہ کا نام طیبہ تھا۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن کے رہنے والے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق یمن کے مشہور قبیلہ اشعر سے تھا۔ اسی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشعری مشہور ہوئے۔

مکّہ مکرّمہ میں اسلام کا سورج طلوع ہونے کی خبر سن کر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راہِ حق کی تلاش کے لیے نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خاندان کو دعوت دینے کے لیے یمن لوٹ گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوششوں سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلے کے پچاس افراد نے اسلام قبول کیا۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے یمن پر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عامل مقرر فرمایا۔ دس ہجری میں نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے حج کا اعلان فرمایا تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن سے حج کرنے کے لیے مکّہ مکرّمہ حاضر ہوئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بصرہ اور کوفہ کا والی مقرر فرمایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہاوند اور اصفہان کے علاقے فتح کر کے اسلامی سلطنت میں شامل کیے۔ بصرہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نہر کھدوائی جو "نہرِ ابی مُوسیٰ" کے نام سے مشہور ہے۔

Web version of PCTB Textbook

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت متقی، پرہیزگار اور نیک سیرت صحابی تھے۔ خشیتِ الٰہی، اِتباعِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم، توکّل، شرم و حیا، اُمّتِ مسلمہ کی خیر خواہی، سادگی، خدمتِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم تقویٰ اور پرہیزگاری آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کے نمایاں اوصاف تھے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہ رسالت مآب میں خاص قرب حاصل تھا۔ آپ ان چھے افراد میں سے تھے جن کو عہدِ رسالت میں فتویٰ دینے کی اجازت تھی۔ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "ابوموسیٰ سرتاپا علم کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں"۔

قرآن و سنّت کی اشاعت اور اسے دوسروں تک پہنچانے کے لیے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندگی بھر کوشاں رہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصول تھا کہ جو کچھ کسی کو معلوم ہے وہ ضرور دوسروں تک پہنچنا چاہیے۔ جہاں کہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چند لوگ اکٹھے مل جاتے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان تک کوئی نہ کوئی حدیث پہنچا دیتے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 360 احادیث مروی ہیں، جن میں 50 متفق علیہ ہیں، یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہیں۔

قرآنِ مجید کی تلاوت کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غیر معمولی شغف تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا زیادہ تر وقت قرآنِ مجید کی تلاوت میں گزارتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز اس قدر عمدہ تھی کہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم فرماتے تھے "ان کو لحنِ داوٗدی سے حصہ ملا ہے۔" آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآنِ مجید کی تلاوت اس قدر خوب صورتی اور عمدہ لہجے سے کرتے تھے کہ سننے والوں پر سحر طاری ہو جاتا تھا۔ یہاں تک کہ نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جہاں قرآنِ مجید کی قراءت کرتے ہوئے سنتے، وہیں ٹھہر جاتے۔ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قراءت بہت پسند تھی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دورِ خلافت میں فرمائش کر کے ان سے قرآنِ مجید سنا کرتے تھے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذوالحجہ کے مہینے میں 44 ہجری کو وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر تقریباً 61 سال تھی۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ان کی سیرت و کردار کے مختلف پہلوؤں سے راہ نمائی حاصل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اطاعت کریں، تاکہ ہم دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو سکیں۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصل نام تھا:

(الف) عبداللہ بن قیس　(ب) زید بن ثابت

(ج) انس بن مالک　(د) مالک بن نویرہ

(ii) نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عامل مقرر کیا:

(الف) یمن کا　(ب) بصرہ کا　(ج) کوفہ کا　(د) مصر کا

Web version of PCTB Textbook

(iii) عہدِ رسالت میں کتنے لوگوں کو فتویٰ دینے کی اجازت تھی؟

(الف) دو　　(ب) چار

(ج) چھے　　(د) آٹھ

(iv) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کا سب سے نمایاں وصف تھا:

(الف) عمدہ لہجے میں تلاوتِ قرآنِ مجید　　(ب) توکُّل

(ج) سادگی　　(د) صبروتحمل

(v) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد ہے:

(الف) تین سو بیس　　(ب) تین سو چالیس　　(ج) تین سو ساٹھ　　(د) تین سو اسی

2- مختصر جواب دیں۔

(i) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر تعارف تحریر کریں۔

(ii) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ وضاحت کریں۔

(iii) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دینی و علمی خدمات اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

(iv) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس قدر خوب صورت اور عمدہ لہجے میں قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے تھے؟ وضاحت کریں۔

(v) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کب اور کتنے برس کی عمر میں وفات پائی؟

(vi) قرآن وسنّت کی اشاعت کے حوالے سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خدمات سر انجام دیں؟

سرگرمیاں

- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی اور سیرت و کردار پر کمرا جماعت میں ذہنی آزمائش کے مقابلے کا اہتمام کریں۔
- اساتذہ کرام طلبہ سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنوائیں، جس میں ان کا اسمِ گرامی، ولدیت، پیدائش، القابات، عمر، مروی احادیث کی تعداد، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔

Web version of PCTB Textbook

(2) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے حالاتِ زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
- تربیتِ نبوی کے نتیجے میں ان کے امتیازی پہلوؤں سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے اخلاق وصفات اور عبادت وریاضت سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے مجموعہ احادیث "صحیفہ صادقہ" کے متعلق معلومات حاصل کر سکیں۔
- حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی دینی وعلمی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
- حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی عبادت وریاضت سے سبق حاصل کر کے اپنی زندگیوں کو ان کے مطابق ڈھال سکیں۔
- حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی تدوینِ حدیث کی خدمات کو جان کر علم حدیث میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا نام عبد اللہ، کنیت ابو محمد اور ابو عبد الرحمٰن تھی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے والد کا نام عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور والدہ کا نام ریطہ بنت منبہ تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے اپنے والد سے پہلے اسلام قبول کیا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا زیادہ وقت نبیِ کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں گزارتے اور نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی زبان مبارک سے جو الفاظ ادا ہوتے تھے، وہ لکھ لیتے تھے۔ زُہد وتقویٰ حضرت عبد اللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی شخصیت کا نمایاں پہلو تھا۔ رسولُ اللہ کی مصاحبت سے جو وقت باقی بچتا، وہ یادِ الٰہی میں گزارتے تھے۔ دن بھر روزے کی حالت میں رہتے اور رات عبادت میں گزارتے تھے۔

حضرت رجا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں مسجدِ نبوی میں ایک مرتبہ جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، وہاں حضرت عبد اللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اور حضرت ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی موجود تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو مسجدِ نبوی میں آتے ہوئے دیکھ کر کہا: "کیا میں تمھیں اس شخص کے بارے میں آگاہ نہ کروں جو آسمان والوں کے نزدیک دنیا میں سب سے زیادہ محبوب ہے؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں؟ فرمایا:

"وہ یہ ہیں جو تمھارے سامنے تشریف لا رہے ہیں یعنی حسین بن علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا۔"

حضرت عبد اللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے ارشادات کا ایک مجموعہ جمع کیا جسے صحیفہ صادقہ کہا جاتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی احادیث کی تعداد قریباً سات سو (700) ہے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ میں علم وفضل کے لحاظ سے ایک ممتاز مقام حاصل تھا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو عبرانی زبان پر بھی عبور تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے حلقہ درس میں شرکت کرنے کے لیے لوگ دور دراز کے ممالک سے سفر کر کے آتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے 65 ہجری میں فسطاط میں وفات پائی۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی زندگی میں ہمارے لیے یہ سبق ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے احکام کی روشنی میں زندگی گزاریں اور دینِ اسلام

Web version of PCTB Textbook

کی ترویج واشاعت کے لیے نمایاں کردار ادا کریں، اسی میں ہماری دنیا وآخرت کی کامیابی وکامرانی ہے۔

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی کنیت ہے:

(الف) ابوعبدالرحمٰن (ب) ابوعبداللہ (ج) ابوبکر (د) ابوزید

(ii) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی سیرت کا نمایاں پہلو تھا:

(الف) زہدوتقویٰ (ب) سادگی (ج) صبروتحمل (د) شکروقناعت

(iii) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دیکھ کر کیا ارشاد فرمایا؟

(الف) آسمان والوں کے نزدیک دنیا میں سب سے زیادہ محبوب (ب) آسمان کا ستارہ

(ج) اہل دنیا کا محبوب ترین شخص (د) جنّت کے نوجوانوں کے سردار

(iv) صحیفہ صادقہ مرتب کرنے والی شخصیت ہیں:

(الف) حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا (ب) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

(ج) حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا (د) حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

(v) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی زندگی میں ہمارے لیے سب سے اہم سبق ہے:

(الف) صبروتحمل کا (ب) عفوودرگزر کا (ج) علم وفن سے محبت کا (د) سادگی کا

2۔ مختصر جواب دیں۔

(i) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا مختصر تعارف بیان کریں۔

(ii) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے زہدوتقویٰ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

(iii) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی اہلِ بیتِ اطہار سے محبت کا کوئی ایک واقعہ بیان کریں۔

(iv) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے کب اور کہاں وفات پائی؟

(v) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی دینی وعلمی خدمات تحریر کریں۔

سرگرمیاں

- اساتذہ کی مدد سے حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے صحیفہ صادقہ کی روشنی میں کمرا جماعت میں تدوین حدیث کے بارے میں مذاکرے کا اہتمام کریں
- اساتذہ کرام طلبہ سے حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی حیات مبارکہ پر مشتمل چارٹ بنوائیں، جس میں ان کا اسم گرامی، ولدیت، پیدائش والقابات، عمر، مروی احادیث کی تعداد، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔

Web version of PCTB Textbook

(3) حضرت عَمرو بن اُمیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- حضرت عمرو بن اُمیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالاتِ زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
- تربیتِ نبوی کے نتیجے میں ان کے امتیازی پہلوؤں سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- حضرت عمرو بن اُمیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارت کاری کے واقعات کا جائزہ لے سکیں۔
- حضرت عمرو بن اُمیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارت کاری (حبشہ و روم) کو جان کر اس کے آداب کے بارے میں جان سکیں۔
- حضرت عمرو بن اُمیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دینی خدمات کو سمجھ کر عملی زندگی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عمرو، کنیت ابواُمیّہ تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام امیہ بن خویلد تھا۔ حضرت عمرو بن امیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ احد کے بعد نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

6 ہجری میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت عمرو بن امیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شاہِ حبشہ نجاشی کے پاس اسلام کی دعوت کا خط دے کر بھیجا۔ اس خط میں نجاشی کو دعوتِ اسلام دینے کے علاوہ مہاجرین کی میزبانی کی سفارش اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام نکاح کا پیغام بھی شامل تھا۔ نجاشی نے نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حکم سے ایک سریہ میں بھی شرکت کی۔

حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شجاعت و بہادری اور جرات و دلیری میں عربوں میں سے ممتاز تھے۔

وفات

حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات 60 ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ حکومت میں ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں دفن ہوئے۔ حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی 20 احادیث کتابوں میں موجود ہیں۔

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حضرت عمرو بن اُمیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ہے:

(الف) ابواُمیّہ (ب) ابوبکر (ج) ابوسلمہ (د) ابوعبدالرحمن

(ii) حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ کے بعد اسلام قبول کیا:

(الف) غزوۂ احد (ب) غزوۂ خیبر (ج) غزوۂ تبوک (د) غزوۂ حنین

(iii) حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد ہے:

(الف) بیس (ب) چالیس (ج) ساٹھ (د) اسی

2- مختصر جواب دیں۔

(i) حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف بیان کریں۔

(ii) حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارت کاری کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

(iii) حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کب اور کہاں ہوئی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہاں دفن کیا گیا؟

سرگرمیاں

- حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالاتِ زندگی پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں جس میں ان کا اسم گرامی، ولدیت، پیدائش و القابات، عمر، مروی احادیث کی تعداد، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔
- گوگل میپ/نقشہ/گلوب کی مدد سے مدینہ منورہ سے حبشہ اور روم کے جغرافیائی فاصلے کی نشان دہی کروائیں۔

Web version of PCTB Textbook

(4) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالاتِ زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
- تربیتِ نبوی (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم) کے نتیجے میں اُن کے امتیازی پہلوؤں سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارت کاری کی صفت سے آگاہ ہو سکیں۔
- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دینی و جہادی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت و کردار کے مختلف پہلوؤں سے سبق حاصل کر سکیں۔
- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لیے جدوجہد سے آگاہ ہو کر دین کی خدمت کرنے والے بن سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عمرو اور والد کا نام عاص ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق قبیلہ قریش کی شاخ بنو سہم سے تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد اپنے قبیلے کے سردار اور بڑے تاجر تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت سے 47 برس پہلے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ مکرمہ ہی میں پرورش پائی، اپنے والد کے ساتھ تجارت کا پیشہ اختیار کیا اور مختلف تجارتی سفر کیے۔ اسی دوران مختلف ملکوں کے لوگوں سے ملتے جلتے رہے، جس کی وجہ سے آپ کے تجربے اور عقل و دانش میں بہت اضافہ ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کاروبار کے لیے لکھنا پڑھنا بھی سیکھ لیا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچپن ہی سے سپہ گری اور شہ سواری کا فن سیکھا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے: "سپہ گری اور شہ سواری میرے آبا و اجداد کا فن ہے اور میں اسے انسان کا سب سے بڑا جوہر سمجھتا ہوں۔" آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح مکہ سے پہلے آٹھ ہجری میں حضرت عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ بارگاہ رسالت (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم) میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ ان تینوں کے اسلام لانے پر رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم بہت خوش ہوئے اور فرمایا:
"مکہ والوں نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمھاری طرف پھینک دیے ہیں۔"

رسولِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت و بہادری کی وجہ سے بہت سی جنگوں میں انھیں مختلف ذمہ داریاں سونپیں۔ معرکہ ذات السلاسل میں دو سو مجاہدین پر امیر بنا کر بھیجے گئے اور شان دار کامیابی حاصل کی۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفارت کاری کا وسیع تجربہ رکھتے تھے۔ قبولِ اسلام سے پہلے اور اسلام قبول کرنے کے بعد انھوں نے سفارتی مہموں میں بھرپور طریقے سے حصہ لیا۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے ان کی اس صلاحیت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اُنھیں عمان میں سفیر بنا کر بھیجا۔ وہاں پہنچ کر انھوں نے وہاں کے حاکم سے ملاقات کی، اُنھیں اسلام کی دعوت دی، حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم

کا دعوت نامہ پہنچایا، جس سے متاثر ہو کر انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔ خلافتِ راشدہ کے دور میں بھی وہ خلافتِ اسلامیہ کے نمائندے کی حیثیت سے رومی اور ایرانی وفود سے ملنے والے سفارت کاروں میں شامل رہے۔ تمام ادوار میں ان کی سفارت کاری بڑی نمایاں نظر آتی ہے۔

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے وصال کی خبر انھیں عمان ہی میں ملی اور وہ اسے سن کر مدینہ منورہ واپس آ گئے۔ یہاں آئے ہوئے ابھی انھیں کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں فوج کی کمان دے کر فلسطین بھیج دیا۔ اس کارروائی میں انھوں نے نمایاں کردار ادا کیا، اسی طرح دریائے اردن کے مغربی علاقے کی فتح میں ان کا نمایاں کردار تھا۔ آپ جنگ اجنادین، یرموک اور فتح دمشق میں شریک ہوئے، مگر ان کا اصل کارنامہ فتحِ مصر ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام تشریف لائے تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے تنہائی میں ملاقات کی اور کہا کہ انھیں مصر پر حملہ کرنے کی اجازت دی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں اجازت دے دی، یمن کے چار ہزار مجاہدوں کو جن کا تعلق ایک ہی قبیلے سے تھا، ان کی کمان میں دے دیا اور انھوں نے اسی وقت مجاہدین کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ انھوں نے مصر کی سرحد میں داخل ہو کر سب سے پہلے عریش اور اس کے بعد فرسا اور بلبیس وغیرہ کے شہر فتح کیے، پھر مصر کے رومی سپہ سالار تھیوڈور سے سخت مقابلہ ہوا جس میں بہت سے رومی مارے گئے اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ 20 ہجری میں بابل شہر فتح کیا اور 21 ہجری میں خون ریز جنگ کے بعد اسکندریہ ان کے زیر اقتدار آ گیا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عدل و انصاف کا محکمہ قائم کیا، ٹیکس کے قواعد و ضوابط مقرر کیے اور فسطاط شہر کی بنیاد رکھی، جس کا نام چوتھی صدی ہجری میں قاہرہ پڑ گیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو سال کے مختصر عرصے میں مصر جیسا بڑا ملک فتح کر کے اپنی شجاعت و دلیری اور جنگی قیادت کا لوہا منوایا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر مصریوں کی بڑی تعداد نے اسلام قبول کیا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعلیٰ درجے کے منتظم تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے متقی اور پرہیزگار انسان تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش گفتار، قادر الکلام خطیب، سیاست دان اور سپہ سالار تھے۔ ادب اور شاعری سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خاص رغبت تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشہور اقوال میں سے ایک قول ہے کہ "ہزار لائق آدمیوں کی موت سے اتنا نقصان نہیں پہنچتا جتنا ایک نالائق آدمی کے صاحبِ اختیار ہو جانے سے پہنچ جاتا ہے۔"

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم عسکری مہمات میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتماد فرماتے، ان کی قدر کیا کرتے اور ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے رحم و کرم کی دعا کیا کرتے تھے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا:

"عمرو بن العاص (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قریش کے نیک لوگوں میں سے ہیں"۔ (جامع ترمذی: 3845)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انتالیس (39) احادیث مروی ہیں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 43 ہجری میں مصر میں وفات پائی۔

Web version of PCTB Textbook

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلے کا نام تھا:

(الف) بنو عدی (ب) بنو سہم (ج) بنو تیم (د) بنو ثقیف

(ii) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کن کے ہمراہ اسلام قبول کیا؟

(الف) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ب) حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج) حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(iii) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نمایاں وصف تھا:

(الف) سفارت کاری (ب) فقہ (ج) خانہ کعبہ کی تولیت (د) تجارت

(iv) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس شہر کی بنیاد رکھی:

(الف) فسطاط (ب) بصرہ (ج) کوفہ (د) دمشق

(v) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد ہے:

(الف) انتالیس (ب) تینتالیس (ج) سینتالیس (د) اکاون

2۔ مختصر جواب دیں۔

(i) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر تعارف بیان کریں۔

(ii) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کب اسلام قبول کیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام کے وقت نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا؟

(iii) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارت کاری کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ وضاحت کریں۔

(iv) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوئی سے چار نمایاں اوصاف تحریر کریں۔

(v) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر کیسے فتح کیا اور وہاں پر کون سی اصلاحات متعارف کروائیں؟

سرگرمیاں

- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات طیبہ پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں جس میں ان کا اسم گرامی، ولدیت، پیدائش والقابات، عمر، مروی احادیث کی تعداد، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔
- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مفتوحہ علاقوں کا چارٹ بنا کر کمرا جماعت میں آویزاں کریں۔

Web version of PCTB Textbook

(5) حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کے حالاتِ زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
- تربیتِ نبوی (خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم) کے نتیجے میں اُن کے امتیازی پہلوؤں سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کی علمیت، اخلاق وصفات اور جہاد فی سبیل اللہ سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کی ہمشیرگان کی کفالت کے واقعے کو جان سکیں۔
- حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کی دینی وعلمی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
- حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کے علم، تَفَقُّہ اور اخلاق سے سبق حاصل کر کے اپنی زندگیوں کو اُن کے مطابق ڈھال سکیں۔
- حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کی دینی خدمات کو جان کر عملی زندگی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کا نام جابر اور کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ آپ کی والدہ کا نام نُسَیبہ تھا۔ حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کے والد کا نام عبداللہ تھا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کے دادا اپنے قبیلہ کے رئیس تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ بیعت عقبہ ثانیہ میں اپنے والد کے ساتھ اسلام لائے۔ حضرت عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ نے اپنے بیٹے حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کو بلا کر چند نصیحتیں فرمائیں۔ بیٹا! میری خواہش ہے کہ میں احد کا پہلا شہید بنوں، اگر ایسا ہوا تو میرے اوپر جو قرض ہے وہ ادا کرنا اور اپنی بہنوں کا خیال رکھنا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی خواہش کو قبول کیا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ غزوۂ احد میں شہید ہوئے اور وہیں پر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کو دفن کیا گیا۔

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ نے اپنے والد کی شہادت کے بعد ان کی وصیّت پر عمل کرتے ہوئے ایک بیوہ عورت سے صرف اس وجہ سے نکاح کیا تاکہ ان کی بہنوں کی تربیت کے ساتھ ساتھ گھر کا نظام بھی بہتر انداز میں چل سکے۔

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کے والد کی جب شہادت ہوئی تو وہ مقروض تھے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب ہمارے باغ کی کھجوریں پک کر تیار ہو گئیں تو میں نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم میرے باغ میں تشریف لائیں، اپنے دستِ مبارک سے قرض خواہوں میں ان کا قرض تقسیم فرمائیں اور قرض خواہ میرے والد کے قرض سے کچھ معاف فرما دیں تاکہ ہماری طرف سے قرض ادا ہو جائے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم باغ میں تشریف لائے، کھجوروں کو ایک جگہ اکٹھا کروایا، اُن کے اردگرد تین چکر لگائے اور تقسیم کرنے کا حکم دیا، قرض ادا ہو گیا لیکن کھجوروں کے ڈھیر میں کچھ کمی نہ آئی اور وہ جوں کا توں رہا۔
(صحیح بخاری: 3580)

حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ نے غزوہ بدر اور احد میں شرکت کرنے کا عزم کیا لیکن کم عمری کی وجہ سے ان کے والد نے انھیں جہاد میں حصہ لینے سے منع کر دیا۔ باقی غزوات میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ نے نہایت گرم جوشی کے ساتھ شرکت کی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ نے

انیس (19) غزوات میں حضور خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ شرکت فرمائی۔

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو علمِ حدیث کا اس قدر شوق تھا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک حدیث سننے کے لیے مہینوں کی مسافت طے کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن انیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس ایک حدیث کی روایت موجود تھی اور وہ شام میں رہتے تھے۔ جب حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو معلوم ہوا تو انھوں نے ایک اونٹ خریدا، طویل سفر طے کر کے ان کے پاس پہنچے اور وہ حدیث سنی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے 1540 احادیث مروی ہیں۔ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کی حدیثوں کا ایک مجموعہ "صحیفہ جابر بن عبداللہ" کے نام سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف منسوب ہے۔

تحصیلِ علم سے فراغت کے بعد مسجدِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّم میں درسِ حدیث کا آغاز کیا۔ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بصرہ، کوفہ اور مصر تک لوگوں نے ان سے علم حاصل کیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا حلقہ درس خاص شہرت رکھتا تھا۔ دور دراز کے شہروں سے لوگ علمِ حدیث کے حصول کے لیے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے درس میں شرکت کرتے تھے۔

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مسجدِ نبوی (خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّم) میں نماز پڑھنے کے لیے ایک میل کا سفر طے کر کے آتے تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نہایت سادہ زندگی گزاری۔ ایک بار چند صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو گھر پر ملنے آئے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان کو سرکہ پیش کیا اور فرمایا: بسم اللہ سے نوش فرمائیں، سرکہ کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اگر کسی کے پاس احباب آئیں تو جو کچھ میسر ہو وہ پیش کر دے اس میں کوتاہی یا کنجوسی نہ کرے۔ اسی طرح مہمان کا فرض ہے کہ وہ اسے بخوشی قبول کرے، اسے حقیر نہ سمجھے کیوں کہ تکلف میں دونوں کی ہلاکت ہے۔

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جوشِ ایمانی، جرأتِ اظہارِ حق، امر بالمعروف ونھی عن المنکر اور اتباعِ سنّت جیسی اعلیٰ اخلاقی خوبیوں پر فائز تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے غزواتِ نبوی میں بڑی دلیری اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات 74 ہجری میں ہوئی۔

Web version of PCTB Textbook

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے والد کا نام ہے:

(الف) عبداللہ (ب) عبدالرحمٰن (ج) عبدالکریم (د) عبدالجبار

(ii) حضرت عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو میدان میں دفن کیا گیا:

(الف) بدر (ب) احد (ج) البقیع (د) کربلا

(iii) حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جن غزوات میں شرکت فرمائی ان کی تعداد ہے:

(الف) 15 (ب) 17 (ج) 19 (د) 21

(iv) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سن وفات ہے:

(الف) 64ہجری (ب) 74ہجری (ج) 84ہجری (د) 94ہجری

(v) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد ہے:

(الف) ایک سو چالیس (ب) پانچ سو چالیس (ج) دس سو چالیس (د) پندرہ سو چالیس

2- مختصر جواب دیں۔

(i) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر تعارف بیان کریں۔

(ii) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے ان کا قرض کیسے ادا کیا؟

(iii) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بہنوں کی تربیت کا کیا اہتمام فرمایا؟

(iv) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دینی و علمی خدمات کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

(v) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نمایاں اوصاف تحریر کریں۔

(vi) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم حاصل کرنے کا کتنا شوق تھا؟ اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

سرگرمیاں

- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں جس میں ان کا اسم گرامی، ولدیت، پیدائش والقابات، عمر، مروی احادیث کی تعداد، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔
- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت حدیث کے بارے میں مذاکرہ کروایا جائے۔
- اساتذہ کرام طلبہ کو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی کے بارے میں مزید معلومات فراہم کریں۔

Web version of PCTB Textbook

(6) حضرت اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- حضرت اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالاتِ زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
- تربیتِ نبوی (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) کے نتیجے میں اُن کے امتیازی پہلوؤں سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت کے صلہ میں حضرت اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملنے والی دعا کے متعلق جان سکیں۔
- حضرت اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاق و صفات سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- حضرت اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور روایتِ حدیث کے واقعات کا جائزہ لے سکیں۔
- حضرت اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کردار بالخصوص بچپن میں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت کے متعلق جان کر سبق حاصل کر سکیں۔
- حضرت اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی و دینی خدمات کو جان کر عملی زندگی میں انھیں اپنا سکیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام اَنَس، کنیت ابو حمزہ اور لقب خادمِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا نام حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق بنو نجار سے تھا جو انصارِ مدینہ کا ایک معزز قبیلہ تھا۔

حضرت اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرتِ نبوی (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) سے دس سال پہلے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلہ کے اکثر افراد حضور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے قبل اسلام قبول کر چکے تھے

حضرت اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے بھی بیعتِ عقبہ ثانیہ سے قبل اسلام قبول کر لیا تھا جب کہ حضرت اَنَس کے والد نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اور وہ مدینہ منورہ چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کیا۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعتِ عقبہ ثانیہ میں حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے دستِ مبارک پر مکہ مکرمہ جا کر بیعت کی تھی۔ اس طرح حضرت اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورا گھر نورِ ایمان سے روشن تھا۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار فرمائی تو حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور درخواست کی کہ اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی خدمت میں قبول فرما لیجیے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے منظور فرمایا جس بنا پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خادمِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے لقب سے شہرت پائی۔

حضرت اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی وفات تک اپنے فرض کو بخوبی سر انجام دیا، وہ کم و بیش دس برس نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں رہے اور انھیں ہمیشہ اس شرف پر ناز رہا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ فجر کی نماز سے پہلے درِ اقدس پر حاضر ہو جاتے اور دوپہر کو اپنے گھر واپس آتے، ظہر کے وقت پھر حاضر ہوتے اور عصر تک رہتے، نمازِ عصر پڑھ کر اپنے گھر کا رُخ کرتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر و حضر میں ہمیشہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

Web version of PCTB Textbook

محبت سے ''اُنیس'' کہہ کر مخاطب فرماتے تھے۔

حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دس برس نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کی خدمت کی، لیکن اس عرصے میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کبھی خفا نہ ہوئے اور نہ کبھی کسی کام کے بارے میں یہ فرمایا کہ اب تک کیوں نہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کثیر اولاد سے نوازا تھا اور یہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کی دعا کا اثر تھا۔ ایک مرتبہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اُم سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے دعا فرما دیں۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم نے دیر تک دعا کی اور آخر میں یہ کلمات زبان مبارک سے ارشاد فرمائے:

''اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ فِيْمَا اَعْطَيْتَهٗ'' (صحیح مسلم: 2480)

ترجمہ: اے اللہ! انس کے مال میں اضافہ فرما اور اس کی اولاد زیادہ کر اور جو تُو نے اس کو عطا فرمایا ہے، اس میں برکت دے۔

حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ دو باتیں پوری ہوئیں اور تیسری کا منتظر ہوں۔ مال کی یہ حالت تھی کہ انصار میں کوئی شخص ان کے برابر مال دار نہ تھا۔ اولاد میں اس قدر برکت تھی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹوں، بیٹیوں اور پوتے اور پوتیوں کی تعداد 100 سے زیادہ تھی۔

حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی اولاد سے بہت محبت تھی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر اپنے مکان پر رہتے تھے اور اپنے بیٹوں کو خود تعلیم دیتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے تابعین میں خاص عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے جو حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیم کا اثر تھا۔ تعلیم و تعلّم کے علاوہ حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماہر تیر انداز بھی تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیٹوں کو خود تیر اندازی سکھاتے تھے۔

حبّ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم، اتباع سنّت، امر بالمعروف اور حق گوئی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نمایاں اوصاف تھے۔ حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم سے محبت کا یہ عالم تھا کہ صبح اُٹھ کر کاشانۂ نبوت کی زیارت سے آنکھوں کو ٹھنڈا کرتے تھے، صبح کاذب کی تاریکی میں حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ کم سن بچہ بستر راحت سے اٹھتا اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کا سامانِ وضو مہیا کرنے کے لیے مسجدِ نبوی کا راستہ لیتا تھا۔ ایامِ شباب میں ان کی محبت کی کوئی حد نہ تھی۔ وہ شمعِ نبوت پر پروانہ وار فدا تھے۔

حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت فیاض تھی۔ آپ نہایت ملنسار اور صبر و استقامت والے تھے۔ گفت گو بہت سادہ اور راست گوئی سے فرماتے تھے، ہر فقرہ تین بار دہراتے، کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو تین بار اجازت طلب کرتے اور انتہائی سادہ کھانا تناول فرماتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کی بارگاہ میں جو قرب حاصل تھا اس کی وجہ سے ہر شخص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محبت اور عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔

علم حدیث کی طرح آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علمِ فقہ میں بھی کمال حاصل تھا۔ حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حدیث روایت کرنے میں انتہائی اہم مقام حاصل تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار ان جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ہوتا ہے جن کو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم نے حدیث قلم بند کرنے کی تلقین فرمائی اور انھوں نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کے اقوال کو لکھ کر محفوظ فرمایا۔

حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترانوے (93) ہجری میں وفات پائی۔ وفات سے قبل چند ماہ بیمار رہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گرد شاگردوں اور عقیدت مندوں کا ہجوم رہتا تھا اور دور و نزدیک سے لوگ عیادت کو آتے تھے۔ بصرہ میں وصال فرمانے والے

Web version of PCTB Textbook

صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُم میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ آخری صحابی رسول خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّم ہیں۔

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حضرت اَنس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی کنیت ہے:

(الف) ابوحمزہ (ب) ابوبکر (ج) ابوتراب (د) ابوصالح

(ii) حضرت اَنس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی والدہ ہیں:

(الف) حضرت اُم ایمن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا (ب) حضرت اُم سُلیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا

(ج) حضرت اُم عمارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا (د) حضرت اسماء بنت ابی بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمَا

(iii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّم محبت سے حضرت اَنس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کو جس نام سے مخاطب فرماتے تھے:

(الف) انیس (ب) عمیر (ج) اویس (د) فضیل

(iv) حضرت اَنس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کو جس علم میں کمال حاصل تھا:

(الف) فقہ (ب) سائنس (ج) نجوم (د) فلکیات

(v) حضرت اَنس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کا لقب ہے:

(الف) خادمِ رسول (ب) امین الامۃ (ج) ترجمان القرآن (د) سیف اللہ

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) حضرت اَنس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّم سے محبت کا کیا عالم تھا؟ وضاحت کریں۔

(ii) حضرت اَنس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے کتنے سال نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّم کی خدمت کی؟

(iii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّم کے درِ اقدس پر حاضری کے حوالے سے حضرت اَنس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کا کیا معمول تھا؟

(iv) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّم نے حضرت اَنس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے لیے کیا دعا فرمائی؟ اور اس سے انھیں کیا برکات حاصل ہوئیں؟

(v) حضرت اَنس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی چند صفات بیان کریں۔

(vi) حضرت اَنس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی علمی و دینی خدمات اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

سرگرمیاں

- حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی حیاتِ طیبہ پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں جس میں ان کا اسمِ گرامی، ولدیت، پیدائش و القابات، عمر، مروی احادیث کی تعداد، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔
- اساتذہ کرام حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے حوالے سے طلبہ کو آگاہ کریں۔

Web version of PCTB Textbook

صحابیات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُنَّ

حضرت شفا، حضرت اُمِّ سُلَیم، حضرت اُمِّ عطیّہ، حضرت اُمِّ ایمن حضرت اُمِّ عمارہ اور حضرت اسماء بنت ابی بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُنَّ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- مذکورہ صحابیات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُنَّ کے حالات زندگی اور مقام و مرتبہ سے واقف ہو سکیں۔
- مذکورہ صحابیات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُنَّ کی سیرت و معاشرتی کردار سے واقف ہو سکیں۔
- عہدِ نبوی میں خواتین کو تحصیل علم اور معاشرتی کردار ادا کرنے کے یکساں مواقع فراہم کیے جانے کی حوصلہ افزائی کا ادراک کر سکیں۔
- مذکورہ صحابیات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُنَّ کی علمی و طبی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
- مذکورہ صحابیات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُنَّ کے معاشرتی کردار کے بارے میں جان کر اپنی عملی زندگی میں ان کے کردار کی پیروی کر سکیں۔
- ان کی علمی و طبی خدمات سے متاثر ہو کر اعلیٰ تعلیم کے حصول کے جذبے سے سرشار ہو کر معاشرے میں کردار ادا کر سکیں۔

Web version of PCTB textbook

حضرت شِفا بنت عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا کا نام شفا اور والد کا نام عبداللہ بن عبد شمس تھا۔ حضرت شفا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا کی والدہ کا نام فاطمہ بنت وہب تھا۔ حضرت شفا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا کا نکاح حضرت ابو حشمہ بن حذیفہ عدوی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ سے ہوا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا نے ہجرت سے قبل اسلام قبول کیا۔

حضرت شفا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا کو نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے بہت محبت تھی۔ انھوں نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے لیے علیحدہ بچھونا بنا رکھا تھا، جس پر آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تشریف فرما ہوتے اور اس میں آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا پسینہ جذب ہوتا تھا، جس سے خوش بُو آتی رہتی تھی، حضورِ اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی استعمال کردہ چیزیں یقیناً بڑی متبرک تھیں، حضرت شِفا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا کے کے بعد ان کی اولاد نے ان تبرکات کو نہایت محبّت و عقیدت سے محفوظ رکھا۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت شِفا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا کو ایک مکان بھی عنایت فرمایا تھا، جس میں وہ اپنے بیٹے کے ساتھ رہائش پذیر تھیں۔ زمانہ جاہلیت میں بھی حضرت شفا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا لکھنا پڑھنا جانتی تھیں اور مشہور طبیبہ بھی تھیں۔ حضرت شفا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اور حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ سے چند احادیث بھی روایت کی ہیں۔ حضرت شِفا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا کی مرویات کی تعداد بارہ ہے۔

حضرت اُمِّ سُلَیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام سھلہ یا رملہ تھا، آپ کی کنیت ام سُلَیم اور لقب غمیصا اور رمیصا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد کا نام ملحان بن خالد تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ کا نام ملیکہ بنت مالک تھا۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پہلا نکاح مالک بن نضر سے ہوا۔

حضرت اُمِّ سُلَیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مدینہ منورہ میں اسلام قبول کیا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں نکاح کا پیغام بھیجا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام قبول کرنے کی شرط عائد کی۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کر لیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو اپنا مہر معاف کرتے ہوئے کہا: "میرا مہر اسلام ہے"۔ حضرت اُمِّ سُلَیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے صاحب زادے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی بارگاہ میں خدمت کے لیے پیش کیا جنھوں نے دس برس تک آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خوب خدمت کی۔

حضرت اُمِّ سُلَیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غزوات میں بھی حصہ لیا۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم انصار کی چند عورتوں اور خصوصاً حضرت اُمِّ سُلَیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غزوات میں ساتھ رکھتے تھے۔ یہ خواتین لوگوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں، غزوہ احد، غزوہ خیبر اور غزوۂ حنین میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شرکت فرمائی۔

حضرت اُمِّ سُلَیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں جنّت میں گیا تو مجھے آہٹ محسوس ہوئی میں نے کہا کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ غمیصا بنت ملحان ہیں۔

حضرت اُمِّ سُلَیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے چند حدیثیں بھی مروی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ حضرت اُمِّ سُلَیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے بہت محبت تھی۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم ان کے ہاں تشریف لے جاتے تھے۔ ایک دفعہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ان کے ہاں پانی کی مشک سے مُنھ لگا کر پانی پیا تو انھوں نے مشک کا وہ ٹکڑا کاٹ کر اپنے پاس محفوظ کر لیا، کیوں کہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے ہونٹ مبارک اس سے مس ہوئے تھے۔ حضرت اُمِّ سُلَیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت صابر، مستقل مزاج اور سخاوت کرنے والی خاتون تھیں۔

حضرت اُمِّ عطیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کا نام نسیبہ بنت حارث تھا، کنیت اُمِّ عطیّہ تھی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعلق انصار کے قبیلہ ابو مالک بن النجار سے تھا۔ حضرت اُمِّ عطیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہجرت مدینہ سے قبل مسلمان ہوئیں۔ حضرت اُمِّ عطیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عہدِ رسالت میں سات معرکوں میں شریک ہوئیں، جن میں وہ مردوں کے لیے کھانا پکاتیں، سامان کی حفاظت، مریضوں کی تیمارداری اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔

8 ہجری میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا تو حضرت اُمِّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور چند عورتوں نے مل کر ان کو غسل دیا۔ حضرت اُمِّ عطیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چند حدیثیں بھی روایت کی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین کرام

Web version of PCTB Textbook

ان سے میّت نہلانے کا طریقہ سیکھتے تھے۔ حضرت اُمِّ عطیّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا احکامِ نبوی کی خصوصی پابندی کرتی تھیں۔ نبیِ کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم نے بیعت لیتے ہوئے جن امور کا ان سے وعدہ لیا تھا، انھوں نے ہمیشہ ان کی پاسداری کی۔

حضرت اُمِّ ایمن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا نام برکا اور کنیت اُمِ ایمن ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا حبشہ کی رہنے والی تھیں۔ حضرت اُمِ ایمن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کے والد گرامی حضرت عبد اللہ کی خادمہ تھیں۔ حضرت اُمِ ایمن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بچپن سے حضرت عبد اللہ کے ساتھ رہیں اور جب انھوں نے انتقال کیا تو حضرت آمنہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس رہنے لگیں۔ اس کے بعد دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا۔ بچپن میں نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کی انھوں نے ہی پرورش کی۔ حضرت اُمِ ایمن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے شوہر کے انتقال کے بعد ان کا نکاح حضرت زید بن حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ہوا۔

حضرت اُمِ ایمن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ واپس آئیں تو غزوہ احد میں شرکت کی۔ اس موقع پر وہ لوگوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی تیمارداری کرتی تھیں۔ غزوہ خیبر میں بھی شریک ہوئیں۔

11 ہجری میں نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم نے وصال فرمایا تو حضرت اُمِ ایمن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سخت مغموم تھیں اور رو رہی تھیں حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سمجھایا کہ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس بہتر چیز موجود ہے فرمانے لگیں: یہ خوب معلوم ہے اور یہ رونے کا سبب بھی نہیں، میں تو اس لیے رو رہی ہوں کہ اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر اس جواب کا اس قدر اثر ہوا کہ وہ بھی ان کے ساتھ مل کر زارو قطار رونے لگے۔

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے دو بیٹے تھے، حضرت ایمن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پہلے شوہر سے تھے۔ وہ صحابی رسول تھے اور غزوہ خیبر میں شہید ہوئے۔ دوسرے بیٹے حضرت اسامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کے محبوب خاص تھے۔ نہایت جلیل القدر صحابی تھے اور نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کو ان سے بہت محبت تھی۔

حضرت اُمِ ایمن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم سے چند حدیثیں روایت کی ہیں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نہایت عمدہ اخلاق کی مالک تھیں۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم ان کی نہایت عزت کرتے، آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم فرماتے تھے کہ اُمِ ایمن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا میری ماں ہیں۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم اکثر و بیشتر ان کے مکان پر خود تشریف لے جاتے۔

حضرت اُمِّ عمارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا نام نُسَیبہ اور کنیت ام عمارہ تھی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا تعلق قبیلہ بنو نجار سے تھا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے بیعتِ عَقبہ ثانیہ میں شرکت کی۔ اس بیعت میں تہتّر (73) مرد اور دو عورتیں شامل تھیں۔ حضرت اُمِ عمارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا بھی ان ہی میں شمار ہوتا ہے۔

Web version of PCTB Textbook

غزوہ احد میں شریک ہوئیں اور نہایت بہادری سے لڑیں۔ وہ مشک میں پانی بھر کر لوگوں کو پلا رہی تھیں تو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے پاس پہنچیں اور سینہ سپر ہو گئیں، کفار جب نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم پر حملہ کرتے تھے تو تیر اور تلوار سے روکتی تھیں ۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا فرمان ہے کہ میں نے احد میں اُم عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے دائیں اور بائیں لڑتے ہوئے دیکھا۔ غزوہ اُحد میں اُنھوں نے ایک کافر کو قتل کیا تھا، حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیعتِ رضوان، غزوۂ خیبر اور فتح مکہ میں بھی شرکت کی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں یمامہ کی جنگ پیش آئی۔ یہ جنگ مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی جو نبوت کا جھوٹا دعوے دار تھا۔ حضرت اُم عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے ایک بیٹے حبیب کو لے کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ جب مسیلمہ کذاب نے ان کے بیٹے کو شہید کر دیا تو انھوں نے منت مانی کہ یا مسیلمہ کذاب قتل ہوگا یا وہ خود جان دے دیں گی۔ یہ کہہ کر تلوار کھینچ لی اور میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئیں اور اس بہادری سے مقابلہ کیا کہ انھیں کئی زخم آئے، یہاں تک کہ ایک ہاتھ کٹ گیا۔ اس جنگ میں مسیلمہ کذاب بھی مارا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے چند احادیث مروی ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات 13 ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی اور انھیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام اسماء اور لقب ذاتُ النِّطاقَین تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہجرت سے ستائیس (27) سال قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر کی طرح قبول اسلام میں سبقت کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایمان لانے والوں میں اٹھارواں نمبر تھا۔

جب نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفیقِ سفر تھے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم دوپہر کو ان کے گھر تشریف لائے اور ہجرت کا خیال ظاہر فرمایا۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سفر کا سامان تیار کیا، دو تین دن کا کھانا ساتھ رکھا، نِطاق (کمر بند) جس کو عرب عورتیں کمر پر لپیٹتی ہیں پھاڑ کر اس سے برتن کا منھ باندھا، یہ وہ شرف تھا جس کی بنا پر آج تک ان کو ذات النّطاقین (دو کمر بند والی) کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینہ منورہ پہنچ کر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور قُبا میں قیام کیا۔ یہاں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے، ان کو لے کر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے عبد اللہ کو گود میں لیا، گھٹی دی اور ان کے لیے دعا فرمائی۔

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عظمت و بزرگی کا ہر شخص معترف ہے۔ خلافت راشدہ کے بعد حجاز کے بڑے علاقے پر ان کی حکومت قائم ہوئی۔ اس لیے تمام دنیائے اسلام نے ان کی صدا پر لبیک کہی۔ عہدِ بنو اُمیہ میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما شہید کر دیے گئے۔ حجاج بن یوسف نے ان کی لاش کو سولی پر لٹکا دیا۔ تین دن گزرنے پر حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کنیز کو ساتھ لے کر اپنے بیٹے کی لاش پر آئیں۔ لاش الٹی لٹکی تھی، دل تھام کر اس منظر کو دیکھا اور نہایت استقلال سے کہا "کیا اس سوار کے گھوڑے سے اترنے کا ابھی

Web version of PCTB Textbook

وقت نہیں آیا۔"

حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نیک طبع خاتون تھیں، حق گوئی ان کا خاص شعار تھا۔ نہایت صابرہ تھیں۔ حجاج بن یوسف جیسے ظالم اور جابر کے سامنے انھوں نے حق گوئی سے کام لیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی شہادت ایک ماں کے لیے قیامت سے کم نہ تھی لیکن اس پر انھوں نے جس عزم و ہمت، صبر و تحمل اور استقلال سے کام لیا اس کی مثال تاریخ میں بہت کم ملتی ہے۔ حد درجہ خوددار، باہمت اور تواضع وانکسار کی پیکر تھیں۔

حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم سے چھپن (56) احادیث روایت کی ہیں۔ حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے تہتر (73) ہجری میں 100 سال کی عمر میں وفات پائی۔

صحابیات کے حالات زندگی میں مسلمان خواتین کے لیے یہ سبق ہے کہ وہ اپنی زندگیوں کو اللہ تعالیٰ اور نبیِ کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کے احکام کی روشنی میں گزاریں، زندگی کے مختلف شعبہ جات میں نمایاں کردار ادا کریں اور ملک وملّت کا نام روشن کریں۔

Web version of PCTB Textbook

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حضرت شِفا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے والد کا نام ہے:

(الف) عبداللہ (ب) عبدالرحمن (ج) عبدالشمس (د) عبدالمطلب

(ii) حضرت شفا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی احادیث کی تعداد ہے:

(الف) دس (ب) بارہ (ج) چودہ (د) سولہ

(iii) غزوات کے دوران میں زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں:

(الف) حضرت ام حبیبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا (ب) حضرت اُمِ عطیّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا
(ج) حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا (د) حضرت سمیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا

(iv) حضرت اُمِ سلیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کے ہونٹ مبارک سے مس شدہ کون سا ٹکڑا محفوظ کیا؟

(الف) روٹی کا ٹکڑا (ب) پنیر کا ٹکڑا (ج) مشک کا ٹکڑا (د) کدو کا ٹکڑا

(v) حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی والدہ کا نام ہے:

(الف) حضرت ام سلیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا (ب) حضرت شفا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا
(ج) حضرت ام عطیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا (د) حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا

(vi) حضرت اُمِ ایمن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا آبائی علاقہ تھا:

(الف) شام (ب) مصر (ج) حبشہ (د) ایران

(vii) حضرت اُمِ ایمن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے غزوات میں خدمت سرانجام دی:

(الف) زخمیوں کو پانی پلانے کی (ب) دشمن کا مقابلہ کرنے کی (ج) زرہ تیار کرنے کی (د) تیراندازی کی

(viii) جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے، حضرت اُمِ عمارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے:

(الف) بیٹے (ب) بھائی (ج) شوہر (د) غلام

(ix) حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بیٹی ہیں:

(الف) حضرت اُمِ عمارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا (ب) حضرت اُمِ عطیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا

(ج) حضرت صفیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا (د) حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا

(x) حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے بیٹے کا نام ہے:

(الف) حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا (ب) حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

(ج) حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا (د) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

-2 مختصر جواب دیں۔

(i) حضرت شِفا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا مختصر تعارف بیان کریں۔

(ii) حضرت شِفا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم سے محبّت کا کیا عالم تھا؟

(iii) حضرت ام سلیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے غزوات میں کیا خدمات سرانجام دیں؟

(iv) حضرت ام سلیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم سے محبت کا کوئی ایک واقعہ تحریر کریں۔

(v) حضرت ام عطیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا مختصر تعارف بیان کریں۔

(vi) حضرت ام عطیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا عہدِ نبوی میں کیا خدمات انجام دیتی تھیں؟

(vii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کے وصال کے وقت حضرت اُمِ ایمن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے رونے کا سبب کیا تھا؟

(viii) حضرت ام ایمن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی اسلام کے لیے دو خدمات بیان کریں؟

(ix) حضرت ام عمارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا مختصر تعارف تحریر کریں۔

(x) حضرت ام عمارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے غزوات میں کیا خدمات سرانجام دیں؟

(xi) ہجرتِ مدینہ میں حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے کیا کردار ادا کیا؟

(xii) حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے نمایاں اوصاف تحریر کریں۔

سرگرمیاں

- مذکورہ صحابیات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کے حالاتِ زندگی پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں جس میں ان کے اسمائے گرامی، ولدیت، پیدائش و القاب، قبیلہ، عمر، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔

Web version of PCTB Textbook

صُوفیہ کرام رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِمۡ

ابوالقاسم قُشَیرِی، شیخ فریدالدّین عطّار، خواجہ نظامُ الدّین دہلوی
سید عبداللطیف کاظمی (المعروف امام بری)، مولانا عبدالرحمٰن جامی اور لعل شہباز قلندر رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِمۡ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- مذکورہ شخصیات کے حالاتِ زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
- ان کے اخلاق و صفات سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- مذکورہ صوفیہ کرام کے دینی و معاشرتی کردار کے بارے میں جان کر اپنی عملی زندگی میں ان کے طرزِ حیات کی پیروی کر سکیں۔
- ان کی سیرت کے روشن پہلوؤں اور تعلیمات سے سبق حاصل کر کے دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکیں۔
- اشاعتِ اسلام، روحانیت اور تزکیہ نفس کے فروغ میں ان کی خدمات سے مختصر طور پر آگاہی حاصل کر سکیں۔
- ان صوفیہ کرام کی معاشرتی و روحانی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
- مذکورہ صوفیہ کرام کی زندگی کا مطالعہ کر کے اپنی اصلاح کی فکر کر سکیں۔
- اہل اللہ کی صحبت کے فوائد و ثمرات کے بارے میں جان کر مستفید ہو سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

حضرت ابوالقاسم قُشَیرِی رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ

آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کا نام عبدالکریم تھا۔ اپنے آبا و اجداد میں ایک بزرگ قشیر کی وجہ سے قشیری معروف ہوئے۔ آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کی پیدائش 986ء میں ایران کے علاقے نیشاپور کے قریب استوا نامی بستی میں ہوئی۔ بچپن ہی میں آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کے والد وفات پا گئے۔ امام قشیری نے دین و تصوف کی بنیادی تعلیم اپنے شیخ ابو علی دقاق رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ سے حاصل کی۔

اَلتَّیۡسِیۡرُ فِیۡ عِلۡمِ التَّفۡسِیۡر اور لَطَآئِفُ الۡاِشَارَات فِیۡ تَفۡسِیۡرِ الۡقُرۡاٰنِ، علم التفسیر میں آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کی نمایاں کتب ہیں۔ اسمائے باری تعالیٰ پہ اَلتَّحۡبِیۡر فِیۡ عِلۡمِ التَّذۡکِیۡرِ فِیۡ مَعَانِیۡ اِسۡمِ اللّٰہِ تَعَالٰی آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کی معتبر کتاب ہے جو اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ قرونِ اُولیٰ کے صوفیہ کرام علم دین اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے لبریز قلوب و اذہان کے مالک تھے۔

آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ نے چالیس موضوعات پر احادیث مبارکہ جمع کی ہیں، جو معاشرتی اصلاح کے حوالے سے اپنا خاص مقام رکھتی ہیں۔ تصوّف میں حضرت امام قشیری رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کی تصنیف ''رسالہ قشیریہ'' ایک ایسا مختصر اور جامع رسالہ ہے، جس میں تصوّف کے تمام پہلوؤں کو زیر بحث لایا گیا ہے، جس کی ابتدا میں تصوّف کے اصول بیان کیے گئے ہیں، اس کے بعد 83 صوفیہ کرام کے حالات قلم بند کیے گئے ہیں۔

امام قشیری رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کی وفات 1072 عیسوی میں نیشاپور میں ہوئی، آپ کو آپ کے مرشد ابو علی دقاق رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

حضرت شیخ فرید الدین عطّار رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ

آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ ایران کے شہر نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کا نام ابوحمید تھا، لیکن قلمی نام فرید الدین سے مشہور ہوئے۔ عطّار کا لقب آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کے پیشے کی وجہ سے مشہور ہوا۔ آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ خوش بو اور ادویہ سازی کے ماہر تھے۔ آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کے مطب سے سیکڑوں لوگ روزانہ فیض یاب ہوتے تھے۔

آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کے اساتذہ میں مجدّ الدّین بغدادی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کا نام سرفہرست ہے۔ آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ نے مختلف علوم وفنون خصوصاً علم الکلام، فلسفہ، قرآن وحدیث، فقہ، طب اور خصوصاً ادب میں مہارت حاصل کی، آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ فارسی کے مشہور شاعر تھے۔

تذکرۃ الاولیاء، پند نامہ اور منطق الطیر آپ کی مشہور اصلاحی کتب ہیں، جن کا موضوع حالاتِ اولیا، نصیحت اور تصوُّف ہے۔

1221ء میں تاتاریوں کے ہنگاموں کے دوران میں 114 سال کی عمر میں آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کی شہادت ہوئی۔ آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کا مزار مبارک نیشاپور میں واقع ہے۔

Web version of PCTB Textbook

حضرت خواجہ نظامُ الدّین اولیا دہلوی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ

برّصغیر پاک و ہند میں سلسلہ چشتیہ کے معروف صوفی بزرگ ہیں۔ آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ اہل بیت کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کا نام محمد نظام الدین، والد کا نام احمد بخاری، سلطان الاولیا اور محبوب الٰہی مشہور القابات ہیں۔ آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کے آباواجداد بخارا سے ہجرت کر کے بدایون آباد ہوئے، وہیں بدایون میں 1237ء میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ پانچ برس کی عمر میں آپ کے والد کا وصال ہوا۔ آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کے والد بدایون کے قاضی تھے۔ پندرہ (15) برس کی عمر میں دہلی تشریف لائے۔ قرآن و حدیث اور فقہ کی تعلیم نامور علما سے حاصل کی۔

بیس سال کی عمر میں اجودھن موجودہ پاک پتن شریف میں بابا فرید الدین گنج شکر رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور چھے پاروں کا درس حاصل کیا۔ آپ اپنے شیخ کے حکم پر دہلی تشریف لائے اور خلقِ خدا کی خدمت کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کا مزار مبارک دہلی میں ہی ہے۔ آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ اپنے مریدین کو کثرت سے قرآنِ مجید کی تلاوت کی ہدایت فرماتے۔ آپ کو علومُ القرآن پر خاص دسترس حاصل تھی۔

آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ نے پوری زندگی طلبِ علم، عبادات، ریاضت و مجاہدہ اور لوگوں کی تربیت و اصلاح میں گزار دی، آپ متقی، پرہیزگار، صاحبِ سخاوت و ایثار، دل جوئی کرنے والے، عفوودرگزر سے کام لینے والے، حلیم و بردبار اور حسنِ سلوک کے پیکر تھے۔

آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کے ملفوظات سے تزکیہ نفس اور رُوحانی آثار واضح ہیں۔ آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ فرماتے ہیں کہ کچھ ملے تو جمع نہ کرو، نہ ملے تو فکر نہ کرو، امید رکھو کہ اللہ تعالیٰ ضرور عطا فرمائے گا۔ کسی کی برائی نہ کرو، بلاضرورت قرض نہ لو، ظلم کے بدلے عطا کرو۔

ہر صوفی بزرگ کی طرح آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ نے بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کی اور برصغیر کے معاشرے کو سدھارنے میں اہم

کردار ادا کیا، ہزاروں کی تعداد میں فقرا و مساکین آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کے لنگر خانے سے کھانا کھاتے، آپ نے لوگوں کی راہ نمائی کے لیے اخلاص اور تقویٰ سے بھرپور شخصیات تیار کیں، ان میں شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ، امیر خسرو رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ اور حضرت امیر حسن سجزی رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کے نام سرفہرست ہیں۔

''راحت القلوب'' آپ کی وہ تحریری کاوش ہے، جس میں آپ نے اپنے شیخ کامل بابا فرید الدین گنج شکر رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کے ملفوظات اکٹھے کیے ہیں۔ ''افضل الفوائد'' آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کے اپنے ملفوظات ہیں جو حضرت خواجہ امیر خسرو رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ نے جمع کیے ہیں اور ''فوائد الفؤاد'' آپ کے وہ ملفوظات ہیں، جن کو حضرت امیر حسن سجزی رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ نے جمع کیا ہے، یہ ملفوظات آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کی تعلیمات کا نچوڑ ہیں جن میں شریعت، عبادت، احسان، حقوق اللہ اور حقوق العباد کا تفصیلی بیان ہے۔ آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ نے 1324ء میں وفات پائی۔

حضرت سید عبداللطیف کاظمی رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ (المعروف امام بری)

Web version of PCTB Textbook

حضرت سید عبداللطیف امام بری کاظمی رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ 1026 ہجری میں ضلع چکوال کے علاقے کرسال میں پیدا ہوئے۔ آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کے والد گرامی کا اسم مبارک سید سخی محمود بادشاہ کاظمی رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ اور والدہ ماجدہ کا نام سیدہ غلام فاطمہ کاظمی رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہَا ہے۔ آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کے والد گرامی بھی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ولی تھے۔ حضرت امام بری سرکار رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کے والد نے فقہ و حدیث اور دیگر علوم اسلامی کی تعلیم نجف اشرف عراق سے حاصل کی۔ سید محمود بادشاہ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ جو نجف اشرف سے فارغ التحصیل تھے انھوں نے اپنے بیٹے کی تعلیم و تربیت میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی۔ آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ بری امام (اِمَامُ الْبَرّ خشکی کے امام) کے لقب سے زیادہ مشہور ہیں۔

حضرت سید عبداللطیف کاظمی قادری رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ نے بہت سے علاقوں کا تبلیغی دورہ کیا جن میں کشمیر، بدخشاں، بخارا، مشہد، بغداد اور دمشق شامل ہیں آپ حج کی غرض سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ گئے اور تقریباً 25 سال کی عمر میں واپس تشریف لائے۔

حضرت سید عبداللطیف کاظمی قادری رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ نے نور پور شاہاں میں قیام کے دوران میں اسلامی تعلیمات کے ذریعے سے لاتعداد غیر مسلموں کے دلوں میں اسلام کی شمع روشن کی۔ حضرت شاہ عبداللطیف رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کا وصال 1117 ہجری میں نور پور شاہاں اسلام آباد میں ہوا۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ

آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کا نام عبدالرحمٰن اور لقب جامی ہے۔ آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کے والد کا اسم گرامی مولانا نظام الدین رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ تھا۔ مولانا جامی رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ 817 ہجری بمطابق 1414ء کو ہرات (افغانستان) میں پیدا ہوئے۔

آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔ مولانا جامی رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ ذوقِ لطیف سے مالا مال تھے۔ آپ کے دل میں عشقِ حقیقی سمایا ہوا تھا۔ مولانا جامی رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کو نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ذاتِ اقدس سے بہت

زیادہ عقیدت ومحبت تھی۔انھوں نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی محبت میں نعتیہ کلام بھی لکھا ہے۔ان کی فارسی میں معروف نعت کا شعر ہے:

نسیما! جانب بطحا گزر کن	ترجمہ: اے بادِنسیم جب تیرا شہر بطحا سے گزر ہو
ز احوالم محمد را خبر کن	میرے احوال (حالات) سرکار کی خدمت میں بیان کرنا

(نفحات الانس فی مجالس القدس:260)

آپ صحیح معنوں میں تواضع اور عجز وانکسار کے حامل انسان تھے۔ ترک ریا، نفس کشی اور خلوص جیسی خوبیاں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کے قول وفعل سے نمایاں تھیں۔احکام شریعت کے سخت پابند تھے اور اپنے پیروکاروں کو بھی اس کی تبلیغ کرتے تھے۔مولانا جامی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ مظلوموں کے مددگار رہتے، اگر کسی کو محتاج پاتے تو خفیہ طور پر اس کی مدد کرتے۔ قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے جن علوم کا جاننا ضروری ہے ان میں علم النحو سرفہرست ہے۔مولانا جامی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کو علم النحو کا امام تسلیم کیا جاتا ہے۔علم النحو میں ''شرح ملا جامی'' آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کی مشہور تصنیف ہے۔

مولانا جامی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے مختلف شہروں میں مساجد، مدارس اور خانقاہیں تعمیر کیں اور ان کا انتظام چلانے کے لیے بہت سی املاک بھی وقف کیں۔آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ بڑے لوگوں اور بالخصوص بادشاہوں کی خوشامد اور چاپلوسی سے متنفر تھے، بلکہ انھیں ہمیشہ نیکی پر کاربند رہنے کے لیے خط لکھا کرتے تھے، چناں چہ ایک خط میں بادشاہ وقت کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں کہ: اے بادشاہ! تو جس تاج وتخت کا دل دادہ ہے وہ ناپائیدار ہے۔یہ زندگی فنا ہونے والی ہے۔نہ یہ زمانہ رہے گا نہ یہ زمین، جہاں تک ہو سکے دنیا میں نیکی کر لے، کیوں کہ یہی کام آنے والی ہے۔

مولانا جامی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے اس فانی دنیا میں 81 برس گزار کر 898 ہجری (1492ء) کو جمعہ کے دن وفات پائی۔آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کا مزار ''ہرات'' افغانستان میں ہے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

حضرت لعل شہباز قلندر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ جن کا اصل نام سید عثمان مروندی تھا، سندھ میں مدفون ایک مشہور صوفی بزرگ ہیں۔ان کا مزار سندھ کے علاقے سیہون شریف میں ہے۔ان کا خرقہ تابدار یاقوتی رنگ کا ہوا کرتا تھا اس لیے انھیں ''لعل''، ان کی خدا پرستی اور شرافت کی بنا پر ''شہباز'' اور قلندرانہ مزاج وانداز کی بنا پر ''قلندر'' کہا جانے لگا۔لعل شہباز قلندر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کی ولادت 538 ہجری بمطابق 1143ء مروند یا میوند (موجودہ آذربائیجان یا افغانستان) میں ہوئی۔لعل شہباز قلندر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کا شجرۂ نسب تیرہ واسطوں سے حضرت امام جعفر صادق رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ تک پہنچتا ہے۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کے والد گرامی کا نام ابراہیم کبیر الدین اور والدہ کا نام ماجدہ کبیر الدین تھا۔آپ کے والدین زہد وتقویٰ کی بدولت مشہور تھے اور درس وتدریس سے وابستہ تھے۔آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کے آباواجداد عراق سے ہجرت کر کے ایران سے ہوتے ہوئے افغانستان میں آباد ہوئے۔آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے بھی مسلم دنیا گھوم کر سیہون شریف (سندھ) کو پسند فرمایا، یہاں آباد ہوئے اور یہیں پر مدفون ہوئے۔

Web version of PCTB Textbook

شیخ مروندی رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ خاندانی اعتبار سے اعلیٰ نسب رکھتے تھے۔ اس لیے صالحیت وسخا کے بہت سے خصائص ان کے خاندان میں منتقل ہو گئے تھے۔ آپ کی والدہ کے متعلق مشہور ہے کہ رات کی تاریکی میں بیٹھ کر رویا کرتی تھیں۔ آپ فرماتی تھیں: اللہ کے خوف سے رونے والا دوزخ میں نہ جائے گا۔ ان کی ذات خشیتِ الٰہی کا پیکر تھی۔ رات کا زیادہ تر حصہ عبادت میں گزارتیں۔

حضرت عثمان بن کبیر المعروف شہباز قلندر رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ نے سات سال کی عمر ہی میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد آپ نے بہت ہی قلیل عرصے میں مروجہ عربی وفارسی علوم میں بھی مکمل دسترس حاصل کر لی۔

بچپن میں ابتدائی منزلیں اپنے والد محترم کے سائے میں طے کیں۔ آپ کے والد مشائخ تبریز میں بڑا درجہ رکھتے تھے۔ ان کی نگرانی میں آپ کی نشوونما ہوئی اور تعلیم وتربیت کا اہتمام ہوا۔ صاحبِ علم وفضل والد کی وجہ سے سید عثمان مروندی رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کو اہل اللہ کی صحبت بچپن ہی سے میسر آئی تھیں۔ آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ سفر کرتے ہوئے حضرت بوعلی قلندر رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کی خدمت میں پہنچے۔ ان کی ہدایت پر آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ نے سندھ میں قیام فرمایا۔

حضرت لعل شہباز قلندر رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ نے بندگانِ خدا کو سیدھی راہ دکھائی۔ ان کے اخلاق کو سنوارا، انسانوں کے دلوں میں نیکی اور سچائی کی لگن پیدا کی اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور پیار سے رہنا سکھایا۔ ہزاروں لوگوں نے آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کی تبلیغ سے ہدایت پائی اور اسلام قبول کیا۔ آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ عرصہ دراز تک سندھ میں اسلام کی تبلیغ کرتے رہے۔

آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کا وصال 21 شعبان المعظم 673 ہجری میں ہوا۔ آپ کا مزار سیہون (سندھ) میں ہے۔

Web version of PCTB Textbook

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کا لقب ہے:

(الف) گنج شکر (ب) فریدالدین (ج) گنج بخش (د) سلطان الاولیا

(ii) حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کی جائے پیدائش ہے:

(الف) بدایون (ب) دہلی (ج) بخارا (د) سمرقند

(iii) حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کو خصوصی دسترس حاصل تھی:

(الف) علوم القرآن پر (ب) علم الانساب پر (ج) علم النجوم پر (د) علم الاصوات پر

(iv) حضرت ابوالقاسم قشیری رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کی مشہور تصنیف ہے:

(الف) رسالہ قشیریہ (ب) کشف المحجوب (ج) پندنامہ (د) راحت القلوب

(v) حضرت شیخ فریدالدین عطار رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کی مشہور تصنیف ہے:

(الف) تذکرۃ الاولیا (ب) احیاء العلوم (ج) کشف المحجوب (د) مثنوی معنوی

(vi) حضرت شاہ عبداللطیف رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے:

(الف) ہندو (ب) مسیحی (ج) مجوسی (د) سکھ

(vii) حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کو امام تسلیم کیا جاتا ہے:

(الف) علمِ نحو کا (ب) علمِ صرف کا (ج) علمِ کلام کا (د) علمِ نجوم کا

(viii) حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کے مرشد تھے:

(الف) حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ (ب) حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ

(ج) حضرت بوعلی قلندر رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ (د) حضرت خواجہ بختیار کاکی رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ

(ix) حضرت لعل شہباز قلندر رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کی والدہ کے فرمان کے مطابق، اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والا:

(الف) دوزخ میں نہ جائے گا (ب) رزق میں اضافہ پائے گا

(ج) دنیا میں عزت پائے گا (د) مصیبتوں سے محفوظ رہے گا

(x) حضرت لعل شہباز قلندر رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کا اصل نام ہے:

(الف) عثمان مروندی (ب) بوعلی قلندر (ج) زید مروندی (د) عبدالرحمٰن

2۔ مختصر جواب دیں۔

(i) حضرت امام قشیری رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کا مختصر تعارف بیان کریں۔

(ii) حضرت امام قشیری رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کی دو تصانیف کے نام لکھیں۔

(iii) حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کا مختصر تعارف تحریر کریں۔

(iv) اشاعتِ اسلام اور تزکیہ نفس کے حوالے سے حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کی خدمات تحریر کریں۔

(v) حضرت شیخ فریدالدین عطار رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کی دو تصانیف کے نام تحریر کریں۔

(vi) حضرت شیخ فریدالدین عطار رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کو "عطار" کیوں کہا جاتا ہے؟

(vii) حضرت شاہ عبداللطیف رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کے والدین کے نام تحریر کریں۔

(viii) حضرت شاہ عبداللطیف رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کی تبلیغی خدمات تحریر کریں۔

(ix) حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کی نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے عقیدت و محبت بیان کریں۔

(x) حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کی مشہور کتاب کا نام لکھیں۔

(xi) حضرت لعل شہباز قلندر رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کا سلسلہ نسب کن سے ملتا ہے؟

(xii) حضرت لعل شہباز قلندر رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کے تعلیمی حالات مختصراً بیان کریں۔

سرگرمیاں

- مذکور صوفیہ کرام رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِمْ کے مختصر حالات زندگی پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں جس میں ان کے اسمائے گرامی، ولدیت، پیدائش و القابات، عمر، تصانیف اور وفات اور خدمات وغیرہ شامل ہوں۔
- مذکور صوفیہ کرام رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِمْ کی تعلیمات کی روشنی میں موجودہ دور کے مسائل کے حل کے لیے تجاویز پر گفت گو کریں۔

Web version of PCTB Textbook

عُلَما و مُفکّرِین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ

حاصلاتِ تعلُّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- مذکورہ شخصیات کے حالاتِ زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
- ان کے اخلاق وصفات سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- ان کی علمی و معاشرتی خدمات سے مختصر طور پر آگاہی حاصل کر سکیں۔
- ان کی تعلیمات اور تصانیف سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- مذکورہ علماءِ مفکرین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ کے معاشرتی کردار کے بارے میں جان کر اپنی عملی زندگی میں ان کے اُسوہ کی پیروی کر سکیں۔
- ان کی زندگی کے مختلف روشن پہلوؤں سے سبق حاصل کر کے اپنی زندگیوں کو ان کے مطابق ڈھال سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

امام شاطبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ

ابو اسحاق، ابراہیم بن موسیٰ بن محمد الشاطبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ مشہور محدث، فقیہ اور جامع العلوم تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کا خاندان بنو لخم سے تعلق رکھتا تھا۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کی تصانیف میں "الاعتصام" اور "الموافقات" بہت زیادہ شہرت کی حامل ہیں۔ علمِ فقہ میں "الموافقات" بہت زیادہ اہمیت کی حامل کتاب ہے

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے قرآن پاک کی قراءت کی تعلیم شاطبہ میں حاصل کی۔ قرآن مجید حفظ کیا اور حدیث وفقہ کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ بیت المقدس تشریف لے گئے۔ قبلہ اوّل کی زیارت کے بعد امام صاحب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ دوبارہ مدرسہ فاضلیہ قاہرہ میں لوٹ آئے اور تعلیم وتدریس کے فرائض انجام دینے لگے۔

امام شاطبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ 790 ہجری کو قاہرہ میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی نمازِ جنازہ مشہور عالم علّامہ عراقی نے پڑھائی۔

امام شاطبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ علوم شرعیہ کے ماہر عالم اور فقہ کے اِمام تسلیم کیے جاتے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ ذہنی وسعت اور قوی اِدراک رکھنے والے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کو فقہ میں یدِطولیٰ حاصل تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے ایک اعلیٰ پائے کے اَدیب کے طور پر بھی اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ امام شاطبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ صالح انسان، قول کے سچے اور بلند کردار کے حامل تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ متقی، صابر، پاک باز اور معزّز شخصیّت کے حامل تھے۔

امام جلال الدین سیوطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کا اصل نام عبدالرحمٰن، کنیت ابوالفضل اور لقب جلال الدین تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ ایک شہرہ آفاق مفسر، محدث، فقیہ اور مورخ تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کی کتب کی تعداد 500 سے زائد ہے۔ "تفسیر جلالین اور تفسیر درمنثور" کے علاوہ قرآنیات پر

آپ کی کتاب ''الاتقان فی علوم القرآن'' علما میں کافی مقبول ہے۔ تاریخ اسلام پر'' تاریخ الخلفا'' امام جلال الدین سیوطی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ کی مشہور تصنیف ہے۔

آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ کی پیدائش مصر کے قدیم قصبے اَسْیُوط میں 849 ہجری میں ہوئی۔ اسی نسبت سے آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ کو سُیُوطی کہا جاتا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ نے 8 سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔

علامہ سیوطی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے مجھے سات علوم یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بیان اور بدیع میں کمال عطا فرمایا ہے۔ آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ نے خود فرمایا کہ: مجھے دو لاکھ احادیث یاد ہیں اور اگر مجھے اس سے زیادہ ملتیں تو ان کو بھی یاد کرتا۔

آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ محدث ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین مورخ بھی تھے۔ خلفائے ملتِ اسلامیہ پر آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ کی تصنیف تاریخ الخلفا ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی خلافت سے لے کر بغداد کے آخری خلیفہ کے عہد خلافت تک سن وار لکھی گئی ہے۔

علامہ سیوطی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ نے 911ہجری میں وفات پائی۔ علامہ سیوطی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ کو دنیاوی مال و دولت سے محبت نہ تھی۔ علامہ سیوطی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ حلیم الطبع، فہم و فراست کے حامل اور علم و ادب سے محبت کرنے والی شخصیت تھے۔

ابنِ خلدون رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ

علامہ ابن خلدون رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ عالمِ اسلام کے مشہور و معروف مُؤرّخ، فقیہ، فلسفی اور سیاست دان تھے۔ ان کا مکمل نام ابوزید عبدالرحمن بن محمد بن محمد بن خلدون تھا۔ وہ تیونس میں پیدا ہوئے اور تعلیم سے فراغت کے بعد تیونس کے سلطان ابوعنان کے وزیر مقرر ہوئے، تاہم درباری سازشوں سے تنگ آ کر حاکم غرناطہ کے پاس چلے گئے۔ یہ سرزمین بھی راس نہ آئی تو مصر آ گئے اور جامعۃ الازھر میں درس و تدریس پر مامور ہوئے۔

ابنِ خلدون رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ نے بچپن ہی میں قرآن مجید حفظ کر لیا اور مُجوّزہ تعلیمی نصاب پر دسترس حاصل کر لی۔ نصاب میں قرآنِ مجید، حدیثِ نبوی، علم کلام، نحو، ریاضی، فلسفہ اور منطق وغیرہ شامل تھے۔

ابن خلدون رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ کی علمی خدمات کو تین مختلف پہلوؤں پر جانچا جاتا ہے۔ اول: مُؤرّخ و تاریخ نویس کی حیثیت سے، دوم: فلسفہ و تاریخ کے بانی کی حیثیت سے اور سوم: عمرانیات کے امام اور ماہر کی حیثیت سے۔ ابن خلدون رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ کو تاریخ اور فلسفۂ تاریخ اور عمرانیات (سوشیالوجی) کا ماہر تسلیم کیا جاتا ہے۔ ان کی شہرہ آفاق کتاب ''مقدمہ ابن خلدون'' ہے۔ یہ کتاب فلسفہ، تاریخ، سیاست، عمرانیات، اقتصادیات اور ادبیات کا خزانہ ہے۔

علامہ ابن خلدون رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ نے تیونس، اندلس اور مصر میں عمر گزاری۔ چوہتّر (74) برس کی عمر 808ھ میں قاہرہ میں آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ کا انتقال ہوا۔

Web version of PCTB Textbook

شیخ ابن عربی رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ

ابن عربی کا نام محمد بن علی اور لقب محی الدین ہے۔آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ کو "شیخ اکبر" بھی کہا جاتا ہے۔ آپ 560 ہجری کو مرسیہ (اندلس) میں پیدا ہوئے۔آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ کا تعلق حاتم طائی کے قبیلہ طے سے تھا۔آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ 580 ہجری میں اشبیلیہ چلے آئے جو علم و معرفت کا مرکز تھا جہاں انھوں نے تیس سال تک تعلیم حاصل کی، اشبیلیہ ہی میں ان کی اپنے شیخ سے ملاقات ہوئی جن سے انھوں نے تصوف کی تعلیم حاصل کی۔آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ اڑتیس سال کی عمر میں بلادِ مشرق یعنی مشرقی ممالک کی طرف روانہ ہوئے۔کچھ عرصہ مصر میں قیام کیا پھر بیت المقدس، مکہ معظّمہ، بغداد اور حلب گئے اور آخر میں دمشق پہنچے جہاں آپ نے مستقل سکونت اختیار کر لی۔آپ کی کتابوں میں سے "فتوحاتِ مکیہ اور فُصُوص الحِکَم" نے بہت شہرت پائی۔آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ دمشق میں درس و تدریس اور وعظ و نصیحت فرماتے رہے۔آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ نے 638 ہجری میں وفات پائی اور جبل قاسیون میں دفن کیے گئے۔

آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ کی تصانیف کی تعداد 800 سے زائد بیان کی جاتی ہے جن میں سو(100) کے لگ بھگ ہی محفوظ رہ سکیں۔ شیخ اکبر کی تصانیف اپنے زمانے کے مروجہ علومِ اسلامی کا احاطہ کرتی ہیں اور زیادہ تر تصوف کے موضوع پر ہیں، نیز آپ نے حدیث، تفسیر، سیرت اور ادب کے موضوع پر بھی کتابیں لکھیں۔آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ کے تحریری سرمایۂ ادب میں صوفیانہ شاعری وغیرہ بھی شامل ہے۔

Web version of PCTB Textbook

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ 1159 ہجری کو دہلی میں پیدا ہوئے۔آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ کا تاریخی نام غلام حلیم ہے۔آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ کا سلسلہ نسب 34 واسطوں سے حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تک پہنچتا ہے۔ آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ "سراج الہند" کے لقب سے مشہور ہیں۔آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ کے بڑے بیٹے ہیں۔آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ کو علم کی وسعت کے ساتھ حاضر دماغی میں بھی کمال حاصل تھا۔

شاہ عبدالعزیز رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ جب سترہ سال کے ہوئے تو ان کے والد بزرگوار حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ کی وفات ہوئی۔اوائلِ عمر ہی میں کثرتِ امراض کے باوجود شاہ صاحب نے درس و تدریس کا عمل جاری رکھا اور اپنے والد کے جانشین مقرر ہوئے۔
والد ماجد کے انتقال کے بعد آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ تقریباً بارہ سال تک علوم حدیث و تفسیر کی درس و تدریس میں مصروف رہے۔علوم فلسفہ و منطق کے ساتھ ساتھ علومِ حدیث و تفسیر میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا۔شاہ عبدالعزیز رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ کی عظیم شخصیت اپنے دور کے محدثین و مشائخ کا مرجع و ماخذ ہے جن کے شاگرد پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ نے پُرفتن دور میں قرآن و حدیث کے علوم کے فروغ کے لیے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے، ان کی وجہ سے وہ ہمیشہ یاد کیے جائیں گے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ نے اسّی (80) برس کی عمر میں 7 شوال 1239 ہجری کو وفات پائی۔

ابن رشد رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ

اسلامی فلسفہ کی دنیا میں ابن رشد کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ محمد بن احمد بن رشد رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ قُرطبہ (اندلس) کے ایک باعزت گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ نے فقہ، طب اور فلسفہ میں اپنے زمانے کے علما سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد حکمت میں کمال حاصل کیا۔ 548 ہجری میں ابن طفیل نے ابویعقوب یوسف بن عبدالرحمان سے آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کی ملاقات کروائی۔ جو فلسفے کے دل دادہ تھے ابن رشد نے ان کے لیے ارسطو کی کتابوں کو مختصر کیا۔ امیر مراکش نے انھیں اپنا طبیب بنانے کے لیے مراکش آنے کی دعوت دی۔ جلد ہی وہ قُرطبہ کا قاضی بن کر واپس آ گئے۔

آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ نے مراکش میں وفات پائی۔ ابن رشد ارسطو کے بڑے مداح تھے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ ارسطو علم کی انتہائی بلندیوں پر پہنچا ہوا تھا، انھوں نے اپنے آپ کو ارسطو کی کتابوں کی تلخیص اور تشریح کے لیے وقف کر رکھا تھا، جو کچھ ابن رشد نے لکھا اہلِ یورپ نے اس کا ترجمہ کیا اور اسے سیکھنا شروع کر دیا حتیٰ کہ یہی ان کی حکمت کی بنیاد اور فلسفیانہ سرگرمیوں کے لیے معیار بن گیا۔

آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں بدایۃ المجتہد خاص طور پر قابل ذکر ہے، جس میں ابن رشد نے فقہی مذاہب کے علاوہ اپنی مستقل آرا کا تذکرہ کیا ہے اور ائمہ فقہ کی آرا و دلائل کا تقابلی جائزہ لیا ہے۔ جس سے ان کی اجتہادی صلاحیت عیاں ہوتی ہے۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) امام شاطبی رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کی مشہور کتاب ہے:

(الف) الموافقات (ب) علوم القرآن (ج) کتاب العبر (د) تاریخ الخلفاء

(ii) امام شاطبی رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کا سنِ وفات ہے:

(الف) 790 ہجری (ب) 792 ہجری (ج) 794 ہجری (د) 796 ہجری

(iii) علامہ ابنِ خلدون رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کس ملک کے سلطان کے وزیر مقرر ہوئے؟

(الف) تیونس (ب) مراکش (ج) مصر (د) نائیجیریا

(iv) ابن خلدون رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کی شہرہ آفاق تصنیف ہے:

(الف) مقدمہ ابن خلدون (ب) الاتقان فی علوم القرآن
(ج) سیر اعلام النبلاء (د) تفسیر جلالین

(v) امام جلال الدین سیوطی رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کی تصانیف کی تعداد ہے:

(الف) دو سو سے زائد (ب) تین سو سے زائد (ج) پانچ سو سے زائد (د) سات سو سے زائد

Web version of PCTB Textbook

(vi) ابنِ عربی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کا لقب ہے:

(الف) محی الدین کا (ب) معین الدین کا (ج) نصیر الدین کا (د) عماد الدین کا

(vii) ابن عربی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کی مشہور تصنیف ہے:

(الف) فتوحات مکیہ (ب) کشف المحجوب (ج) بدایۃ المجتہد (د) احیاء علوم الدین

(viii) شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کا سلسلہ نسب ملتا ہے:

(الف) حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ سے (ب) حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ سے

(ج) حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ سے (د) حضرت علی المرتضٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ سے

(ix) شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کو کمال حاصل تھا:

(الف) علم حدیث میں (ب) علم نجوم میں (ج) شاعری کے میدان میں (د) علم انساب میں

(x) ابن رشد رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ متاثر تھے:

(الف) امام غزالی سے (ب) ارسطو سے (ج) افلاطون سے (د) ابن عربی سے

2۔ مختصر جواب دیں۔

(i) امام شاطبی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کا مختصر تعارف بیان کریں۔

(ii) امام شاطبی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کن علوم کے ماہر تھے؟ کوئی سے دو نام لکھیں۔

(iii) امام جلال الدین سیوطی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کی کوئی سی دو تصانیف کے نام تحریر کریں۔

(iv) امام جلال الدین سیوطی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کن علوم کے ماہر تھے؟

(v) علامہ ابن خلدون رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کی شہرہ آفاق کتاب کا نام کیا ہے؟

(vi) علامہ ابن خلدون رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کی علمی خدمات تحریر کریں۔

(vii) ابن عربی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کا مکمل نام تحریر کریں۔

(viii) ابن عربی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ نے کن موضوعات پر کتب تصنیف کیں؟

(ix) شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کا مختصر تعارف بیان کریں۔

(x) شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ نے کن علوم کے فروغ کے لیے کارہائے نمایاں سرانجام دیے؟

(xi) ابن رشد رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کا مختصر تعارف لکھیں۔

(xii) ابن رشد رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کی ایک کتاب کا نام لکھیں۔

سرگرمیاں

- مذکورہ شخصیات کی تصانیف اور مختصر حالات زندگی پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں، جن میں ان کے اسمائے گرامی، ولدیت، پیدائش والقابات، تصانیف اور خدمات وغیرہ شامل ہوں۔
- مذکورہ شخصیات کے حالاتِ زندگی اور تعلیمات پر کمرا جماعت میں مذاکرہ کروائیں۔

Web version of PCTB Textbook

باب ہفتم
اسلامی تعلیمات اور عصرِ حاضر کے تقاضے

(1) خود اعتمادی و خود انحصاری

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کی تکمیل کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- خود اعتمادی و خود انحصاری کا معنیٰ و مفہوم جان سکیں۔
- خود اعتمادی و خود انحصاری کی اہمیت و فضیلت سمجھ سکیں۔
- اُسوۂ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلّم کی روشنی میں خود اعتمادی و خود انحصاری کی مثالیں سمجھ سکیں۔
- خود اعتمادی و خود انحصاری کی مختلف صورتوں اور ان کے اسباب سے واقف ہو سکیں۔
- خود اعتمادی و خود انحصاری کے انفرادی و اجتماعی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- خود اعتمادی و خود انحصاری اختیار کرنے والے بن سکیں۔
- اسلامی تعلیمات اور عصرِ حاضر کے تقاضوں کو مدِّنظر رکھتے ہوئے اپنے اندر خود اعتمادی و خود انحصاری کا جذبہ پیدا کر سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

خود اعتمادی اور خود انحصاری کا لفظی معنیٰ اپنے آپ پر اعتماد اور انحصار کرنا ہے۔ اصطلاحی طور پر اپنی صلاحیتوں کو پہچاننا، ان کا ادراک کرنا اور اپنی قوت و طاقت پر بھروسا کرنا خود انحصاری کہلاتا ہے۔ جو بھی شخص بڑے کام انجام دینا چاہتا ہے، اس میں اعتماد کا ہونا بہت ضروری ہے۔ خود اعتمادی انسان کا وہ وصف اور طرزِ عمل ہے جو انسان کے لیے عظیم مقاصد کا حصول ممکن بنا دیتا ہے۔

اسلام انسان کو جن اخلاق اور اوصاف کے اپنانے کی تلقین کرتا ہے، ان میں عزم و ہمت، حوصلہ اور خود اعتمادی اور خود انحصاری سرِفہرست ہیں۔ اسلام انسان کو کم ہمتی اور مشکلات سے بچنے کی تلقین کرتا ہے اور انسان کو عزم و ہمت سے کام لینے اور اللہ تعالیٰ پر توکّل کرنے کا درس دیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: **ترجمہ:** جب آپ (کسی بات کا) عزم کر لیں تو اللہ پر توکّل کیجیے۔ (سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن: 159)

اللہ تعالیٰ نے اہلِ علم کی قرآنِ مجید میں جو صفات ذکر کی ہیں، ان میں ایک اللہ پر توکل بھی ہے۔ اہلِ ایمان پر جب مشکلات آتی ہیں تو وہ کم ہمت نہیں ہوتے، بلکہ ہمت اور حوصلے سے مشکلات کا سامنا کرتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلّم نے ہمیں خود اعتمادی اور خود انحصاری کا درس دیا ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلّم نے مشکل سے مشکل حالات میں بھی ہمت نہیں ہاری اور تمام مشکلات کا بہادری سے مقابلہ کیا۔ غزوۂ بدر ہو یا غزوۂ احد، خندق ہو یا حنین، تمام غزوات میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلّم نے عزم و ہمت اور استقلال کے ساتھ میدانِ جنگ میں ڈٹ کر دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلّم کو فتح و کامرانی عطا فرمائی۔

نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلّم کی خود اعتمادی میں عجز و انکسار کا پہلو نمایاں نظر آتا ہے۔ فتحِ مکّہ کے موقعے پر عالم یہ تھا کہ آپ اپنی اونٹنی قصوا پر سوار تھے اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلّم کا سرِ انور جھکا ہوا تھا، مگر رُعب و دبدبہ قائم تھا۔

نبیِ کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے ایک جانب حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور دوسری جانب اُسید بن حُضیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تھے اور آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے چاروں طرف جوش میں بھرا لشکر تھا۔ اس شاہانہ جلوس کے جاہ وجلال کے باوجود آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سُوْرَۃُ الْفَتْحِ اور سُوْرَۃُ النَّصْرِ کی تلاوت فرماتے ہوئے اس طرح سر جھکائے ہوئے اونٹنی پر بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا سرِ مبارک اونٹنی کے کوہان سے لگ جاتا تھا۔

نبیِ کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو درس دیا کہ وہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی دوسروں کی طرف دیکھنے اور ان سے امید رکھنے کے بجائے اپنی صلاحیتوں پر بھروسا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر توکل کریں۔ اللہ تعالیٰ ان مشکلات سے نکلنے کا راستہ دکھا دے گا۔ نبیِ کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک بھیک مانگنے والے شخص کو بلا کر اسے محنت اور زورِ بازو پر بھروسا کرنے کا سبق دیا، اس کا سامان فروخت کروا کر اسے محنت اور زورِ بازو سے کما کر کھانے کی ترغیب دی۔

ہمیں زندگی میں بعض اوقات مشکلات اور مالی تنگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کاروبار میں نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ایسے مواقع پر خود انحصاری سے کام لیں اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے مشکلات سے نکلنے کی کوشش کریں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی صلاحیتوں پر اعتماد کرتے ہوئے محنت اور جدوجہد کو اپنا شعار بنائیں تاکہ ہم کامیابی کی منزل تک پہنچ سکیں۔

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) جو شخص بڑے کام انجام دینا چاہتا ہے، اس میں ہونا ضروری ہے:

(الف) حسن وجمال (ب) جسمانی قوت (ج) بہادری (د) اعتماد

(ii) اللہ تعالیٰ نے خود اعتمادی اور خود انحصاری کے حکم کے ساتھ ساتھ تلقین کی:

(الف) صبر وتحمل کو (ب) عجز وانکساری کی (ج) باہمی تعاون کی (د) اللہ تعالیٰ پر توکّل کی

(iii) انسان کو خود اعتمادی اور خود انحصاری کی وجہ سے پیدا ہونے والے تکبر سے بچاتا ہے:

(الف) توکل (ب) صبر (ج) سچ (د) تحمل

(iv) انسان اپنے معاملات احسن طریقے سے انجام دے سکتا ہے:

(الف) مال ودولت سے (ب) تعلقات کی بدولت (ج) انصاف کی وجہ سے (د) خود اعتمادی کے سبب

(v) کسی بھی قوم کی اجتماعی عزت وآبرو کا سبب بنتی ہے:

(الف) تجارت (ب) غربت (ج) سیر وسیاحت (د) خود اعتمادی

2۔ مختصر جواب دیں۔

(i) خود اعتمادی وخود انحصاری کا مفہوم تحریر کریں۔ (ii) سیرتِ طیّبہ سے خود انحصاری کی تعلیم پر مبنی کوئی ایک واقعہ تحریر کریں۔

(iii) خود اعتمادی کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے کیا نصیحت فرمائی؟

سرگرمیاں

- طلبہ خود اعتمادی اور خود انحصاری کے فوائد پر مشتمل فلیش کارڈ بنائیں۔
- طلبہ کے مابین خود اعتمادی اور خود انحصاری کے موضوع پر کمرا جماعت میں مذاکرہ کروائیں۔

Web version of PCTB Textbook

(2) جسمانی وذہنی صحت اور جسمانی ریاضت

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جسمانی ریاضت اور ذہنی صحت کی فضیلت جان سکیں۔
- یہ سمجھ سکیں کہ جسمانی ریاضت صحت مند معاشرے کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔
- جسمانی ریاضت وذہنی صحت اور کھیل کا باہمی تعلق سمجھ سکیں۔
- اسلام کی روشنی میں جسمانی ریاضت کی حدود و قیود جان سکیں۔
- جسمانی ریاضت کے ذہنی اور جسمانی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- جسمانی ریاضت کے مختلف اصولوں اور طریقوں سے واقف ہو کر اپنی زندگیوں میں وقت کی پابندی، برداشت، ٹیم ورک (گروہی کام) اور نظم وضبط کو شامل کر سکیں۔
- جسمانی ریاضت کے مختلف اصولوں اور طریقوں پر عمل کرتے ہوئے وقت کے ضیاع سے بچ سکیں۔
- جسمانی ریاضت وذہنی صحت کا باہمی تعلق اور اہمیت سمجھتے ہوئے اپنی جسمانی اور ذہنی صحت کا خیال رکھ سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

اسلام کے پیشِ نظر ایسے معاشرے کی تشکیل ہے، جس کے تمام شہری صحت مند، توانا اور جسمانی طور پر مضبوط ہوں، اسی لیے اسلام نے عبادات کے ساتھ ساتھ انسان کے جسم اور صحت کے حوالے سے بھی بنیادی تعلیمات ارشاد فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں راہ نمائی اور سربراہی کے لیے صحت اور علم کو فوقیت دیتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ: اور (اللہ نے) اُسے علم اور جسم میں وسعت عطا فرمائی ہے۔ (سُوْرَةُ الْبَقَرَة:247)

صحت مند انسان اور صحت مند دماغ اللہ ربّ العزت کی طرف سے انسان کے لیے بہت بڑا انعام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس انعام کی قدر کرنا انسان کا اوّلین فرض ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

"دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے اور وہ صحت اور فراغت ہیں۔" (صحیح بخاری: 6412)

اسلام میں انسان کی جسمانی صحت کی اہمیت اس قدر ہے کہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے جسمانی طور پر مضبوط اور توانا شخص کو کمزور شخص سے بہتر قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: طاقت ور مومن اللہ کے نزدیک کمزور مومن کی نسبت بہتر اور زیادہ محبوب ہے۔ (صحیح مسلم:6774)

انسانی صحت کی اسی اہمیت کی وجہ سے اسلامی تعلیمات میں انسان کو ورزش کی تلقین ملتی ہے، کیوں کہ ورزش ایک ایسا عمل ہے، جس سے انسانی جسم صحت مند رہتا ہے۔ ورزش کا ایک طریقہ کھیل کود ہے، چناں چہ اسلام ایسے تمام کھیلوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، جس سے انسانی جسم صحت مند رہتا ہے اور اس کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ نبیِ کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے گھڑسواری، نیزہ بازی، تیراندازی، دوڑ، کشتی اور تیراکی وغیرہ کی ترغیب دی ہے۔ دورِ حاضر میں کھیلوں کی سرگرمیوں میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔ ہاکی، فٹ بال، کرکٹ، والی بال اور دوسرے کھیلوں نے نوجوانوں میں خوب مقبولیت حاصل کی ہے۔ یہ تمام کھیل جسمانی ریاضت میں شمار ہوتے ہیں، جن سے انسان کی جسمانی وذہنی صحت بہتر ہوتی ہے۔

جسمانی ریاضت ہی صحت مند معاشرے کی بنیاد ہے۔ ورزش اور جسمانی صحت انسانی جسم کو متوازن کرنے کے ساتھ ساتھ انسانی پٹھوں کی نشوونما میں بھی مدد کرتی ہے۔ جس کے نتیجے میں انسانی جسم میں خون کی پیداوار بڑھتی ہے، اسی طرح ورزش جسم میں آکسیجن کی سطح اور خون کے بہاؤ کو بہتر بنانے میں مدد کرتی ہے۔ ورزش انسانی صحت کی ذہنی و جسمانی نشوونما کے لیے بہت مفید اور صحت مند معاشرے کی بنیاد ہے۔ ورزش کے علاوہ کھیل بھی جسمانی ریاضت اور اس کے نتیجے میں انسان کی جسمانی و ذہنی صحت کے لیے بہت زیادہ فائدے کا باعث ہے۔ کھیل کا انسان کی جسمانی و ذہنی صحت کے ساتھ براہِ راست تعلق ہے، کیوں کہ کھیل کے میدان میں ہر وقت مستعد رہنا پڑتا ہے اور ذہن کو ہر وقت استعمال کرنا ہوتا ہے۔ اس طرح کھیل سے جب انسانی جسم صحت مند ہو جاتا ہے تو اس کے اثرات انسانی دماغ پر بھی مرتب ہوتے ہیں، کیوں کہ صحت مند جسم ہی صحت مند دماغ کی ضمانت ہے۔

انسانی جسم کے لیے جسمانی ریاضت اور ورزش کی اہمیت کے پیشِ نظر اسلام نے مختلف کھیلوں اور ورزش کی تلقین کی ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے کئی مواقع پر جسمانی ریاضت کی حوصلہ افزائی فرمائی، جس سے جسمانی ریاضت کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمْ نیزہ بازی کیا کرتے تھے۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمْ دوڑ بھی لگایا کرتے تھے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے گھڑسواری کی بھی ترغیب دلائی ہے گویا ایسے تمام کھیل اور جسمانی ریاضت جس سے انسانی صحت کو فائدہ ملتا ہو اور وہ اسلام کی عمومی تعلیمات کے مطابق ہوں۔ اسلام ایسے تمام کھیلوں اور ورزشوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، کیوں کہ جسمانی ریاضت اور ورزش انسان کے ذہن و جسم پر بہت اچھے اثرات مُرَتّب کرتی ہے۔ ورزش سے انسانی جسم میں بیماریوں کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔ ورزش انسانی جسم میں بیماری کے خلاف قوتِ مدافعت میں اضافہ کرتی ہے۔ ورزش کرنے سے ذہن و دماغ پر نہایت اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اس کی وجہ سے انسان کے جسم کے پٹھے اور ہڈیاں مضبوط ہوتی ہیں۔

جسمانی ریاضت کا ایک پہلو اخلاق سنوارنا بھی ہے، جس طرح کھانے پینے میں توازن رکھنا، پانی بیٹھ کر پینا، سانس لے کر پینا، کھانا بیٹھ کر کھانا اور کھانا کھاتے ہوئے بھوک رکھ کر کھانا، غذائی اعتبار سے کھانے پینے کی چیزوں کو استعمال کرنا اور ان کی حفاظت کرنا، جہاں جسمانی و ذہنی صحت کا سبب بنتا ہے، وہاں جسمانی ریاضت اچھے اخلاق کی ضمانت بھی ہے۔

کھیلوں کا انتخاب کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھا جائے کہ کھیل تعلیم میں نقصان کا باعث نہ بنیں۔ کھیلوں کی وجہ سے ہمارا وقت ضائع نہ ہو۔ وہ کھیل جن میں جوا، بدنظری، غیر شرعی امور کی تشہیر یا کسی مخلوق پر ظلم کا عنصر شامل ہو اسلام میں منع ہیں۔ اسی وجہ سے جانوروں کی لڑائی پر مشتمل کھیلوں کی اجازت نہیں ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم ورزش اور کھیلوں کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔ کھیلوں میں حصہ لینے سے ہماری زندگی میں برداشت، پابندیِ وقت اور نظم و ضبط پیدا ہوگا اور اس کے ہماری زندگی پر نہایت خوش گوار اثرات مرتب ہوں گے۔

Web version of PCTB Textbook

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) اسلام نے انسانی جسم کو صحت مند و توانا رکھنے کے لیے ترغیب دی ہے:

(الف) جسمانی ریاضت کی (ب) مال خرچ کرنے کی (ج) معاف کرنے کی (د) صلہ رحمی کی

(ii) کون سا مومن بہتر قرار دیا گیا ہے؟

(الف) مال دار (ب) طاقت ور (ج) کمزور (د) مفلس

(iii) جسمانی ریاضت سے مضبوط ہوتے ہیں:

(الف) ہاتھ (ب) پاؤں (ج) پٹھے (د) ٹخنے

(iv) حدیث مبارک میں دو چیزوں کو بڑی نعمت قرار دیا گیا ہے:

(الف) صحت اور فراغت (ب) مال اور دولت (ج) کھیل اور فراغت (د) ورزش اور مصروفیت

(v) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کون سے کھیلوں میں زیادہ دلچسپی لیتے تھے؟

(الف) نیزہ بازی و گھڑ سواری (ب) رسہ کشی (ج) کبڈی (د) سیر و سیاحت

2- مختصر جواب دیں۔

(i) "جسمانی ریاضت صحت مند معاشرے کی بنیاد ہے" وضاحت کریں۔

(ii) جسمانی ریاضت و ذہنی صحت اور کھیل کا باہمی تعلق تحریر کریں۔

(iii) جسمانی ریاضت کے ذہنی و جسمانی اثرات تحریر کریں۔

(iv) جسمانی ریاضت کے کوئی سے چار اصول بیان کریں۔

(v) ہمیں اپنی جسمانی و ذہنی صحت کو بہتر بنانے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

سرگرمیاں

- جسمانی و ذہنی صحت کے متعلق احادیث تلاش کر کے اپنے ہم جماعت ساتھیوں کو بتائیں۔
- طلبہ کو حفظانِ صحت کے اصولوں پر مبنی معلومات پر مشتمل کوئی دستاویزی فلم دکھائیں، تا کہ وہ جان سکیں کہ اپنی صحت کا خیال کیسے رکھ سکتے ہیں۔

Web version of PCTB Textbook

(3) اسلام میں مستقبل کی منصوبہ بندی کی اہمیت

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- مستقبل کی منصوبہ بندی کا معنیٰ و مفہوم جان سکیں۔
- قرآن و سنّت کی روشنی میں مستقبل کی منصوبہ بندی کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔
- اُسوہ نبوی (خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) کی روشنی میں مستقبل کی منصوبہ بندی کی مثالیں سمجھ سکیں۔
- مستقبل کی منصوبہ بندی کے اسباب کی مختلف صورتوں اور شرعی حدود و قیود سے واقف ہو سکیں۔
- مستقبل کی منصوبہ بندی کے انفرادی و اجتماعی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- شرعی حدود و قیود میں مستقبل کی منصوبہ بندی اختیار کرنے والے بن سکیں۔
- اسلامی تعلیمات اور عصرِ حاضر کے تقاضوں کو مدِّنظر رکھتے ہوئے مستقبل کی منصوبہ بندی کرنے والے بن سکیں۔

Web version of PCTB textbook

مستقبل کا معنیٰ ہے، آنے والا وقت۔ مستقبل کی منصوبہ بندی سے مراد یہ ہے کہ انسان آنے والے وقت کے لیے تیاری کرے۔ اپنے پاس موجود وسائل کو اچھے طریقے سے استعمال کرے اور اپنی طاقت کے بقدر مزید وسائل و اسباب اختیار کرنے کی کوشش کرے۔

قرآن و سنّت میں ہمیں موت کے بعد آنے والی زندگی کے لیے تیاری کرنے کے حکم کے ساتھ ساتھ یہ تعلیم بھی دی گئی ہے کہ ہم دنیا کی زندگی میں بھی آنے والے دنوں کے لیے تیاری کریں۔

مستقبل کی ضرورت کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اپنے پاس موجود وسائل اور نعمتوں کو ضائع نہ کریں۔ مستقبل میں کسی بھی قسم کی تکلیف اور پریشانی سے بچنے کے لیے ابھی سے کوشش کرنا اور وسائل اکٹھے کرنا توکُّل کے خلاف نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس بات کا حکم دیا ہے کہ مسلمان اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے وسائل و اسباب جمع رکھیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور (مسلمانو!) تم اُن (کفار سے لڑنے) کے لیے تیاری رکھو جتنی قوّت تم سے ممکن ہو۔ (سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ: 60)

قرآنِ مجید میں حضرت یوسف علیہ السّلام کے حالاتِ زندگی کا بیان تفصیل سے آیا ہے۔ اس میں یہ تذکرہ بھی ملتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السّلام نے مصر والوں کو قحط سے محفوظ رکھنے کے لیے شان دار منصوبہ بندی کی۔ یہاں تک کہ قحط کے زمانے میں مصر نہ صرف اپنی غذائی ضروریات میں خود کفیل تھا بلکہ دوسرے ملکوں کو بھی غلّہ فراہم کر رہا تھا۔

مستقبل کے لیے منصوبہ بندی اور سوچ بچار کرنا نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سنّت مبارک ہے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے نعمتوں کو ضائع ہونے سے بچانے کا حکم دیا تاکہ مستقبل میں انھیں استعمال کیا جا سکے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے پانی کو ضائع کرنے سے منع فرمایا اور زیادہ سے زیادہ درخت لگانے کا حکم دیا، تاکہ آنے والے وقت میں ان نعمتوں سے بھرپور فائدہ اٹھایا جا سکے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اسلامی دعوت کی مضبوطی اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے ہمیشہ تدبیر فرمائی۔ غزوۂ خندق میں جب آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو کافروں کے مدینہ منورہ پر حملے کے ارادے کا علم ہوا تو آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اہلِ مدینہ کی

حفاظت کے لیے منصوبہ بندی فرمائی۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اس موقع پر حضرت سلمان فارسی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ کے مشورے پر ایک خندق کھودی اور اس طرح اہلِ مدینہ منورہ مشرکینِ مکہ کے حملے سے محفوظ ہو گئے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی مستقبل کی منصوبہ بندی کی ایک روشن مثال صلحِ حدیبیہ کا واقعہ ہے۔ صلحِ حدیبیہ کے موقع پر آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مشرکینِ مکہ کے ساتھ صلح کا ایک معاہدہ فرمایا جس کی شرائط کا جھکاؤ بظاہر مشرکین کی طرف تھا۔ لیکن اس موقع پر حضورِ اقدس خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ آنے والے وقت کی منصوبہ بندی فرما رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی تدبیر میں ایسی برکت عطا فرمائی کہ صلح کا یہ معاہدہ فتحِ مکہ کا پیش خیمہ ثابت ہوا اور کچھ ہی عرصے بعد مشرکینِ مکہ کی قوت پارہ پارہ ہو گئی۔

ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضور خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سنت کی اتباع میں آنے والے وقت کے لیے خود کو تیار کرے۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے والوں اور وسائل ضائع کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ﴿١٤١﴾ (سُوْرَةُ الْاَنْعَام: 141)

ترجمہ: بے شک وہ (اللہ) بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند فرماتا ہے جو اپنی قوت اور عقل کو کام میں لاتے ہیں اور اپنے اور دوسروں کے فائدے کے بارے میں سوچتے ہیں۔

مستقبل کے کسی بھی کام کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے ہمیں شریعت کی متعین کردہ حدود کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ کوئی ایسی منصوبہ بندی یا تدبیر نہیں کرنی چاہیے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہو۔ اپنے ارادوں اور منصوبوں میں سودی لین دین، رشوت، جھوٹ، دھوکے بازی، حق تلفی اور مادیت پرستی کو شامل نہیں کرنا چاہیے۔ مستقبل کی منصوبہ بندی اور تدبیر کرتے ہوئے توکل کو بھی پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ توکل کا معنٰی یہ ہے کہ انسان اسباب ضرور اختیار کرے لیکن اس کا بھروسا اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہو۔

جب کوئی شخص یا قوم منصوبہ بندی اور سمجھ بوجھ کے ساتھ فیصلے کرتی ہے تو اس شخص اور قوم کی زندگی پر بہت سے مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

- بہت سے وسائل ضائع ہونے سے بچ جاتے ہیں۔
- دوسروں کے آگے ہاتھ نہیں پھیلانا پڑتا۔
- خوش حالی اور آسودگی نصیب ہوتی ہے۔
- وسائل میں اضافہ ہوتا ہے اور پورا معاشرہ ترقی کرتا ہے۔
- بہتر منصوبہ بندی کرنے والے بہترین نتائج حاصل کرتے ہیں۔
- معاشرہ انتشار اور افراتفری سے بچ جاتا ہے۔
- مستقبل پر نگاہ رکھنے والے لوگ اپنے انفرادی اور اجتماعی تعلقات میں میانہ روی کو پیشِ نظر رکھتے ہیں، جس کی وجہ سے انھیں شرمندگی یا نقصان کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ اسلام کی تعلیم بھی یہی ہے۔

آج کا زمانہ حکمت و تدبیر کا زمانہ ہے۔ افراد و اقوام آج کل مستقبل کی منصوبہ بندی پر بہت سا سرمایہ لگا رہے ہیں اور کئی کئی سالوں کے لیے منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم انفرادی اور اجتماعی سطح پر مستقبل کی منصوبہ بندی کرنے کی سوچ اپنائیں۔ اسی صورت میں ہم ترقی کر سکتے ہیں اور ہمارا معاشرہ ایک خوش حال معاشرہ بن سکتا ہے۔

Web version of PCTB Textbook

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) مستقبل کی منصوبہ بندی کا معنٰی ہے کہ انسان تیاری کرے:

(الف) ماضی کے لیے (ب) حال کے لیے (ج) مستقبل کے لیے (د) فائدے کے لیے

(ii) حضرت یوسف علیہ السّلام نے اہلِ مصر کے لیے بچاؤ کی منصوبہ بندی کی:

(الف) زلزلے سے (ب) قحط سے (ج) سیلاب سے (د) بارش سے

(iii) غزوہ احزاب کے موقع پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے سے منصوبہ بندی کی گئی:

(الف) خندق کی کھدائی (ب) دیوار کی تعمیر (ج) اسلحہ کی خریداری (د) براہ راست مقابلے کی

(iv) فتحِ مکہ کا پیش خیمہ ثابت ہوا:

(الف) واقعہ معراج (ب) ہجرتِ حبشہ (ج) سفر طائف (د) صلح حدیبیہ

(v) انسان کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسا کرتے ہوئے اسباب کا اختیار کرنا کہلاتا ہے:

(الف) توکّل (ب) بخل (ج) تقوٰی (د) طمع

2۔ مختصر جواب دیں۔

(i) مستقبل کی منصوبہ بندی کا معنٰی ومفہوم تحریر کریں۔

(ii) قرآن وسنّت کی روشنی میں مستقبل کی منصوبہ بندی کی اہمیت بیان کریں۔

(iii) مستقبل کی منصوبہ بندی کے اسباب کی مختلف صورتوں اور شرعی حدود وقیود کی وضاحت کریں۔

(iv) مستقبل کی منصوبہ بندی کے کوئی سے چار اثرات تحریر کریں۔

(v) مستقبل کی منصوبہ بندی کے حوالے سے اسوۂ حسنہ سے ایک مثال تحریر کریں۔

(vi) مستقبل کی منصوبہ بندی کے دو فائدے تحریر کیجیے۔

سرگرمیاں

- طلبہ اس بات پر مذاکرہ کریں کہ وہ مستقبل میں اپنے آپ کو کیسا دیکھنا چاہتے ہیں اور اس کے لیے وہ کیا منصوبہ بندی کر رہے ہیں؟
- سیرتِ طیبہ سے مستقبل کی منصوبہ بندی کی مزید مثالیں طلبہ کے سامنے پیش کیجیے۔

Web version of PCTB Textbook

(4) اسلامی تہذیب کے امتیازات

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی تہذیب کو جان سکیں۔
- اسلامی تہذیب کی اہمیت سمجھ سکیں۔
- اسلامی تہذیب کی بنیادی خصوصیات کو سمجھ کر ان کا جائزہ لے سکیں۔
- اسلامی تہذیب کے اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- اسلامی تہذیب کے مختلف اصولوں اور طریقوں سے واقف ہو کر اپنی زندگیوں کو ان کے مطابق ڈھال سکیں۔

تہذیب کا لفظی معنی ہے: آراستگی، صفائی اور اصلاح۔ تربیت یافتہ اور تعلیم یافتہ شخص کو تہذیب یافتہ اور مہذّب کہا جاتا ہے۔ کسی قوم کی تہذیب سے مراد اس کے نظریات، رہن سہن، طرزِ عمل اور عمومی رویّہ ہے۔

اسلامی تہذیب سے مراد اسلام کا سکھایا ہوا طریقۂ حیات ہے۔ اسلامی تہذیب کی بنیاد قرآن مجید اور سنت نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم پر ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان معاشرہ اپنی ایک خاص پہچان اور اپنا خاص تشخص رکھتا ہے۔ مسلمانوں کو زندگی کے معاملات میں غیروں کی نقالی کرنے اور ان کی مشابہت اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیوں کہ مسلمانوں کو جو طرزِ حیات عطا کیا گیا ہے وہ ہر اعتبار سے مکمل ہے۔

انسانی تاریخ میں بہت سی قومیں گزری ہیں اور ہر قوم ایک مخصوص تہذیب کی حامل تھی۔ دنیوی تہذیبوں میں اسلامی تہذیب منفرد مقام و مرتبے کی حامل تہذیب ہے۔ اسلامی تہذیب ایک ایسی شان دار تہذیب ہے جس سے نہ صرف مسلمانوں نے بلکہ اقوام عالم نے روشنی حاصل کی ہے۔

اسلامی تہذیب بہت سی خصوصیات اور امتیازات کی حامل تہذیب ہے۔ جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر کامل یقین اسلامی تہذیب کی اساس ہے۔ توحید پر ایمان اسلامی تہذیب کا وہ عنصر ہے جس کے بغیر یہ تہذیب نہ تو وجود میں آسکتی ہے اور نہ الگ سے اپنا کوئی تشخص قائم رکھ سکتی ہے۔

اسلامی تہذیب کا نمایاں ترین وصف یہ ہے کہ اس میں حضور نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کو مرکز و محور کی حیثیت حاصل ہے۔ اُمتِ مسلمہ کی شناخت نسبتِ رسالت مآب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم سے ہی وابستہ ہے۔

اسلامی تہذیب کی اہم خصوصیت آخرت پر کامل یقین اور جواب دہی کا عقیدہ رکھنا ہے۔ اسلامی تہذیب کے پیروکار اس احساس کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں کہ قیامت کے دن انھیں اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے ہر ایک عمل کے بارے میں جواب دہ ہونا ہے۔ اس سے زندگی میں اعتدال و توازن پیدا ہوتا ہے۔

مساوات اسلامی تہذیب کی ایک لازمی قدر ہے۔ حضور نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا دورِ مبارک تاریخ انسانی کے روشن دنوں کا امین ہے، یہی وہ زمانہ ہے جب زمین پر عدل کی حکمرانی قائم ہوئی۔

Web version of PCTB Textbook

اسلامی تہذیب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے تمام پیغامات اور اہداف آفاقی ہیں۔ قرآنِ کریم کی نظر میں تمام عالم کے انسان، انسانی حقوق اور عزت و حرمت کے اعتبار سے ایک جیسے ہیں۔

اسلامی تہذیب کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس نے اپنے تمام ضابطہ حیات اور زندگی کی سرگرمیوں میں اعلیٰ اخلاقی قدروں کو اولیت کا مقام عطا کیا۔ لہٰذا علم و حکمت، اِسلامی قوانین، جنگ، مصالحت، اقتصادیات، خاندانی نظام اور دیگر اخلاقی و معاشرتی اقدار میں اسلامی تہذیب کا پلڑا تمام قدیم و جدید تہذیبوں پر بھاری نظر آتا ہے۔

اسلامی تہذیب کی ایک اہم خصوصیت مخالف نکتہ ہائے نظر کو برداشت کرنا ہے۔ اسلامی ریاست میں ہر شخص کو اپنے عقیدے پر قائم رہنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی پوری آزادی حاصل ہے۔ اسلام نے انسانیت کی منتشر صفوں میں اتحاد و الفت اور اخوت کی روح پیدا کر کے ایک دوسرے کے جانی دشمنوں کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا۔ عداوت، حسد، کینہ اور بغض کا خاتمہ کر دیا۔

حضور نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پیغمبرِ امن بن کر مبعوث ہوئے۔ عہدِ رسالت مآب خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا کسی بھی حوالے سے جائزہ لیا جائے، تو ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ حضور نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی انقلابی جدوجہد کے بعد جزیرہ نمائے عرب ہی میں امن قائم نہیں ہوا بلکہ پوری نسل انسانی کو سکون اور اطمینان کی دولت حاصل ہوئی۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر سب سے پہلے جو وحی نازل ہوئی، اس کا آغاز لفظ اِقْرَاْ سے ہوا تھا جس کا معنیٰ ہے پڑھ۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝۱ (سُوْرَةُ الْعَلَقِ: 1)

ترجمہ: آپ (خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے (سب کو) پیدا فرمایا۔

تعلیم کا یہ حکم اسلامی تہذیب کا لازمی حصہ ہے۔ اسلامی تہذیب کی بنیاد تعلیم و تعلم کے فروغ پر رکھی گئی تھی اور یہ احسن اقدام جہالت کے شکار معاشرے میں اٹھایا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تہذیب نے جس خطے میں اپنے اثرات مرتب کیے ہیں وہاں علم و دانش کی شمعیں بھی روشن کی ہیں۔

عالمی تہذیبوں کی تاریخ میں اسلامی تہذیب کی یہ چند امتیازی خصوصیات ہیں، جب دنیا حکومت و سلطنت، علم و حکمت اور قیادت و سیادت کے ہر میدان میں مسلمانوں کے زیر نگیں تھی، تو انھی خصوصیات کی بنا پر اسلامی تہذیب ہر قوم و مذہب کے باشعور اور ذہنِ رسا رکھنے والے افراد کے دلوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی تھی۔ لیکن جب اس کو سینے سے لگانی والی قوم علم و عمل میں انحطاط کا شکار ہوئی تو اس کا زور جاتا رہا اور دوسری قوموں نے غلبہ پانا شروع کر دیا۔

Web Version of PCTB Textbook

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) کسی قوم کے نظریات، رہن سہن، طرزِ عمل اور عمومی رویہ کو کہا جاتا ہے:

(الف) شہریت (ب) تہذیب (ج) جغرافیہ (د) خانہ داری

(ii) اسلامی تہذیب سے روشنی حاصل کی:

(الف) صرف اہلِ عرب نے (ب) صرف مسلمانوں نے
(ج) صرف اہلِ مغرب نے (د) تمام قوموں نے

(iii) اللہ تعالیٰ کی توحید پر کامل یقین رکھنے پر بنیاد تعمیر کی گئی ہے:

(الف) فارسی تہذیب کی (ب) ہندوستانی تہذیب کی
(ج) آریائی تہذیب کی (د) اسلامی تہذیب کی

(iv) قرآن مجید کی نظر میں انسانی حقوق اور عزت و حرمت کے اعتبار سے ایک جیسے ہیں:

(الف) تمام اہلِ ایمان (ب) تمام انسان
(ج) تمام اہلِ مشرق (د) تمام اہلِ مغرب

(v) پہلی وحی میں حکم دیا گیا:

(الف) نماز کا (ب) زکوٰۃ کا (ج) پڑھنے کا (د) پاک صاف رہنے کا

2۔ مختصر جواب دیں۔

(i) تہذیب کا معنٰی و مفہوم تحریر کریں۔

(ii) اسلامی تہذیب سے کیا مراد ہے؟

(iii) اسلامی تہذیب میں احترامِ رسالتِ مآب خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا کیا مقام ہے؟

(iv) اسلامی تہذیب کی کوئی سی تین بنیادی خصوصیات تحریر کریں۔

(v) اسلامی تہذیب میں علم کی اہمیّت بیان کریں۔

سرگرمیاں

- اپنا جائزہ لیجیے کہ آپ اسلامی تہذیب و ثقافت سے کس حد تک وابستہ ہیں۔
- طلبہ کے دل میں اسلامی تہذیب کی محبت پیدا کیجیے۔ انھیں جدید طرزِ زندگی کی روشنی میں اسلامی تہذیب کو اپنانے کے فائدے بتائیے۔

Web version of PCTB Textbook

امتحانی پرچہ اسلامیات لازمی برائے جماعت نہم کی تیاری کے لیے ہدایات

ممتحنین (Paper Setters) کے لیے ضروری ہدایات

اسلامیات لازمی برائے جماعت نہم کا سالانہ پرچہ 100 نمبروں پر مشتمل ہوگا، جس کے لیے طلبہ کو تین گھنٹے کا وقت دیا جائے گا۔ یہ پرچہ تین اجزا پر مشتمل ہوگا، جس کی تقسیم/Pairing Scheme حسبِ ذیل ہے:

حصہ اول: کثیر الانتخابی سوالات (کل نمبر 20)

حصہ دوم: مختصر سوالات (کل نمبر 40)

حصہ سوم: (i) ترجمہ احادیث مبارکہ (10)، (ii) مشاہیر پر مختصر نوٹ (10)، (iii) تفصیلی سوالات (20)

اسلامیات لازمی برائے جماعت نہم کے مندرجہ بالا تینوں حصوں کے مختلف سوالات کی تیاری کے لیے درج ذیل ہدایات کو ملحوظ رکھیں:

حصہ اوّل	سوال نمبر 1: کثیر الانتخابی سوالات (MCQs)	(کل نمبر 20)	کثیر الانتخابی سوالات کی تیاری کے لیے پوری کتاب کے متن کو ملحوظ رکھیں۔ جس کی تقسیم حسبِ ذیل ہے: باب اوّل، باب چہارم، باب پنجم، باب ششم اور باب ہفتم میں سے دو دو سوالات، باب دوم میں سے چار اور باب سوم میں سے چھے کثیر الانتخابی سوالات بنائے جائیں۔
حصہ دوم	سوال نمبر 2: مختصر سوالات	(کل نمبر 12)	اس حصے میں کل نو (9) مختصر سوالات بنائے جائیں، جن میں سے چھے (6) سوالات کے جواب دینے کا کہا جائے۔ اس حصے کے سوالات صرف بابِ اول اور باب دوم سے پوچھے جائیں اور صرف مشقوں میں دیے گئے مختصر سوالات ہی پرچے میں شامل کیے جائیں۔ باب اوّل میں دیے گئے اسمائے حسنیٰ کا ترجمہ بھی مختصر سوالات میں شامل کیا جائے۔ (ہر باب سے کم از کم تین سوال اور اسماء الحسنیٰ میں سے کم از کم ایک ضرور شامل کریں۔)
	سوال نمبر 3: مختصر سوالات	(کل نمبر 12)	اس حصے میں کل نو (9) مختصر سوالات بنائے جائیں، جن میں سے چھے (6) سوالات کے جواب دینے کا کہا جائے۔ اس حصے کے سوالات صرف بابِ سوم اور باب چہارم سے پوچھے جائیں اور صرف مشقوں میں دیے گئے مختصر سوالات ہی پرچے میں شامل کیے جائیں۔ (ہر باب سے کم از کم چار سوال ضرور شامل کریں۔)
	سوال نمبر 4: مختصر سوالات	(کل نمبر 16)	اس حصے میں کل بارہ (12) سوالات بنائے جائیں، جن میں سے آٹھ (8) سوالات کے جواب دینے کا کہا جائے۔ اس حصے کے سوالات صرف بابِ پنجم، ششم اور ہفتم سے پوچھے جائیں اور صرف مشقوں میں دیے گئے مختصر سوالات ہی پرچے میں شامل کیے جائیں۔ (ہر باب سے کم از کم تین سوال ضرور شامل کریں۔)
حصہ سوم	سوال نمبر 5: احادیث کا ترجمہ	(کل نمبر 10)	باب اوّل میں دی گئی بیس منتخب احادیث میں سے چار احادیث پرچے میں دی جائیں، جن میں سے دو کا ترجمہ پوچھا جائے۔ ایک حدیث کا ترجمہ کرنے کے کل نمبر پانچ (5) ہیں۔ نوٹ: احادیث کا ترجمہ صرف بابِ اول میں دی گئی منتخب احادیث میں سے ہی پوچھا جائے، کتاب میں دوسرے مقامات پر دی گئی احادیث کا ترجمہ اس جگہ نہ پوچھا جائے۔

Web version of PCTB Textbook

	سوال نمبر 6: شخصیات	(کل نمبر 10)	باب ششم میں دی گئی شخصیات میں سے چار شخصیات کے بارے میں سوال پوچھا جائے اور ان میں سے دو شخصیات پر مختصر نوٹ لکھنے کو کہا جائے۔ ان چار شخصیات کا انتخاب کرنے کے لیے درج ذیل چار طبقات میں سے ایک ایک شخصیت لی جائے: (1) اہل بیت و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم (2) صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن (3) علماء و مفکرین رحمۃ اللہ علیہم (4) صوفیہ کرام رحمۃ اللہ علیہم
	سوال نمبر 7: تفصیلی سوالات	(کل نمبر 20)	کتاب کی مشقوں میں دیے گئے تفصیلی سوالات میں سے چار (4) دیے جائیں اور ان میں سے دو سوالوں کا جواب پوچھا جائے۔ ہر سوال کا جواب دس نمبر (10) پر مشتمل ہوگا۔ ان چار (4) سوالوں کے لیے اجزا کا انتخاب درج ذیل ترتیب کے مطابق کیا جائے: (i) پہلا جز باب اول یا باب چہارم سے لیا جائے۔ (ii) دوسرا جز باب دوم سے لیا جائے۔ (iii) تیسرا جز باب سوم سے لیا جائے۔ (iv) چوتھا جز باب پنجم سے لیا جائے۔ نوٹ: باب ششم اور باب ہفتم سے کوئی تفصیلی سوال امتحانی پرچے کا حصہ نہ بنایا جائے۔

ماڈل پرچہ اسلامیات (لازمی) برائے جماعت نہم

کل نمبر : 100 وقت : 3 گھنٹے

(حصہ اوّل)

سوال نمبر 1: درست جواب کا انتخاب کیجیے: (20)

(1) تمام مسلمانوں کو ایک قراءت اور لہجے پر متفق کرنے والی شخصیت ہیں:

(الف) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ب) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ج) حضرت علی کرم اللہ وجہہ (د) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(2) اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا خالق، مالک اور رازق ماننا کہلاتا ہے:

(الف) توحیدِ ربوبیت (ب) توحیدِ اُلوہیّت (ج) توحیدِ اسماء (د) توحیدِ صفات

(3) پانچ نمازیں گناہوں کا ایسے خاتمہ کرتی ہیں جیسے پانی:

(الف) میل کا (ب) زنگ کا (ج) لوہے کا (د) لکڑی کا

(4) فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے خانہ کعبہ کی چابی سپرد کی:

(الف) حضرت طلحہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے (ب) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے (ج) حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے (د) حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

(5) غزوہ حنین کے دوران میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے کفار مکہ پر پھینکی:

(الف) مٹھی بھر خاک (ب) زنجیر (ج) تلوار (د) زرہ

(6) انصاری میزبان نے مہمان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

(الف) خود بھوکے رہے اور اس کو کھلایا (ب) بچوں کے ساتھ اسے کھانا کھلایا (ج) اسے مال و دولت عطا کی (د) اسے کھجوریں عطا کیں

(7) ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا:

(الف) تکبر کی وجہ سے (ب) مال و دولت کی وجہ سے (ج) کثرتِ علم کی وجہ سے (د) فرشتوں کا سردار ہونے کی وجہ سے

(8) پختہ ارادے سے کھائی جانے والی قسم کے کفارے کی ایک صورت کتنے مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے؟

(الف) چار (ب) چھے (ج) آٹھ (د) دس

Web version of PCTB Textbook

(9) حضرت سیدنا امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ سپرد خاک ہوئے:

(الف) دمشق میں (ب) بصرہ میں (ج) کوفہ میں (د) مدینہ منورہ میں

(10) کون سا مومن بہتر قرار دیا گیا ہے؟

(الف) مال دار (ب) طاقت ور (ج) کمزور (د) مفلس

(11) حدیث کو جمع کرنا اور کتابی شکل دینا کہلاتا ہے:

(الف) تدوینِ حدیث (ب) فضیلتِ حدیث (ج) روایتِ حدیث (د) درایتِ حدیث

(12) جب نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم قبرِ انور سے باہر تشریف لائیں گے تو آپ کے دائیں طرف ہوں گے:

(الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ب) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ج) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(13) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فریضۂ حج ادا کیا:

(الف) ایک مرتبہ (ب) دو مرتبہ (ج) تین مرتبہ (د) چار مرتبہ

(14) غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ قبول ہوئی:

(الف) سچ بولنے کی وجہ سے (ب) وعدہ پورا کرنے کی وجہ سے (ج) سخاوت کی وجہ سے (د) کفایت شعاری کی وجہ سے

(15) حج اور عمرے کے لیے اکٹھا احرام باندھنا کہلاتا ہے:

(الف) حج مبرور (ب) حج قران (ج) حج تمتع (د) حج افراد

(16) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے استقبال کے لیے:

(الف) اپنی چادر ان کے قدموں میں بچھائی (ب) امہات المومنین کو بھیجا (ج) خواتین کا ایک وفد بھیجا (د) جانور قربان کیے

(17) کسی چیز، دن یا مہینے کو برا سمجھنا کہلاتا ہے:

(الف) بدشگونی (ب) جادو (ج) فال (د) علمِ نجوم

(18) 2018ء میں دہشت گردی کے خلاف جاری ہونے والے فتویٰ کو کہا جاتا ہے:

(الف) دستورِ پاکستان (ب) آئینِ پاکستان (ج) تعزیراتِ پاکستان (د) پیغامِ پاکستان

(19) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جس علم میں کمال حاصل تھا:

(الف) حدیث (ب) انساب (ج) نجوم (د) فلکیات

(20) پہلی وحی میں حکم دیا گیا:

(الف) نماز کا (ب) زکوٰۃ کا (ج) پڑھنے کا (د) پاک صاف رہنے کا

(حصہ دوم)

سوال نمبر 2: درج ذیل میں سے چھے سوالوں کے مختصر جواب دیجیے: (6×2=12)

(1) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب مسلمانوں کو ایک قراءت پر کس طرح متحد کیا؟

(2) دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں حفاظتِ حدیث کے کوئی سے دو ذرائع لکھیں۔

(3) اَلْمُقْسِطُ کا ترجمہ تحریر کریں۔

(4) انبیائے کرام علیہم السلام کی کوئی سی دو خصوصیات تحریر کریں۔

(5) حدیثِ جبریل علیہ السلام کی روشنی میں تعلیم و تعلم کے کوئی سے دو آداب لکھیں۔

(6) اَلرَّءُوْفُ کا ترجمہ کریں۔

(7) نماز کی کوئی سی دو شرائط تحریر کریں۔

(8) رمضان المبارک کے دو مسنون اعمال تحریر کریں۔

(9) قربانی کے کوئی سے دو احکام تحریر کریں۔

Web version of PCTB Textbook

سوال نمبر 3: درج ذیل میں سے چھے سوالوں کے مختصر جواب دیجیے: (2x6=12)

(1) فتح مکہ کے موقع پر حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو کیا سعادت نصیب ہوئی؟
(2) غزوۂ حنین کے موقع پر نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے کس طرح جرأت و بہادری اور استقامت کا مظاہرہ فرمایا؟
(3) وفد بنو تمیم کو بارگاہِ رسالت میں حاضری کے وقت سکھائے گئے آداب میں سے کوئی سے دو لکھیں
(4) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر درود و سلام پڑھنے کی فضیلت بیان کریں۔
(5) غدیرِ خم کے حوالے سے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی فضیلت بیان کریں۔
(6) رشک اور حسد میں فرق لکھیں۔
(7) پردہ پوشی کے حوالے سے دورِ حاضر میں میڈیا کی کیا ذمہ داری ہے؟
(8) جھوٹ کی چار مختلف صورتیں تحریر کریں۔
(9) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کون سی دعا پڑھ کر حضرات حسنین کریمین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا پر دم کیا کرتے تھے؟

سوال نمبر 4: درج ذیل میں سے آٹھ سوالوں کے مختصر جواب دیجیے: (2x8=16)

(1) جھوٹی قسم کے کوئی سے دو نقصانات تحریر کریں۔
(2) اسلامی ریاست کی نمایاں خصوصیات تحریر کریں۔
(3) حضرت اُمّ عطیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا مختصر تعارف بیان کریں۔
(4) سچی اور جھوٹی گواہی کے کوئی سے دو اثرات تحریر کریں۔
(5) حضرت امام زید بن علی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کی علم حدیث کے حوالے سے خدمات تحریر کریں۔
(6) مستقبل کی منصوبہ بندی کے حوالے سے اسوۂ حسنہ سے ایک مثال تحریر کریں۔
(7) امام جلال الدین سیوطی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کن علوم کے ماہر تھے؟ کوئی سے دو نام لکھیں۔
(8) حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی اہلِ بیت اطہار سے محبت کا کوئی ایک واقعہ بیان کریں۔
(9) "پیغامِ پاکستان" کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ وضاحت کریں۔
(10) حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کی نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے عقیدت و محبت بیان کریں۔
(11) اسلامی تہذیب میں احترامِ رسالت مآب خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا کیا مقام ہے؟
(12) ہمیں اپنی جسمانی اور ذہنی صحت کو بہتر بنانے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

(حصہ سوم)

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کوئی سی دو احادیث مبارکہ کا اردو ترجمہ کیجیے: (5+5=10)

(الف) اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ، لَا یَظْلِمُهٗ، وَلَا یَخْذُلُهٗ، وَلَا یَحْقِرُهٗ
(ب) لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ
(ج) اَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ فَاِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰی تَسْتَوْفِیَ رِزْقَهَا وَاِنْ اَبْطَاَ عَنْهَا، فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ خُذُوْا مَا حَلَّ وَدَعُوْا مَا حَرُمَ
(د) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا طَیِّبًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا

سوال نمبر 6: درج ذیل میں سے کوئی سی دو شخصیات پر مختصر نوٹ لکھیں: (5+5=10)

(الف) حضرت امام زین العابدین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
(ب) حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا
(ج) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
(د) حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

سوال نمبر 7: درج ذیل میں سے کوئی سے دو سوالات کے تفصیلی جواب دیجیے: (10+10=20)

(i) جمع و تدوینِ قرآن مجید کی تفصیل بیان کریں۔
(ii) عقیدۂ آخرت پر جامع نوٹ لکھیں۔
(iii) وصالِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر جامع نوٹ تحریر کریں۔
(iv) اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سُود کی حرمت پر مضمون تحریر کریں۔

Web version of PCTB Textbook